Youth Parliament Pakistan

Debate dated 22-6-2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ مَلِکِ النَّاسِ۔ اِلٰہِ النَّاسِ۔ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۬ۙ الۡخَنَّاسِ۔
الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ۔ مِنَ الۡجِنَّۃِ وَ النَّاسِ۔

ترجمہ: کہو کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں۔ (یعنی) لوگوں کے حقیقی بادشاہ کی۔ لوگوں کے معبود برحق کی۔ (شیطان) وسوسہ انداز کی برائی سے جو (خدا کا نام سن کر) پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ (خواہ) وہ جنّات میں سے (ہو) یا انسانوں میں سے۔

Madam Speaker: Mr. Kashif Yousaf Badar, Mr. Gulfan Mustafa, Mr. Muhammad Hamad Chudhary and Mr. Saifan Ahmed would like to move the following resolution.

Mr. Kashif Yousaf Badar: Thank you Madam Speaker. The resolution is as under;

> "This House is of the opinion that the successful interests free micro finance model of Akhuwat Organization may be replicated by the government in order to alleviation of poverty and enhance self employment opportunities at grass root level in the country".

میں اس کا background بتاوں گا۔ پوری دنیا اور پاکستان کا اس وقت سب سے بڑا مسئلہ غربت ہے according to the Benazir Income Support survey 2011, 45% of population of Pakistan is living below poverty line. اگر ہماری population 180 million ہے تو اس میں سے 85 million poverty line سے نیچے prevail کر رہی ہے۔ پاکستان کا سارا interest based system پر چل رہا ہے تو اس interest based economy میں micro finance level پر poverty salivation کے لیے کسی کو loan دیتے ہیں تو اس پر mark up 20 to 35% چل رہا ہے اور آج کل کے inflation اور مشکل دور میں جب کوئی بندہ دس، بیس ہزار کے loan سے کوئی

کاروبار شروع کرتا ہے تو اس کے لیے یہ loan pay off کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اگر وہ 20,000 لیتا ہے اور 20 to 30% mark up دے گا تو اس کو ایک سے ڈیڑھ سال میں تیس سے پینتیس ہزار روپے دینے پڑیں گے۔ اس کے لیے ہمارے دین اسلام میں بھی کہا گیا ہے کہ ہمیں آپس میں brotherhood یعنی اخوت کی بنیاد پر ایک دوسرے کی مدد کرنا چاہیے۔ جو امیر ہے وہ غریب کی قرض حسنہ کے ذریعے سے مدد کرے۔ اخوت اس کا interest free model ہے جو کہ دنیا کی سب سے بڑی interest free organization ہے۔ کل کسی نے ڈاکٹر یونس کے گرامین بنک کی بات کی تھی۔ اس کے بارے میں یہ بتانا چاہوں گا کہ گرامین بنک مکمل طور پر interest base چل رہا ہے اور اب آہستہ آہستہ وہ flop ہو رہا ہے۔ اس وجہ سے ڈاکٹر یونس کو گرامین بنک کی directorship سے ہٹا دیا گیا ہے۔ اس کے برعکس پاکستان میں جہاں یہ کہا جاتا ہے کہ کوئی بندہ مخلص نہیں ہے، لوگ sincerity سے دور بھاگ رہے ہیں، سیاستدان اور ہر بندہ نفسا نفسی کا شکار ہے اور اپنے کھانے کی دوڑ میں آگے آگے جا رہا ہے۔ ڈاکٹر امجد ثاقب صاحب نے آج سے دس سال پہلے 'اخوت' کے نام سے ایک organization بنائی تھی جس کے اس وقت two billion سے زائد کے active lone چل رہے ہیں اور ان کا recovery rate 99.85% ہے جو دنیا میں ایک record ہے۔

ہمیں اور ہماری حکومت کو چاہیے کہ جس طرح پنجاب حکومت نے اس کی خدمات کو اور ان کی fair and transparent policy کو دیکھتے ہوئے ان کے لیے two billion per annum ان کے لیے اعلان کیا ہے جو کہ 'اخوت' کے banner تلے تیس سے پچاس ہزار روپے کے قرضے غریب اور پڑھے لکھے نوجوانوں اور عورتوں کو ملیں گے تا کہ وہ small level پر چھوٹے چھوٹے کاروبار شروع کر سکیں۔ اس لیے Federal Government کو بھی چاہیے کہ وہ 'وسیلہ حق روزگار پروگرام' اور بینظیر انکم سپورٹ پروگرام' کے ذریعے سے لوگوں کی funding کر رہی ہے، میں اس سے اختلاف تو نہیں کروں گا مگر کسی کو مہینے کے بعد ایک ہزار روپے دے کر ہم لوگوں کو بھکاری بنا رہے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ انہیں اسلامی طریقے سے قرض حسنہ کی عادت ڈالیں اور اس کی بنیاد پر جب حکومت اس کو own کر کے اپنے funds اس کو دے گی تو پورے ملک میں interest free loan کا جال بچھے گا اور جو interest based economy چل رہی ہے اور بنک لوگوں کو لوٹ رہے ہیں، اس سے جان چھوٹے گی۔شکریہ۔

میڈم سپیکر: جناب گلفام مصطفےٰ صاحب، موجود نہیں ہیں، جناب محمد حامد چوہدری۔

جناب محمد حامد چوہدری: شکریہ، میڈم سپیکر۔ میں 1973 کے آئین میں سے ایک شق یہاں پر بیان کروں گا۔ Article 38(f) requires the state to eliminate ribba interest as soon as possible and the article 31 (2) c requires to secure proper organization of Zakat and Usher. مجھے آج تک یہ سمجھ نہیں آئی کہ 1973 سے اب تک کتنے عرصہ گزر چکا ہے لیکن پاکستان میں اب تک ribba free banking نافذ نہیں کی جا سکی۔ یہاں ایوان میں قائد اعظم کی تصویر تو لگی ہوئی ہے میں ان کی ایک quotation پڑھوں گا جو انہوں نے 1st July, 1948 کو State Bank of Pakistan کی opening ceremony میں تقریر کی تھی، اس کو ایک حصہ ہے۔

> ”The adaptation of western economic theory and practice will not help us in achieving our goal of creating a happy and contended people. We must work our destiny in our own way to present the world an economic system based on true Islamic concept of equality of manhood and social justice“.

I think یہ ہمارے لیے رہنما ہے اور ہمیں اس پر عمل کرنا چاہیے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ "Akhuwat Foundation" نے سب سے بہتر کام یہ کیا ہے کہ جن لوگوں کو پیسے دیے ہیں ان کو یہ option بھی دیا ہے کہ جب اپنے پیسے واپس کریں گے borrowers کو donors بنایا کیونکہ اب وہ اس کے beneficiary بن جائیں گے اور اپنے پیسے دوسرے لوگوں کو donate کریں گے۔

ایک اور بات "Akhuwat Foundation" کی کوئی branch نہیں ہے، یہ لوگ مسجدوں اور چرچوں میں بیٹھ کر بغیر کسی religious cost, creed, sect کے base پر discrimination کے بغیر سب کو ایک level پر قرضے دیے ہیں اور 10,000 سے لے کر 30,000 تک دیے ہیں۔ اس resolution کے ذریعے ہم یہ چاہتے ہیں کہ ایوان حکومت کو اس پر مجبور کرے کہ حکومت اس کو own کرے اور اس کو implement کرے۔ جیسے ''گرامین بنک'' کی مثال دی گئی۔ یہ بنک 1974 میں شروع کیا گیا تھا۔ ایک چھوٹی organization بنائی گئی تھی، اس کو بنگلہ دیش حکومت نے own کیا اور 2006 میں اس پر Nobel prize دیا گیا۔ اگر ہم کو آج own کریں تو اس کو پورے ملک میں نافذ کیا جا سکتا ہے۔ بلوچستان، سندھ میں poverty ہے، جس کو ہم ختم کر سکتے ہیں اور پاکستان کو بہت آگے لے جا سکتے ہیں۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: جناب محمد عتیق صاحب۔

جناب محمد عتیق: میں اس House کی توجہ UN Secretary General Ban Ki-moon کی statement کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ ان کے مطابق اس وقت دنیا کو جو سب سے بڑا مسئلہ غربت بڑھنے کا ہے ، دوسرا مسئلہ اسلحے کی غیر قانونی smuggling ہے اور تیسرا مسئلہ ماحولیاتی آلودگی ہے۔ نمبر ایک چیز غربت سب سے زیادہ بڑھ رہی ہے اور particularly in Sub-Continent اور افریقہ کے کچھ علاقوں میں ۔ میں پاکستان کی بات کروں گا کہ قومی بچت اور بینظیر انکم سپورٹ پروگرام جیسے programmes strengthen کرنے کی ضرورت ہے اور جس طرح State Bank subsidy دیتا ہے، ہر بنک کو اگر وہ دیوالیہ یا ایسی صورت میں ہو تو State Bank اس کا ذمہ دار ہوتا ہے کہ وہ اس کو 50% دیتا ہے تا کہ اس کو strengthen کر سکے۔ اس صورت میں بینظیر انکم سپورٹ، قومی بچت، اخوت یا دوسرے جو پروگرام ہیں، ان کو بھی State Bank کو مزید strengthen کرنے کی ضرورت ہے تا کہ poverty کی جا سکے۔ جیسے گرامین بنک یا ڈاکٹر یونس کی بات ہوئی تو انہوں نے کسی طریقے سے غربت ختم کرنے کے لیے معذوروں یا females کے point of view سے ان کوstrengthen کرنے کی کوشش کی۔ میرا ایک نکتہ یہ ہے کہ State Bank poverty ختم کرنے کے لیے مزید subsidy دے اور banks کو strengthen کرے۔

میڈم سپیکر: جناب حسیب احسن صاحب۔

جناب محمد حسیب احسن: شکریہ میڈم سپیکر۔ محترمہ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ سود نے ہمارے ملک کا بیڑا غرق کر دیا ہے اور آج کل یہ بہت کامیاب کاروبار بن گیا ہے۔ بڑے بڑے قرضے لینے والے بڑے مگر مچھ تو آزاد ہیں لیکن چھوٹے قرضہ دار جنہوں نے ایک لاکھ سے تین لاکھ تک قرض لیا ہے، انہوں نے خود کشیاں بھی کی ہیں اور چھپ بھی رہے ہیں۔ حکومت نے بہت اچھے اقدامات کیے ہیں جن میں بینظیر انکم سپورٹ، وطن کارڈ اور وسیلہ حق روزگار کے ذریعے خواتین اور غریب طبقے کو غربت کے خاتمے کے لیے پیسے فراہم کیے ہیں اور کوشش کی ہے کہ چھوٹا کاروبار کیا جائے۔ میں ایک تجویز پیش کرنا چاہوں گا کہ ہماری سیاسی پارٹیاں اپنی campaigns میں wall chalking کرتی ہیں اور بڑے بڑے جھنڈے کھمبوں پر لگاتی ہیں جن کے لیے کم از کم دو تین سو روپے خرچ ہوتے ہیں۔ اگر یہی پیسے وہ اپنی عوام کی فلاح کے لیے خرچ کریں، یہ پیسے ان کی فلاح کے لیے استعمال کریں، کوئی چھوٹی industries بنا دیں جہاں پر خواتین بھی کام کر سکیں اور بارہ تیرہ سال سے اوپر کے بچے کام کر سکیں تو یہ حال نہیں ہو گا۔ اس کے علاوہ ہمارے ملک میں energy crisis چل رہا

ہے اور سولہ سے اٹھارہ گھنٹے تک بجلی نہیں ہوتی تو اس کا کیا حال ہو گا۔ یہ ایک اچھا initiative ہے، اگر پاکستان میں کیا جائے لیکن میرا خیال ہے کہ یہ نہیں ہو گا کیونکہ یہ ایک کامیاب business بن گیا ہے جس میں ہماری سیاسی پارٹیاں اور سب ملوث ہیں۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: محترم عمر ریاض صاحب۔

Mr. Muhammad Umar Riaz: Poverty an evil that has penetrated it roots deep into our society. When we compare the system which is prevalent in the form of Grameen Bank Pakistan, we should also look into the feasibility of the mechanism and when honourable members are talking about the Benazir Income Support Programme, they should also keep in mind there are irregularities which have been continuously witnessed by the international donors. According to the report published by international organizations Benazir Income Support Programme has seen massive level of corruption and it has done a great to the national exchequer. Instead of introducing such programmes, we should introduce such programmes which has been proposed in this particular resolution. We definitely support the concept of "Akhuwat Organization" and Federal Government should made a replication of that. There is no doubt about that but while keeping in view the interest free banking, keeping in view the concept of interest free applying into the banking laws of the country. We should also keep in mind the feasibility of the mechanism and feasibility of this entire process in the poverty alleviation. When we want to alleviate the poverty considering in the mind that large majority living below poverty line and considering and taking that consideration into the mind that a large majority due to the low growth rate is facing the massive unemployment.

We should also do whatever it takes to ensure that the concept gets replicated in its truest form. However if we have follow the concept we would also need to ensure the system of accountability in this entire procedure because without ensuring this accountability, we would be facing the same sort of allegations from the international organizations. That international organizations would claim that Benazir Income Support Programme, the programmes recently launched by the Punjab Government and when we compare the functions of the Provincial Government with the Federal Government, that should also kept in mind that what is lying within the purview of the Provincial

Government. I would like to quote the recent initiatives taken by the Punjab Government, when you talked about the Laptop Scheme and when we talk about the Yellow Cab Scheme, Green Tractor Scheme or the schemes of the Provincial Government, we see the massive irregularities and these irregularities lead to the failure of a particular organization, a failure of a particular scheme which is good enough and that does not cost a lasting impression on the economy of the country. This model is very good, really good but keeping in mind the low justice system, we must also ensure, we must not apply it in Pakistan unless and until we ensure that the accountability of paramount importance, we need it in every sphere and we should also look into the positive and negative consideration at the same hands. Thank you very much.

Madam Speaker: Thank you. Mr. Ali Raza.

جناب علی رضا: میڈم سپیکر! ابھی میرے ایک دوست نے یہاں بان کیمون کو quote کیا۔ میں اس بات پر چونکہ ہمارا next agenda human rights ہو گا اور اس میں سب سے پہلی شق ہے جو millennium development goals United Nation نے mention کی ہے، وہ poverty alleviation ہے۔ Poverty alleviation ہمارے ملک، اس South Asia sub continent, کا ایک بہت growing concern ہے اور اس کا problem یہ ہے کہ poverty alleviation کے ساتھ education, health sectors, woman empowerment and local development inter linked, inter twined ہیں آپس میں یہ سب چیزیں۔ انہوں نے اخوت کا جو model propose کیا ہے، I hope Benazir Income Support Programme کے علاوہ بھی اگر میرے معزز اراکین کو National Bank کے ایک bank loan کی information ہو جو انہوں نے students کو قرض حسنہ کے طور پر پیسے دیے کہ وہ اپنی فیس وغیرہ جمع کرا سکی۔ اس میں حکومت ان سے کچھ نہیں مانگتی۔ وہ کہتی ہے کہ آپ کے پاس جب پیسے آئیں، ہمیں واپس کر دیں۔ Exactly یہ چیز micro finance model میں بھی ان کو کرنا ہو گی یا کرنی پڑے گی۔ اس سب کچھ کے لیے حکومت کو اپنے resources کو اتنا vast کرنا پڑے گا، ان کو اس کے لیے اپنی machinery use کرنی پڑے گی کہ grass root level پر south Punjab, FATA regions میں لوگوں کو small industries کے سلسلے میں help کرسکیں۔ میں ایک quote کرنا چاہ رہا ہوں کہ کل آپ نے Baltistan Apricot Model, revolution کی بات کی، اگر وہ revolution آ رہا ہے، آپ اگر Local Governments strengthen کریں اور ان کے ذریعے، بلدیاتی انتخابات کے ذریعے ایسے لوگوں کو جن میں packaging,

growth, carpet weaving, fruits وغیرہ کا potential ہے، ان کو promote کریں تو اس طرح سے آپ self employment بھی زیادہ کر لیں گے اور امید ہے کہ غربت کو بھی کم کر سکیں گے۔ شکریہ۔

ٖمیڈم سپیکر: قائد حزب اختلاف صاحب،آپ نے کچھ کہنا ہے؟

جناب فہد مظہر علی: میڈم سپیکر! سب سے بڑا المیہ غربت ہے اور بہت سے ملک ایسے ہیں جو اس دنیا میں Nuclear Power declared ہیں مگر وہاں poverty اور ہمارے ہمسایہ ملک بھارت میں تو بہت زیادہ ہے۔ ہمارے ملک کی middle class سے بھی زیادہ لوگ poverty line سے نیچے رہ رہے ہیں۔ اس میں economist نے باقاعدہ طریقے سےیہ model develop کیا ہے۔ ہمارے پاکستان کے محبوب الحق صاحب نے ایک کتاب Poverty Curtain ایک کتاب لکھی تھی جس میں بتایا ہے کہ how you can alleviate poverty. آسان طریقہ ہے کہ دولت چند لوگوں کے ہاتھوں میں accumulate نہیں ہونی چاہیے۔ اگر وہ trickle down ہوتی ہے تو کوئی اور model apply نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ایک ایسا mechanism آپ کے پاس ہے جو دولت کی concentration in few hands نہ ہو بلکہ till the end of line of the population trickle down ہو تو poverty alleviation ہوتی ہے اور poor کی definition دیکھی جائے تو وہ ان کو کہا جاتا ہے جن کے پاس نہ چھت ہوتی ہے اور نہ کھانے کے لیے کچھ ہوتا ہے۔ اب ہم جو بات کر رہے تھے کہ انہوں نے Cab schemes دیں تو یہ employment کی بات تو ہو سکتی ہے لیکن poverty alleviation کے لیے نہیں کیا گیا۔ Poor کی سب سے پہلے ضرورت shelter, food and security ہوتی ہے جو ان کو نہیں دی جاتی۔ United Nations کے جو millennium development goals ہیں، ان میں بھی واضح طور پر بتایا ہے کہ how they will overcome within 2015 or within 2020. چونکہ یہ world over problem ہے اس پر different suggestion آ سکتی ہیں لیکن بینظیر انکم سپورٹ پروگرام جیسے کام جن کو non developmental or non productive کہا جاتا ہے کیونکہ ان سے dependency بڑھتی ہے نہ کہ وہ independent ہوتے ہیں یا employmentکی بات ہوتی ہے۔ وہ ہر مہینے کارڈ لے کر پیسے لینے کے لیے،embezzlement بھی ہوتی ہے اور ہم نے دیکھا کہ اس میںcorruption charges بھی لگے۔ اس لیے solid measuresلیے جائیں اور حکومت باقاعدہ اس سلسلے میں mandate ملتا ہے۔ پیپلز پارٹی کی حکومت کو تو mandateبھی روٹی، کپڑا اور مکان پر ملتا ہے۔ ان چار سال میں

انہوں نے دینے کی بجائے تو چھینا ہے۔ Efforts should be made to alleviate to poverty.

Thank you.

Madam Speaker: Honourable Prime Minister.

جناب ہاشم عظیم: سپیکر صاحبہ! شکریہ ۔ میں سب سے پہلے بتانا چاہوں گا کہ ڈاکٹر عبدالثاقب کا اخوت کا imitative کس background and model پر based ہے۔ قرآن پاک کی ایک آیت ہے (عربی) pay حلال ہے اور ربوٰ حرام ہے۔ Pay is remittance sale and Ribba سود، interest. ڈاکٹر امجد ثاقب نے جو interest free model متعارف کرایا ہے یہ around 5000 to 50000 interest free loans دیتے ہیں۔ میں fortunately ڈاکٹر امجد ثاقب سے مل چکا ہوں اور مجھے ان کا model monitor کرنے کا experience ہوا۔ اس میں بالکل grass root level پر عوام کو جو financing and empower کر سکتے ہیں یعنی کسی کو ریڑھی لگوا دیتے ہیں، کسی کو پھل وغیرہ کا کام اور کسی کو سلائی کڑھائی کی مشین لے دیتے ہیں تا کہ اس بندے کو pay back میں آسانی ہو اور basically اس کی growth and empowerment ہو۔ میرے معزز رکن نے بتایا کہ اس کو recovery rate around 99% ہے اور جب ڈاکٹر صاحب سے پوچھا گیا کہ 1% کون سا figure ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ 1% بھی وہ figure ہے جو لوگ ہم سے locate نہیں ہو سکے۔ ہم نے micro financing کی لیکن ان کا پتا ہی نہیں ہم ان کو locate ہی نہیں کر سکے۔ وہ اس قدر low level میں rural areas میں یہ کام کرتے ہیں اس لیے لوگ displace ہو جاتے ہیں اور ان کا پتا نہیں چل سکتا، ہم ان کو track نہیں کر سکتے۔ یہ ratio وہ ہے۔ یہ لوگوں کو grass root level پر empower and growth کرنے بہت اچھا model ہے اور یہ interest free ہے۔ اس لیے اس میں عوام کی بہت زیادہ فلاح و بہبود ہے. and we definitely support this. Thank you.

Madam Speaker: Now I put the resolution to the House.

> ”This House is of the opinion that successful interest free micro finance model of ”Akhuwat Organization“ may be replicated by the government in order to alleviation of poverty and enhance self employment opportunities at grass root level in the country“.

(The resolution was carried)

Madam Speaker: I would request Mr. Muhammad Hammad Malik, Mr. Naveed Hassan and Mr. Yasir Riaz would like to move the resolution.

Mr. Muhammad Hammad Malik: Thank you Madam Speaker.

"The House is of the opinion that more funds must be allocated to the Higher Education Commission in the budget so that the development can be done in the country and scholarship schemes for PhDs can be initiated which is most important need of the country".

جناب سپیکر! میں یہ resolution یہاں پر لایا کیونکہ economic and budgetary reforms ہمارا topic تھا۔ نہایت افسوس کے ساتھ مجھے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہماری حکومت (Blue Party) کی طرف سے یہ topic تو دیا گیا لیکن کسی ایک بندے نے بھی جو بجٹ آیا ہے، اس کے حوالے سے ایوان میں کوئی resolution پیش نہیں کی۔ میرا خیال تھا کہ یہاں پر بڑی گرما گرم بحث ہو گی جس وجہ سے یہ topic decide کیا گیا تھا ۔

میڈم سپیکر: محترمہ شہیرہ جلیل الباسط۔

Miss Shaheera Jalil Albasit: Thank you madam. First of all I would like to make a correction

اپوزیشن کی طرف سےکہا گیا کہ حکومت کی طرف سے تعلیمی بجٹ پر کوئی بات نہیں کی گئی۔ They better have a look at agenda No.11. We are bringing something on this. I would like to share some statistics. India has decided for enormous investment in higher education. Minister for Indian Human Resource Development جناب کپل سبال نے announceکیا ہے کہ انڈیا اسی ہزار کروڑ روپے اگلے پانچ سال میں اپنی higher education میں invest کرنے والا ہے اور یہ روپے انڈیا میں information technology کے institutes کی تعداد کو سات سے سولہ کرنے کے لیے استعمال کیے جائیں گے۔ یہ اسی ہزار کروڑ روپے بھارت میں دو سو نئی یونیورسٹیاں قائم کرنے کے لیے استعمال کیے جائیں اور اس کے علاوہ چالیس centers of excellence قائم کرنے کے لیے استعمال کیے جائیں گے۔ یہ تمام اقدامات انڈیا کی access towards international higher education, undergraduate education, post graduate education, basically higher education سے انڈیا کے access کو سترہ سے تیس فیصد بڑھا دیں گے۔

میڈم سپیکر: اس وقت پاکستان کا شمار in terms of expenditure on education and specially higher education, bottom 7 countries میں ہوتا ہے ۔ It is need of the hour that this resolution be supported and higher education be highly and strictly promoted and safeguarded in Pakistan. Thank you.

میڈم سپیکر: جناب اصغر فرید صاحب۔

جناب محمد اصغرفرید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر۔ سب سے پہلے میں اپوزیشن کو مبارکباد پیش کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے اس ایوان کی توجہ ایک ایسے موضوع کی طرف مبذول کرائی جو کسی بھی ملک کی ترقی کی بنیاد ہے۔ یقیناً کسی بھی ملک کی ترقی کے لیے تعلیم سب سے بڑا factor ہے اور خاص طور پر پاکستان جیسے ملک میں جہاں دہشت گردی عروج پر ہے۔ اگر لوگوں کو educate نہیں کیا جائے گا تو دہشت گردی اس سے بھی زیادہ بڑھے گی۔ اس لیے اس resolution کو support کرتے ہوئے حکومت کو کہوں گا کہ وہ HEC کو support کرے اور خاص طور پر Higher Education level اور پاکستان کے ان علاقوں کے لوگوں کو باہر بھیجا جائے جہاں پر تعلیم اتنی زیادہ نہیں ہے۔ میں اس کی حمایت کروں گا۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: شکریہ۔ جناب عتیق الرحمن صاحب۔

جناب عتیق الرحمن: شکریہ میڈم سپیکر۔ فواد بھائی نے بہت اچھی resolution پیش کی ہے اور ہمیں higher education کے لیے زیادہ بجٹ رکھنا چاہیے نہ کے بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کو۔ UNO کے charter کے مطابق GDP کے 4% education پر لگانا چاہیے جبکہ ہم اس وقت 1.8% لگا رہے ہیں جو کہ 2% بن جائے گا۔ میں آج اپنی Youth Parliament کے platform سے یہ آواز اٹھانا چاہوں گا کہ ہمیں اپنی 20% of GDP education پر لگانا چاہیے گو کہ UN charter میں 4% ہے لیکن ہم اگر دنیا میں یہ مثال پیش کریں تو بہت اچھا ہو گا۔ یہ قرارداد پیش بھی کرنی چاہیے اور اس کو 20% of GDP education کرنے کے لیے آواز اٹھانی چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: شکریہ۔ محترم جمال جامعی صاحب۔

جناب جمال نصیر جامعی: شکریہ میڈم سپیکر۔ یہاں پر higher education commission کی بات کی گئی۔ ہمارے ملک کا المیہ ہے کہ ماضی کے اچھے اقدامات کو بھی اپنے سیاسی مفادات کی بھینٹ چڑھا دیا جاتا ہے۔ اصل میں یہاں یہ دیکھا جاتا ہے کہ میرا vote bank کس سے متاثر ہو رہا ہے اور کس سے بڑھ رہا ہے۔ اگر میرا ووٹ بنک بینظیر انکم سپورٹ پروگرام یا وسیلہ حق پروگرام سے بڑھ رہا ہے تو میں education کو کھڈے لائین لگا کر لوگوں کو ہزار روپے ماہانہ دے کر بھکاری بنا دوں گا۔

اگر پرویز مشرف صاحب کے دور کے بہت سے اقدامات پر تنقید کی جاتی ہے جیسا کہ یہاں کہا بھی گیا ہے لیکن Higher Education Commission کم از کم ایسا ادارہ تھا، جو کچھ اس نے جامعات میں کیا، وہ پاکستان کی تاریخ کا higher education کے حوالے سے سنہرا دور کہا جا سکتا ہے کہ مختلف scholarships دیے گئے جس وجہ سے پاکستان میں 100% PhDs کا اضافہ ہوا۔ اس کے علاوہ میڈم سپیکر! Higher Education Commission کا ہونا نہ ہونا ایک برابر کر دیا گیا ہے۔ ایک تو حکومت اس کے لیے صحیح طور پر funds allocate کرے اور تعلیم کے بجٹ میں اضافہ کرے۔ وہ ملک جہاں تعلیم ایمرجنسی نافذ کرنے کی ضرورت تھی، وہاں پر HEC کا ہونا نہ ہونا برابر کر دیا گیا جو ایک المیہ ہے۔ آخری بات یہ کہ Higher Education Commission کے حوالے سے یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ اس کے زیادہ تر وظائف سائنس کے طالبعلموں کے لیے ہوتے ہیں۔ کسی ملک کے لیے جتنے sciences کے students کی ضرورت ہوتی ہے، اتنی ہی social sciences and humanities کی بھی اہمیت ہوتی ہے۔ ان کو بھی اسی criteria's پر scholarships دیے جائیں تو بہتر ہے۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: شکریہ۔محترمہ ایلیا نوروز علی صاحبہ۔

مس ایلیا نوروز علی: میں اس resolution کو مکمل طور پر support کرتی ہوں۔ ہمارا ملک دہشت گردی میں سب سے آگے ہے لیکن تعلیم کے لحاظ سے بہت پیچھے ہے۔ جس طرح معزز رکن نے فرمایا تھا جس ملک میں education emergency نافذ کرنے کی ضرورت ہے، وہاں پر الٹا کر دیا گیا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر ملک کی ترقی کی بنیاد تعلیم کی وجہ سے ہوتی ہے۔ یہاں پر ہمیں ضرورت ہے کہ ہم اپنی higher education پر بہت زیادہ focus کریں اور اپنی تعلیم کو بہتر بنائیں تا کہ corruption level کم ہو جائے۔ میں ایک اور چیز کہوں گی کہ ہمیں higher education پر focus کرنا چاہیے لیکن primary education کو بھی توجہ دینی چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: جناب تبریز مری صاحب۔

جناب تبریز صادق مری: شکریہ میڈم سپیکر۔ سب سے پہلے میں اس چیز کو completely support کروں گا اور I think more funds should be allocated to the HEC. حکومت یہ reasoning دیتی ہے کہ 70% of our national funds are transferred to the provinces every month and that is the reason that provinces should contribute more toward HEC. 1.4% ہماری education کا حصہ ہے جیسا کہ ابھی حماد صاحب نے بتایا but I

اس کے علاوہ think there is more need for public private partnership on this front as well. ایک وجہ یہ ہے کہ ہم education کی طرف focus نہیں کرتے آج سے پہلے جتنی بھی حکومت اور سیاستدان آئے انہوں نے کبھی کوئی substantial step to increase education or higher education in that case نہیں لیا۔ What I would recommend to the Secretariat of the Youth Parliament in this case, next time Youth Ministry for education devise کر دی جائے جو education policy formulate کرے because I think we all the youth of this country and I think ہمارے politicians and governments جو پہلے نہیں کیا we should do those things as well. Thank you.

میڈم سپیکر: شکریہ۔ حفیظ اللہ وزیر صاحب۔

جناب حفیظ اللہ وزیر: شکریہ میڈم سپیکر۔ حماد بھائی نے بڑی زبردست بات کہی ہے۔ Youth Parliament کے interview میں مجھ سے پوچھا گیا کہ فاٹا کے مسائل کا حل کیا ہے؟ میں نے ایک ہی لفظ میں جواب دیا کہ education تو میڈم آسیہ کی طرف سے ایک اور سوال پوچھا گیا کہ کہا ہم تعلیم کے لیے بیس سال تک انتظار کریں گے؟ اگر ہم وہاں پر education start کریں تو بیس سال کے بعد اس کا result آئے گا۔ میں نے جواب میں کہا کہ نہیں کہ اگر education start ہو جائے تو وہاں پر جو youth غلطactivities میںinvolve ہے وہ automatically اس سے نکل جائیں گے اور غلط activities ختم ہو جائیں گی۔ میں خود HEC کا scholar ہوں، فاٹا، بلوچستان کے جو projects ہیں ہمیں funds دیے جا رہے ہیں لیکن کس بنیاد پر، ہمارا جب exam ہوتا ہے تو صرف وہ students کامیاب ہوتے ہیں جو FATA in ہوتے ہیں یعنی جنہوں نے matric and FSC FATA سے کی ہو۔ یہاں سب سے بڑا مسئلہ جو آتا ہے کہ فاٹا اور بلوچستان کی تعلیم کا ہمیں بخوبی علم ہے کہ وہاں پر کیا صورتحال ہے۔ میں یہ بتانا چاہوں تو شاید ایک گھنٹہ لگ جائے۔ اکثر لڑکے FSC باہر کی بجائے فاٹا یا بلوچستان ہی سے کرتے ہیں جو ان کے آگے جانے کا راستہ روک دیتی ہے۔ فاٹا میں ایسا کوئی کالج نہیں ہے کہ اگر وہ وہاں پر اپنی تعلیم شروع کرے تو وہ صحیح جگہ تک پہنچ سکے۔ صرف اس وجہ سے وہاں جاتے ہیں کہ بعد میں BA honours کرنے کے لیے یا MSc کرنے کے لیے مجھے scholarship ملے گا۔ حکومت نے جو اقدام لیا ہے، میرے خیال میں غلط ہے۔ FATA in اور بلوچستان کے students کو جو غربت کی وجہ سے باہر نہیں آ سکتے تھے، ان کے لیے ایک کوٹہ مختص کیا جائے لیکن وہ students جوFSc میں کسی طرح بھی باہر پڑھ سکے ہیں، ان کے ساتھ بھی یہ

ظلم نہ کیا جائے کہ وہ صرف اس بنیاد پر رہ جائیں کہ وہ FATA out ہیں۔ ایلیا نے جو بات کہی کہ نہ صرف PhD level پر scholarship provide کیا جائے بلکہ primary level پر بھی کیا جائے۔ ہمارا جو education system ہے جب ایک بار سکول میں داخل ہوتا ہے تو وہ تقریباً education complete کر دیتا ہے۔ First priority ہے کہ کتنے بچے سکول میں داخلہ لیتے ہیں، یہ ہماری first priority ہونی چاہیے اور ان کے لیے مختلف قسم کی facilities provide کرنی چاہییں۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: شکریہ۔ محترم الوینہ روف صاحبہ۔

مس الوینہ روف: میڈم سپیکر! میں اس resolution کو support کرتی ہوں لیکن یہ کہوں گی کہ جس ملک میں غربت زیادہ ہو اور جس ملک کے کچھ حصوں میں بچے پڑھ بھی نہ سکتے ہوں، وہاں ہم HEC scholarships کی بات کیسے کریں؟ جس ملک میں graduates زیادہ ہیں،ان کےپاس unemployment ہے، وہاں ہم HEC scholarships کو زیادہ کرنے کی بات کیسے کریں گے؟ میں چاہ رہی ہوں کہ پہلے poverty alleviation ہو، unemployment ختم ہو، نوجوان جو پڑھ چکے ہیں، ایم فل تک کر چکے ہیں لیکن ان کے پاس job opportunities نہیں ہیں۔ اگر وہ لائق ہیں تو باہر کی کوئی بھی یونیورسٹی ان کو خود PhD کے لیے invite کریں گی کہ وہ وہاں آ کر پڑھیں اور ہمارے ساتھ research کریں۔ اس لیے پہلے primary education free کر دی جائے، secondary and higher secondary education کچھ جگہوں پر free ہے لیکن کچھ جگہوں پر نہیں ہے۔ Higher and secondary education میںscholarships دی جائیں۔ جب آپ کو a, b, c یا پتا ہو، تب ہی ہم z تک جا سکتے ہیں۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: جناب اسامہ محمود۔

جناب اسامہ محمود: شکریہ میڈم سپیکر۔ یہ کہنا تو غلط ہو گا کہ اس حکومت نے PhD کے لیے کچھ نہیں کیا - PhD degrees کی بات کی جائے تو رحمٰن ملک وزیر داخلہ کے پاس بھی ڈگری ہے۔ بلاشبہ مشرف نے اس پر بہت کام کیا ہے۔ پہلے بیج لگتا ہے تو اگلی نسل اس کی فصل کاٹتی ہے اور اسی طرح سے آج یونیورسٹیوں میںPhD doctors موجود ہیں۔ آج بھی بہت سی یونیورسٹیوں میں masters and MPhill کرنے والے لوگ lecturers بھرتی کیے جاتے ہیں۔ آپ کو thesis کے لیے اچھا supervisor نہیں ملتا اس کی یہی وجہ ہے کہ صرف مشرف دور میں اس پر کام ہوا ہے اگر پہلے ہوا ہوتا تو PhD doctors کی تعداد زیادہ ہوتی۔ اس حکومت نے روک دیا ہے اور جب ہم لوگ اس طرف جائیں گے کیونکہ ایک عام آدمی کے لیے MPhill,

PhD کے بارے میں سوچنا بہت بڑی بات ہے اور جب وہ اس کے اخراجات کی طرف دیکھتا ہے تو یہ ہی بہتر سمجھتا ہے کہ نوکری کر لوں اس طرف دھیان نہ دوں۔ MPhill, PhD projects کو اگر حکومت support کرے تو بہت سے لوگ نہ صرف لاہور، کراچی جیسے بڑے شہروں سے بلکہ remote areas سے بھی اس طرف توجہ دیں گے۔ I am from Mass Communication اور جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ پورے ملک میں کتنی یونیورسٹیاں ہیں اور کتنے PhDs موجود ہیں تو گنے چنے لوگ سامنے آتے ہیں اور ان میں سےبھی بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے اپنے خرچے پر باہر سے تعلیم حاصل کی ہے۔ اس لیے میں چاہوں گا کہ جس طرح سینیٹ نے اس بجٹ میں145 amendments کی ہیں تو اس کو بھی اسی بجٹ میں amend کر کے fund allocate کیا جانا چاہیے۔

Madam Speaker: Now I put the resolution to the House.

(The resolution was adopted)

Madam Speaker: Mr. Saleem Khan, Miss Elia Nouroze Ali, Mr. Amir Abbas Toori, Mr. Hafiz Ullah Wazir, Mr. Najeeb Abid Baluch and Mr. Usama Riaz would like to move the resolution.

Mr. Saleem Khan: I would like to move that;

"This House is of the opinion that 80% economy of Balochistan province is based on agriculture but unfortunately for the last two decades drought has almost destroyed the agriculture system as compared to other provinces. The water channel system in Balochistan is limited to only two districts while agriculture activities in the rest of the districts depends upon the tube wells and the load shedding has further destroyed the agriculture sector. Low voltage causes a huge damage to the tube wells resulting the financial losses of the farmer. This not only created the hurdle for stabilizing the economy but also discourage the lives of those relating to the agriculture sector. So this House demands the Federal Government to take revolutionary steps for implementation of agriculture reforms and also take the decision of withdrawal of electricity subsidy on agriculture tube wells which will be the benefit of the province and its people".

ساری باتیں تو واضح ہو گئی ہیں لیکن میں پھر بھی کچھ points discuss کروں گا۔ جیسا کہ ہم سب کو پتا ہے کہ بلوچستان بڑا صوبہ ہے۔ اگر ہم جغرافیائی طور پر دیکھیں تو یہ پاکستان کا 47% ہے۔ اس کا total area 347100 kilometer square ہے۔ اگر ہم اس کی population دیکھیں

تو یہ 6.6 million ہے 4.96% which is 4.96% of the total population of Pakistan. بہت کم ہے۔ یہ سب جانتے ہیں کہ this province is full of natural resources but unfortunately this province is the poorest province of Pakistan. اگر ہم per capita دیکھیں تو باقی صوبوں کے حساب سے بلوچستان کی per capita بہت ہی کم ہے۔ بلوچستان natural minerals کا ایک large reservoir ہے جن میں گیس اور کوئلہ شامل ہے جو یہاں سے produce ہو پاکستان کے دوسرے حصوں میں جاتا ہے۔

اسی طرح سے agriculture sector بھی پاکستان کی معیشت میں share کرتا ہے۔ ایسے بہت کم علاقے ہوں گے جو بلوچستان کے پھلوں کا مقابلہ کر سکیں۔وہاں پر main fruits میں palm, peaches, apricot, apple and different types of melons and water melon, cherries, black cherries ہیں اور اگر crop cultivation میں دیکھیں تو یہاں پر wheat, rice, maize, cotton in Loralai and Lasbaila districts of Balochistan میں ہیں۔ مختلف اقسام کی vegetables ہیں اور ان کے علاوہ بہت سا dry fruit یہاں سے produce ہوتا ہے۔ یہاں پر بڑا مسئلہ کیا ہے؟ بلوچستان میں تین systems use ہوتے ہیں۔ ایک تو کاریز ہیں جو کہ almost ختم ہو چکے ہیں، دوسرا tube wells ہیں، وہ بھی destroy ہونے والے ہیں اور تیسرا سیلابہ سسٹم اور wells ہیں جو کہ ختم ہو چکے ہیں۔ ہم tube wells پر بات کریں گے کہ یہ بلوچستان کے irrigation system میں ایک نیا اضافہ ہے یہ 100 kilometersسے water tap کرتا ہے یہ ڈیزل اور بجلی کے ذریعے سے چلتے ہیں۔ ایک ٹیوب ویل کی قیمت above 50 Lac ہے اور ایک agriculture region میں ایک وقت میں پانچ سے چھ انجن کام کرتے ہیں اور اگر ہم بجلی کی بات کریں تو چوبیس گھنٹوں میں صرف دو گھنٹے دی جاتی ہے جو کہ تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے۔ دو گھنٹے کے لیے جو بجلی آتی بھی ہے اس کے voltages اتنے کم ہوتے ہیں کہ موٹر نہیں چل سکتی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ موٹر وغیرہ خراب ہو جاتی ہیں۔ کسان اپنے کام چھوڑ کر ان کو ٹھیک کرانے کے لیے شہر لے کر جاتے ہیں اور ان کو ٹھیک کرنے میں تین لاکھ روپے تک خرچ ہو جاتے ہیں اور اس طرح یہ کام چلتا رہتا ہے۔ ڈیزل کی بات کریں تو ایک انجن میں نو سے دس لیٹر ایک گھنٹے میں ڈیزل لگ جاتا ہے۔ اس طرح پانچ سے چھ انجن ایک وقت میں agriculture land میں استعمال ہوتے ہیں۔ ان کو اگر ضرب دی جائے تو ایک گھنٹے کے تقریباً ساٹھ لیٹر بن جاتے ہیں۔ اس ایک گھنٹے کی cost کسان خود دے گا اور کہاں سے پوری کرے گا؟بلوچستان میں یہ حالات ہیں اور agriculture system دن بدن ختم ہوتا جا رہا ہے۔ جن

crops and fruits کی ملک کے اندر اور ملک سے باہر بھی demand ہے۔ Cherry ملک سے باہر بہت سے ملکوں میں جاتی ہے اور دوسرے بہت سے پھل سیب وغیرہ بھی ہیں لیکن یہ بھی دن بدن ختم ہوتی جا رہی ہے۔ حکومت کوئی steps نہیں لے رہی۔ حکومت اور خصوصاً وفاقی حکومت کو چاہیے کہ ایسے steps لے جن سے یہاں کے farmers کی مدد ہو۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: شکریہ۔ محترمہ ایلیا نوروز علی صاحبہ۔

مس ایلیا نوروز علی: ہمارے پہلے سپیکر نے بہت سے باتیں پہلے ہی بتا دی ہیں۔ اس resolution کو لانے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے ملک کا سب سے پسماندہ صوبے کے مسائل پیش کیے جائیں کیونکہ یہاں کے لوگ اپنے علاقوں کے اندرونی مسائل سے زیادہ واقف ہیں۔ اس resolution کو پیش کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ہمارے معزز ممبران کو پتا چلے کہ اس طرح کا مسئلہ ہے اور اس سلسلے میں اقدامات لیے جائیں۔ بلوچستان میں سب سے بڑا مسئلہ target killing کا ہے، صرف ا س پر focus کیا جاتا ہے اور دوسرے مسائل کو الگ کر دیتے ہیں۔ پورے resolution میں ساری باتیں واضح طور پر لکھی ہوئی ہیں کہ بلوچستان کا اسی فیصد انحصار صرف agriculture پر ہے اور اس کے کیا مسائل ہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہوں گی کہ اس مسئلے پر بھی غور کرنا چاہیے اور ہمارے معزز ممبر اس سلسلے میں بہت تفصیل سے بہت سی باتیں واضح کر دی ہیں۔

میڈم سپیکر: شکریہ۔ عامر عباس طوری صاحب۔

جناب عامر عباس طوری: شکریہ میڈم سپیکر۔ ہمارے علم میں ہے کہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور ہمارا انحصار زراعت پر ہے۔ ہم اپنے کھیتوں اور فصلوں کو مختلف طریقوں جیسے ٹیوب ویل، نہروں کے ذریعے سے پانی دیتے ہیں انہوں نے بڑی تفصیل سے بتا دیا ہے لیکن میں ایک دو نکتے عرض کرنا چاہوں گا کہ پچھلے ماہ ہمیں بلوچستان کے کوئٹہ سے ژوب تک کے region میں جانے کا اتفاق ہوا، یہ چار سو اسی کلو میٹر کا علاقہ ہے اور کافی زرخیز ترین علاقہ ہے۔ اس میں کچلاک، خانے بابا، خانوزئی، پشین اور آگے تک کا علاقہ ہے۔ وہاں کے زمینداروں کا بنیادی مسئلہ یہ ہے دن میں دو یا تین گھنٹے بجلی آتی ہے اور وہ بھی نہ ہونے کے برابر ہے اور اس سے فائدہ ہونے کی بجائے ہمیں نقصان ہو رہا ہے۔ اس سےہماری مشینوں جل رہی ہیں۔ وہاں پر ہم نے یہ متعارف کرایا ہے کہ زرعی ٹیوب ویل کو solar energy پر چلایا جائے۔ ایک دو test ہوئے لیکن وہ capable نہیں تھے کیونکہ اگر پانی کی depth سو سے ڈیڑھ سو فٹ کے قریب ہو تو ہم اس کو alternate source energy

provide کر سکتے ہیں لیکن کچلاک region میں پانی چار سے ساڑھے چار سو فٹ کے قریب ہے اس لیے یہ کافی مشکل ہو جاتا ہے کہ اس کو wind or solar کے ذریعے سے بجلی فراہم کی جائے۔ ان کی ایک شکایت یہ بھی تھی کہ ہمیں بجلی کا bill بیس ہزار سے پچاس ہزار کے قریب آ جاتا ہے اور مہینے میں دس دن تو ہمارے احتجاج میں گزرتے ہیں۔ اگر ہم احتجاج نہ کریں تو کیا کریں احتجاج کرنے کی وجہ سے ہمیں جیل میں ڈال دیا جاتا ہے۔ ان کے کافی مسائل ہیں۔ حکومت بلوچستان کو چاہیے کہ اس مسئلے پر سنجیدگی سے غور کرے کیونکہ ہمارے بہت سےایسے پھل ہیں جن کو export کرنے سے پاکستان کو کافی زر مبادلہ ملتا ہے۔ اگر ہم نے اس وقت اور خاص طور ان معاملات کے سلسلے میں سنجیدگی نہ دکھائی تو دن بدن ہمارا زراعت کا سلسلہ خراب ہوتا جائے گا۔ ہمیں چاہیے کہ زمینداروں کے لیے مسائل پیدا کرنے کی بجائے ان کو facilitate کریں۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: شکریہ۔ جناب حفیظ اللہ وزیر صاحب۔

جناب حفیظ اللہ وزیر: شکریہ میڈم سپیکر۔ جہاں پر بلوچستان کا رونا شروع ہو جاتا ہے تو مجھے لگتا ہے کہ فاٹا کے لوگ بھی بہت رو رہے ہیں۔ سلیم خان اور ہمارے دیگر ممبران نے صرف بلوچستان تک محدود رکھا ہے۔ میں نے اس کو صبح پڑھا ہے۔ باتیں تو سب ہو چکی ہیں لیکن پاکستان کا سب سے پہلا مسئلہ دہشت گردی ہے اور جو بھی اٹھتا ہے وہ اس کا علاج یہ ہی بیان کرتا ہے کہ لوگوں کو employment provide کی جائے۔اگر لوگ اس میں مصروف ہوں گے تو پھر کون لوگ دہشت گردی میں حصہ لیں گے۔ بلوچستان کی زراعت کی اہمیت کو کوئی رد نہیں کر سکتا کیونکہ پاکستان میں زیادہ تر میوہ جات بلوچستان ہی سے آتے ہیں۔ حکومت کو بھی چاہیے کہ وہاں کے کسانوں کے لیے زیادہ سے زیادہ سہولیات فراہم کرے۔ ٹیوب ویل کی بات کی گئی اور یہ بات ٹھیک ہے کیونکہ ہمارے اپنے گھر میں لگا ہوا ہے کیونکہ ہماری زمین کا کچھ حصہ اس کے ذریعےسیراب کرتے ہیں لیکن بدقسمتی سے وہاں پر بجلی نہیں ہوتی۔ جب بجلی نہ ہو تو ہمیں ڈیزل انجن سٹارٹ کرنا پڑتا ہے اور جب انجن سٹارٹ ہو جائے تو اس پر جتنا خرچ اٹھتا ہے، اتنا کسان کو زراعت سے فائدہ نہیں ہوتا۔ میں صرف یہ ہی تجویز دیتا ہوں کہ اس مسئلے پر غور کیا جائے۔

میڈم سپیکر: شکریہ۔ جناب نجیب عابد بلوچ صاحب۔

جناب نجیب عابد بلوچ: شکریہ میڈم سپیکر۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ پہلے تو اس resolution میں ایک correction کرانا چا ہوں گا۔to take back decision جو withdrawal subsidies کا لکھا ہوا ہے۔ ہم اس پر subsidy ختم نہیں بڑھانا چاہتے ہیں۔

میڈم سپیکر: کون سی لائن میں ہے؟

جناب نجیب عابد بلوچ: یہ جو بیچ میں ایک decision ہوا ہے کہ agriculture پر subsidy withdraw کی جائے، اس کو ختم کیا جائے کیونکہ اس کو ختم نہیں کرنا چاہیے بلکہ زیادہ subsidy دینی چاہیے۔ میڈم سپیکر! بلوچستان کا جو upper region ہے، جو northern Pashtoon areas ہیں، اگر پورے بلوچستان کی اسی فیصد ہے تو پشتون علاقے کی تقریباً نوے فیصد عوام اور ہمارے بھائیوں کے روزگار کا ذریعہ یقیناً زراعت ہے۔ کوئٹہ میں under ground water level سات سو فٹ تک پہنچ چکا ہے۔ حکومت کی عدم توجہی کی وجہ سے کوئی reservoirs, Dams نہیں بنائے گے تا کہ under ground water level اوپر آ جائے کیونکہ بلوچستان میں نہری نظام نہیں ہے other thanنصیر آباد ڈویژن جہاں پٹ فیڈر اور کچھی کینال ہے۔ اگر اس کے solution کی طرف جایا جائے اور دور اندیشی سے دیکھا جائے تو ایک ہی حل ہے کہ وہاں پر بڑے پیمانے پر water reservoirs بنائے جائیں تا کہ water level اوپر آ جائے۔ اب ٹیوب ویل کے ذریعے سات سو فٹ سے پانی اوپر لانے کی cost, maintenance ایک headache بنا ہوا ہے اور اس کسان کے لیے اپنی cost نکالنا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ اس حوالےسے میں پچھلے دنوں پشین، چمن، قلعہ سیف اللہ، قلعہ عبداللہ گیا ہوا تھا وہاں پر لوگوں نے farming کرنا ہی چھوڑ دی ہے کہ ہماری cost recover نہیں ہو رہی۔ اس کا حل یہ ہے کہ حکومت اس پر جلد از جلد steps لے کر reservoirs بنائے۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: شکریہ۔ جناب محمد حماد ملک صاحب۔

جناب محمد حماد ملک: جناب سپیکر! یہاں پر بلوچستان کے حوالے سے ایک بہت اہم مسئلہ زیر بحث ہے۔ ہم ایک agriculture economy ہیں اور اس وقت رقبے کے لحاظ سے ہمارا سب سے بڑا صوبہ بلوچستان ہے اور وہاں کی زیادہ تر آبادی کاشت کاری ہی کرتی ہے۔ وہاں پر جو مسائل ہیں، ان کو یہاں پر بیان کیا گیا ہے۔ جناب! بلوچستان کے حوالے سے سب جانتے ہیں کہ وہاں پر average rain fall 60 to 80 millimeter per year سے زیادہ نہیں ہے۔ یہ بھی اس وجہ سے ہے کہ وہاں کے کچھ علاقے height پر ہیں جہاں پر بارش ہو جاتی ہے اس لیے جب پورے ملک کی اوسط نکالتے ہیں تو یہ کچھ بڑھ جاتی ہے ورنہ کئی ایسے علاقے بھی

ہیں جہاں سال ہا سال بارش نہیں ہوتی ۔ اس وجہ سے بلوچستان میں نہ تو کوئی نہری نظام بنا کیونکہ کوئی permanent دریا وہاں پر نہیں ہے۔ بلوچستان کا ایک طریقہ کاشتکاری کاریزوں کا نظام تھا۔ جناب سپیکر! مجھے یاد ہے کہ ایک زمانے میں جب عوام PTV دیکھا کرتے تھے تو بلوچستان کے کاریز کے نظام کو بہت دکھایا جاتا تھا لیکن اس وقت بھی کسان یہی رونا روتے تھے کہ ہم نے یہ اپنی محنت سے اپنے بل بوتے پر کاریز بنائی ہیں، اس سلسلے میں حکومت کی طرف سے کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ اب اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ کاریز سے کی جانے والی کاشتکاری تقریباً ختم ہو چلی ہے۔

بلوچستان کے مسئلے کے حل کےسلسلے میں نجیب صاحب نے بہت اچھی باتیں کیں کہ dams وغیرہ بنائے جائیں۔ اس وقت ہماری سب سے بڑی ضرورت dams ہیں اور پاکستان میں نئے projects کے علاوہ پرانے اور بڑے ڈیم جو دیگر صوبوں میں بنائے گئے ان کے بنانے کا پہلا مقصد کاشتکاری اور دوسرا electricity generation ہوتا تھا۔ بلوچستان کا علاقہ ایسا ہے کہ وہاں اچانک بارش ہوتی ہے، flash floods آتے ہیں اور وہاں پر rain fall control کرنے کے ڈیم بنا دیے جائیں تو بہت اچھا ہو گا اور ان ڈیموں سے نہروں کے ذریعے مختلف علاقوں کا پانی مہیا کر دیا جائے تو بہت اچھا ہو گا۔ ایک وقت تھا کہ ہم پڑھا کرتے تھے کہ بلوچستان کا پھل دنیا بھر میں مشہور تھا۔ بلوچستان کا سیب اپنی قسم کا ایک عمدہ پھل ہوا کرتا تھا لیکن ہماری عدم توجہی کی بنا پر بلوچستان میں بہت ہی کم پھل لگتا ہے۔ کچھ دن پہلے TV پر ایک documentary میں بتایا جا رہا تھا کہ کوئٹہ اور اس کے قریب کے باغات تقریباً بنجر ہو چکے ہیں۔ یہ حکومت کی عدم توجہی ہے۔ ایک معزز ممبر نے solar tube well کی بات کی تو یہ ایک بہت اچھا initiative ہے ۔ نجیب صاحب نے بتایا کہ water level 700 feet تک گر چکا ہے۔ جب ہم زیادہ پانی نکالتے ہیں تو automatically water level drop ہوتا ہے لیکن جہاں تک میری معلومات ہیں کہ اس قسم کے solar tube wells آ چکے ہیں جو 750 feet depth سے پانی کھینچ سکتے ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ اس طرف توجہ دے کر ایسے programmes initiate کرے تا کہ صوبے میں ترقی ہو۔

اس کے علاوہ حکومت وہاں پر ایسی crops دے سکتی ہے جو کم بارش میں پیدا ہو سکیں۔ ہمارے ملک میں گندم زیادہ کاشت کرتے ہیں اور اس کے بعد مکئی کاشت کرتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہماری روزمرہ کی خوراک ہے۔ اگر بلوچستان میں خوراک دوسرے صوبے سے فراہم کی جائے اور وہاں پر ایسی crops لگائی جائیں جو بہت کم پانی لیتی

ہوں یا اس قسم کے پھلوں کی طرف لایا جائے تو یہ بھی بہت اچھا اقدام ہو گا کیونکہ اگر بارش نہیں ہوتی تو ہمارے پاس اس کو کوئی علاج نہیں ہے ۔ ہم اس کو secure ہی کر سکتے ہیں اور انشا اللہ وہ کیا جانا چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: شکریہ۔ جناب ساگر کمار کتیجہ صاحب۔

جناب ساگر کمار کتیجہ: شکریہ میڈم سپیکر۔ میرے تمام ساتھیوں نے تقریباً تمام باتیں کر لی ہیں۔ حماد ملک صاحب نے بڑے اچھے مشورےدیے ہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ اسی پانی کے کم level, load shedding کی وجہ سے کوئٹہ، اس کے مضافات اور بہت سے دیگر علاقوں وغیرہ میں کاشتکاری کے لیےsewerage water use کیا جاتا ہے، یہ صحت اور معاشرے کے لیے بھی بہت نقصان دہ ہے۔ میں ایک correction بھی کرنا چاہوں گا۔ سلیم خان صاحب نے 6.6 million population کہی تھی، یہ اب 13 million ہو چکی ہے۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: جناب تیمور شاہ صاحب۔

جناب تیمور شاہ: شکریہ میڈم سپیکر۔ یہ resolution یقیناً اس قسم کی ہے کہ کوئی بھی ممبر اس کو دیکھ کر اس سے اختلاف نہیں کرے گا۔ میرا صرف ایک سوال ہے کہ اس میں Federal Government کو کیوں کہا گیا ہے Provincial Government کو کیوںinvolve نہیں کہا گیا؟ شکریہ۔

میڈم سپیکر: گوہر زمان صاحب۔

Mr. Tabraiz Sadiq Marri: Madam, I want to reply.

یہ وہاں provincial governmentکے پاس نہیں Federal governmentکے پاس پڑا ہے۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: جناب گوہرزمان صاحب۔

جناب گوہر زمان: شکریہ میڈم سپیکر۔ اس پر بہت elaborated بات ہو چکی ہے۔ میں اس میں یہ addکرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر canal irrigation system possible نہیں ہے اور traditional means with the passage of time fade up ہو جاتے ہیں کیونکہ water table نیچے چلا جاتا ہے۔ Modern techniques should be applied and government should take initiatives in using modern techniques for agriculture and should provide immediate attention to this issue. Thank you.

میڈم سپیکر: جناب تبریز مری۔

Mr. Tabraiz Sadiq Marri: Thank you madam speaker. I think enough has been said and done and my friends and colleagues have covered all the aspects. Thank you.

میڈم سپیکر: جناب عمر ریاض صاحب۔

Mr. Muhammad Umar Riaz: Thank you madam speaker. Nobody is unaware of the fact that the minerals rich province is facing the drought, the lack of water resources and it is affecting the agricultural economy of the province. What we need to do is that NEPRA and PEPCO are working under the Federal Government and as it has been claimed that the electricity generation and control of water resourced are not lying within the purview of the provincial government. What we need to do is that the federal government should devolve these powers and should take immediate steps for the devolution of these powers to the respective provinces. As it has already been stated that the water resources are need to be enhanced by the use of modern technology but what kind of modern technology is to be utilized. Despite the continuous promises of making new dams in the country, we have failed to fulfill this promise up till now. What we need to do is to construct dams on immediate basis. We need to finalize the process as soon as possible because that is the major need of our country. Without that we would not be able to achieve the standards of agricultures, we will not be able to increase the growth rate of Pakistan and the economy would always remain in tat its. Madam Speaker, as we already know that the agriculture economy and energy crisis is connected, we need to enhance our energy resources so that may directly affect our economy in a very positive way and manner. I would also like to congratulate the movers of this resolution. Such immediate actions must be taken and all the possibilities which have been asked for in this particular resolution must be ensured for the proper functioning of the economy of the country. Thank you very much.

Madam Speaker: We will now suspend our business for a while and I would like to introduce you with the honourable guest speaker of the day Senator Muhammad Ishaq Dar sahib. He is politically affiliated with the Pakistan Muslim League (Nawaz). He is Leader of the Opposition in the Senate and also serving as parliamentary leader of the PML in the senate of Pakistan.

He has earlier served as Finance and Commerce Minister of Pakistan. Mr. Dar is a graduate of the Punjab University where he received his Bachelor of Commerce with

honours and was awarded two gold medals and role of honour for the first position in the university of Punjab. Dar has also received his Charted Accountancy from ICAEW, UK and was elected as senator in 2003 and later in 2006. In 1997 he was appointed as Federal Commerce Minister and in 1998 he was given charge of Finance Minister also.

Senator Muhammad Ishaq Dar: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔Madam Speaker, young youth parliamentarians السلام علیکم and very good morning. It is in deed a great pleasure to be here with all of you. You are the future of Pakistan and I would try to be very brief so that we can have more time for our questions and answers because you may be having many thing to ask and I was very impressed hearing while waiting to join Madam Speaker. A very good question about the mineral resources so I thought somebody speak in my mind. So was really delighted that you are alive and you are sensitized to the issues of Pakistan. Let me tell you that Pakistan unfortunately has been facing very serious challenges. Challenges do come in a nations life but challenges do bring opportunity also. Regrettably that while the challenges have been deepening in Pakistan the opportunities have not been availed properly. I call the last decade which was 1999 onwards a last decade in Pakistan and I say why, I substantiate my statements. I will briefly through light on the economic issues which are being faced by Pakistan. So that the youth should ponder and also come up with some innovative ideas and as I said one of the idea is to explore our own God gifted resources. First of all we have very low economic growth. Now this low economic growth, we have almost population growth over 2.2, 2.3% and our average population growth of last one decade has been very low particularly it is ranging between 2 to 3 ½%. Certainly if you net of with the increase in population the real growth is hardly there. Coupled with this low growth the acute energy shortages which Pakistan is facing today and has been facing for the last few years is also one of the major cause of low economic growth. This in my calculation is causing something loss of 2 to 3% of economic growth because of the acute energy shortages and low grass domestic output. We will also talk whether we have some solutions to these problems? Yes we have and if there is a political will and if there is a real good governance and transparency, I think these issues are handle able and they are solvable. Why I say this things because I as a Finance Minister faced the worst sanctions of Pakistan. Never in the history the Pakistan faced so acute and the difficult

period in the economic history of Pakistan was when the country went for nuclear detonation. You are wise people, you obviously would not expect any Muslim country the only who would go nuclear and test its own capability, become successful and you will not be punished by non Muslim community in the world. Let there be no doubt the whole western block rose against Pakistan. The most difficult sanctions were imposed in Pakistan but most of you would be fairly young, I am talking 1998, almost 14 years ago but you would not recall any queues for petrol, shortage of electricity, any queues for food, rationing wherever there have been sanctions be it Iraq, Libya, Iran, there have been serious difficulties for the common man but not a single difficulty was faced by an average Pakistani. We managed well. Pakistan has a great resilience in its nation and one can easily handle it but provided as I said there is a political will and there is good governance, there is honesty in your approach and there is hard work. So, all these are doable. Another sad news for the year we have just closed is that we have 12 ½ %the lowest investment in last 60 years in Pakistan. It should be something like 22 ½ to something like 30%. So we had the lowest in 60 years 12 ½%. We have continuing decline in the foreign direct investment in Pakistan. We have stagnating agriculture and industrial growth. These are our real sectors. The agriculture is backbone of Pakistan's economy. It is the fastest producing result sector and segment of Pakistan economy but we have ignored. The last decade why I call it a failure, Pakistan had two opportunities to build its economy. One was the first cold war when Gen. Zia ul Haq was here but unfortunately a dictator only used that opportunity to prolong his tenure and not worry for the country. The 2nd tenure was the post 9/11. We proved to be bad bargainers, I am not saying that we are a saleable commodity but there is no harm in claiming your real losses. We had a very poor bargain. For example Turkey, they wanted to use the same facilities which they used from Pakistan for Afghanistan and they wanted to use Turkey for Iraq. Turkish people demanded 56 billion dollars, US offered 26 billion dollars counter offer, Turkish Parliament vetoed and said we will not allow our territory to be used against another country and we will only allow to passage of humanitarian goods and dead bodies and they still charged 6 billion dollars. Unfortunately again another dictator's era because usually they are more concerned about their perpetuity of their continuity of their own governance and their own rule. So we lost another opportunity and you might have

seen claims, yes there were claims of GDP growth 6% + but then we had our political government, it had 7.7% in 1991-92, record is there. I kept saying in the Senate at that time the sitting regime where Shouket Aziz sahib was Finance Minister خدا کے لیے use this opportunity to focus on your real sector and your real sectors are agriculture and industry. They continued to focus on consumer and luxury goods, mobile telephones, air conditioners, refrigerators. Once your local demand is met in 2, 3, 4, 5 years, you are not competitive, your cost of production is much higher then Korea, China, Taiwan, you can't export. So there is exactly what happened that it was a one of some positive growth but then all of a sudden we saw that the things collapsed. So the inflow of foreign direct investment has been totally dried down and the saddest thing is the tax to GDP ratio. We have one of the lowest in the world, certainly lowest in the region may except Afghanistan. A decade ago it was 13.8% just close to 14. Today we are hovering either below or around 9%. 5% means 1200 billion rupees. It is not a small amount. So we got to back to our tax GDP ratio in the medium term to 15% minimum. We will only be in business if we take our tax to GDP ratio back to at least 15%.

You might have heard of the public debt, it is mounting, it has ballooned like hell. In the 60 years to 30th June, 1999, I am quoting all government figures, you look in economic surveys of Pakistan. Pakistan's total debt was 2946 billion, you can say 3000 billion. When a dictator left this country, this debt had ballooned to 6055 billion. In almost 8 ½ years the debt of Pakistan which stood at 3000 billion up to 1999, which means in 52 years of the debt was doubled in next 8 ½ years from three trillion to 6.0005 trillion and the sad news is that in the next four years closed on 31st March, 2012 the debt has further doubled from 6055 to 1224 billion. Now where this money is going? If they were using create more capital assets in the country in some infrastructure projects, motorways, hydel projects, telecom whatever capital investments, one would not mind.

جس ملک میں perpetual deficit ہو، ایک گھر نہیں چل سکتا۔ ہم perpetual deficit میں جا رہے ہیں

in fact, we have twin deficits in Pakistan. One is budget deficit, the other one is the current account or trade deficit. Budget deficit basically means that if you are not spending on development, that means you are living beyond means. You are living and spending beyond your income and this is not sustainable, no where in the world, a

household, a society, a company or a country. So our problem has been that we have been borrowing, borrowing and borrowing and I have given you the figures. See motorway, most of you might have traveled. It was constructed in our regime. Pakistan spent 21 billion rupees on M2, Lahore to Islamabad.

آج آپ کو یہ معلوم نہیں ہو گا کہ government of Pakistan is now considering to issue a Skook, Islamic Bond to raise lone and funds and the Skook must have underlying asset with it. This say motorway has been valued by international valuers at 250 million. اگر یہ ادھار لے کر assets create کیے ہوتے تو I think I would have been happiest Pakistani. Today if you have to rebuild this motorway, you need something like 250 million rupees, which you don't have. Your country have federal budget of 300 billion. I am identifying the problems which we have to fix. We have doubled digit inflation آپ روز دیکھتے ہوں گے کہ مہنگائی کے سلسلے میں چیخ و پکار ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ the government does not stop borrowing. Government keeps printing notes. Those of you who are students of economics would know there is M2, monitory growth, monitory expansion, government continues to print notes despite opposition continues requests that please stop your borrowing and let me give augment, my argument. Last year in the budget the government have announced that it will not borrow more than 303 billion up to 30th June 2012 and they kept telling them that your budget is unrealistic, you have over projected the resources and revenue. You have under budgeted the expenditure and ultimately you are going to borrow more and your fiscal deficit is going to shoot up. They never agreed when it should be agreed but now they confess yes government could not live on 303 billion borrowing instead they had 946 billion borrowing during the year. Why it happened? My prediction became true that they under generation of 293 billion resources and the balance roughly 343 billion they over spent than what they had budgeted. Now this is called height of indiscipline in the financial world. What is the concept of budget? Budget means that you have committed to the public through chosen representatives that this is the framework in which we will complete our next fiscal year. 2%, 3%, 4% variations are exceptive but the variations, I remember when I was Finance Minister, there used to be just pages of supplementary grants. Let me explain, it is the expenditure over run. Whatever you have allocated, if you spent more then obviously the parliament

has to also approve it and it is called supplementary grant. There are two types of supplementary grants. One is technical, if I am a minister in a division, I request I don't want to buy these bottles, I want to buy some glasses. So I surrender something and I request for re-appropriation. This is technical supplementary and I have no problem because you are still managing within your spending limits. There are regular supplementaries, that 1 billion is allocated for my ministry and I spent 1.2 billion. Unfortunately it is now a thick book of supplementary grants which the parliament has to pass and approve. Last year in 2012 regular supplementary grants were like 387 billion, it is not a small amount and I yelled on the floor of the House کہ خدا کے لیے، this is financial height of financial indiscipline, 20% is criminal. If this was going to be end then you should have brought a mini budget in the parliament instead of waiting for the last month of the budget. وعدے کیے گئے کہ اب discipline میں رہیں گے- I just shared with you bank borrowing 303 کی بجائے 946 billion. Likewise the regular supplementary grants this year are 457 billion, this is something even the foreigners are puzzled that what sort of financial discipline we have. Our poverty and unemployment, I will give you figures in a moment. As consequence of low GDP, low investment growth, low FTI, we have now lowest domestic savings last year which will close in next few days 5.8% is the lowest in the history of Pakistan since 1947. This is very serious in a country's economic life. If the domestic savings are 5.8% and they are something like over 30% to 50% in developed world. This is something very serious. You have a very bleak road ahead. These issues as I explained are the ones which are faced in Pakistan. On inflation, I would like to share few things with you because you must be hearing this. There are three indicators of inflation in any country. There is a consumer price index, there is a wholesale price index and there is a sensitive price index. Government has claimed in the budget speech that the consumer price index is on 10.7%, this was on 15, 16% 15, 16 years ago and it will go to single digit. My speech would bear me out those who would go to the library of the Senate can read that speech on the 4th June. I had spoken for 2 hours 45 minutes on the budget, this is the longest speech on the budget. I said, I predict that in May and June you will go down but and you might have read three days ago, it has touched 12 ½ %. If so narrow vision of these people who are managing the affairs of the state, who are handling the lives of 180 million people that they can't even see a month

ahead. CPI which closed end of April 10.7, don't forget a decade ago, I have to compare what happened in the last one decade when a democratic rule was derailed in Pakistan. It was 3.58% now you are all intelligent people, if the growth, if the indicator at that time was 3.58 and even now after great deduction it is 10.7, you are still talking of 300%. Likewise the whole sale price index, in 2008 for a very short stint I was again at the request of Peoples Party we joined the cabinet I was Finance Minister but ان کے معاملات could not allow us to continue morethan 6 weeks. 1.77% wholesale price index in 1999-2000, today 11.2%. Sensitive price Index 1.83% 1999-2000, now 8.5%, I am talking end of April, all three indicators are gone up and everybody in the normal life, I am sure you ماشااللہ young people must be buying things and you know that how prices are increasing virtually every month, sometime every week.

Poverty is another problem which I think we all must be very worried and I have been complaining internationally that one dollar a day definition is gone, that was about decade and half ago. 12, 15 18 years ago one dollar a day was alright, I have been talking last 4 years people started quoting me and writing columns but the good news is the world authorities have agreed that the same dollar 15 years before does not have the same purchasing power parity at present. It does not have the same purchasing power that is why they have now increase it to 2 ½ dollars, some countries adopted 2 ½ and some 2 dollars but I have been asking for 2. Regrettably if we take 2 dollars a day the per capita income, we have over 70% population living below 2 dollars a day at present. When you read in papers that the poverty is 34% 40%, it is rubbish. 2 dollars a day if the definition is adopted and a last decade different routes have been adopted, sometimes calories based, sometime flawed survey like picking only urban areas but if you take 2 dollars a day which is more sterling basis, you will find that the poverty is almost 74% in Pakistan and this is something a big challenge for everybody who are in the government. As I said the current expenditure of this country has been ballooning پچھلے بارہ، تیرہ سال میں because I could only compare of the democratic government before the martial law, in October 1999 coup, this country was run at 4547 billion rupees, that was the total current expenditure. ہم نے سیاچن واپس نہیں لے لیا، کشمیر فتح نہیں کر لیا، ہم نے پانچواں صوبہ نہیں بنا لیا، ہم نے East Germany کی طرح West Germany کےساتھ الحاق نہیں کر لیا تو why our

expenditure has short up from 547 billion to last budgeted 2315 billion, they close at 2632 billion and they are again allocating similar figure for 2012-13. We should worry that how we are going to handle the situation. آپ نے مشرف صاحب کے زمانے میں بھی زیادہ اکٹھے کیے ہیں، مشرف taxes 25% کہ ہم نے toll claimسنا ہو گا اور یہ حکومت بھی صاحب بھی کہتےتھے کہ ہم نے چار سو بلین کیے ہیں، I appreciate that increase and growth in revenue but where I get upset and have reasons to complain that you have further ballooned your expenditure side. آپ نے جو اپنی آمدنی بڑھائی ہے، اپنے اخراجات کو اس حد تک بڑھاؤ گےتو یہ ملک 1999-2000 میں 175 billion rupees deficit سے چلتا تھا why this country is now been run at 1400 billion deficit? So where they deserve for the increase in revenue, they deserve double cuts on having more than double the expending as compared income generated. یہ تو کوئی بات نہیں ہے کہ آپ کی تنخواہ دس ہزار روپے ہو تو ایک ہزار روپے ادھار لے کر اپنے اخراجات پورے کریں اور جب آپ کی تنخواہ بیس ہزار روپے ہو جائے تو آپ ادھار پانچ ہزار روپے پر لے جائیں this is not sustainable. The whole idea is to curtail your deficit. Unless we move towards self reliance, I think we would not be able to show the new future to the youth of Pakistan and as I said we got to live within our means. We got to learn live within our means. یہ جو percentage والی بات ہے کہ آپ 58% public debt to GDP سمجھتے ہوں گے کہ کوئی بات نہیں ہے this is rubbish. I don't by this thing. You got to put a stop. Today 61 pasas in rupees going just for interest and debt servicing آپ جو revenue-اکٹھا کرتے ہیں How could we sustain? Because your debt has ballooned in 12 years from 3000 to 12000 billion, four times. This is not sustainable at all. So the unemployment figures, government chose not to share data, which is not a very good habit, where they have weak areas, unemployment figures have not been given unfortunately in the current survey but let me tell you the official number, I am only quoting all the government numbers and the government documents, either State Bank or Survey of Pakistan or Federal Bureau of Statistics جہاں ان کے original source ہیں I am not talk of different figures because if I quote those figures, I will confuse you and our political friends would challenge it, so I always base my arguments on the Government figures which are published, which are on record and which are official. The unemployment official figure was 2.37 million as on 30th June 1999, it increased to 2.93

million by June 2009 and the latest figure which is available is 3.4 million unemployed by June 2011 that is the last figure government has published. Latest data is not available but even if you compare 2.37 million with 3.4 million, you will work out it is 44% increase in unemployment number. Can we sustain this thing? That is why all these abuses and problems are leading to extremism, to unethical things, to different cultures, unless we provide job opportunities, we engage youth, we provide them the facilities, they may be mislead by the rogues elements of the society and that is exactly what is happening.

Few words on development expenditure. Any country in the beginning development is most important, we are not even doing enough maintenance of our public
sector infrastructure. اخراجات دیکھ لیجیے کہ آپ نے 547 ارب سے 2600 ارب پر پہنچ چکے
ہیں whereas on the development side 13 years before it was 100 billion approximately, we
call it PSDP (Public Sector Development Programme) یہ ہم بڑی مشکل سے ختم کریں گے،
ابھی چند دن باقی ہیں کیونکہ ہم دیکھیں گے because whatever space is used for current
expenditure and if the borrowing is not available, تو development expenditure کاٹا جاتا
ہے۔ غیر ترقیاتی اخراجات بڑھتے جاتے ہیں اور آپ کا ترقیاتی بجٹ کم ہوتا جاتا ہے۔ یہ تین سو
بلین تھا اور اب انہوں نے تین سو ساٹھ رکھا ہے where in the Senate I must appreciate my
colleagues both sides Treasury and the Opposition, they do listen to me ورنہ پونے تین
گھنٹے تو لوگ فلم نہیں دیکھتے، تقریر کیسے سنتے؟ They have listened me for two hours
forty odd minutes, they were very quite and sometime in flow things even the Treasury
Bench would start the desk thumping جو اچھی چیز ہوتی ہے، وہاں بیچاروں کی مجبوری آ
جاتی ہے I have proposed that for the next year ہمارا اتنا سا ترقیاتی بجٹ ہے، خدا کے لیے
یہ ہمارا circular debt کا مسئلہ ہے، ہمارے دوسرے مسائل ہیں، ہم جو ایک sole individual
کو جو discretion دیتے ہیں، یہ ختم ہونی چاہیے۔ پچھلے سال پانچ ارب روپے Peoples Works
Programme 1 میں تھے، ستائیس ارب Peoples Works Programme 2 میں تھے which mean
32 billion was at the disposal of one individual who was Prime Minister of Pakistan. I
mean in a budget of 300, how can you afford and by the way انہوں نے 32 billion میں
گزارہ نہیں کیا actual with the supplementary grants it was 37 billion. So 12% of the

development budget of 180 million people of Pakistan has been utilized under the command of one individual, at his discretion. Likewise this year it happened again میں نے پچھلےسال بہت شور مچایا، میں نے کہا کہ خدا کے لیے اس سال یہ کام نہ کرنا، انہوں نے اس سال پھر رکھا ہے 5 million for Peoples Works Programme 1 and 22 billion for Peoples Programme 2, that adds up to 27 billion. Now everybody knows that it is not a full year,

it is not a full year obviously words could be end in the بجٹ تو پیش ہوا ہے لیکن February اگر آپ نے آٹھ مہینے کے لیے 27 billion رکھا ہے تو اس کو اگر proportionately annualize figure calculate کریں، اگر یہ utilize کر گئے، یہ end of February تک کریں گے، اگر کسی کو غلط فہمی ہے تو نہیں ہونی چاہیے and that is why I raised my in the Senate, in the Finance Committee and try to persuade ہاتھ جوڑے کے خدا کے لیے ان کو کہیں کہ چلیں discretion پر energy sector کے لیے use کر لیں۔ At least it should sub side the energy issue لیکن somebody could say that So this development nobody would agree. آپ بھی Commerce, Finance Minister رہے ہو، تو کیا آپ نے discretionary power use نہیں کی؟ We are believer of Islam and we are trained and we are told that don't say something which you do not practice. الحمد للہ this country has been run اس ملک کی سیاست چار پانچ چیزوں پر چلی۔ آپ پتا نہیں یہ چیز کس حد تک study کرتے ہیں، ایک تو یہ ساری discretionary powers کے تحت چلی۔ اس ملک میں ایک textile quota تھا، ساری دنیا میں تھا، Commerce Minister could allocate anybody any thing میں announce کیا تھا، I was from the day one to the day of coup, I was Commerce Minister of Pakistan, میں نے کہا تھا کہ یہ discretionary power قوم کی امانت ہے I am not going to utilize it and I did not utilized it الحمد للہ۔ آپ اپنے ملک کا potential دیکھیں کہ میرے predecessor Commerce Minister ہم دونوں کا عرصہ تقریباً اڑھائی سال تھا، ان کی آمدنی یعنی انہوں نے جو بیچا اور باقی بانٹا، وہ تہتر کروڑ تھا۔ میں نے اس کے auction کا transparent system بنایا اور کراچی میں EPB اس کی auction کرتا تھا اور وہی جو ہر سال نیا growth quota 8% ملتا تھا، تین ارب پینتیس کروڑ پاکستان کے خزانے میں جمع ہوئے، this is the potential you have.

ہماری دوسری سیاست چلتی تھی کہ اپنے چاہنے والوں کو special import, export permits اپنے چاہنے والوں کو دیے جاتے تھے، آج کل بھی آپ ایفڈرین وغیرہ کا سنتے ہوں گے، I refused to give a single special import or export permit to anybody in Pakistan during 97-99. We should be moving towards this direction. میں آپ کو یہ اس لیے بتا رہا ہوں کہ you are the future of country ہمارا گزارا ہو رہا ہے، میرے پارلیمنٹ میں بیس سال ہو گئے ہیں this is my 5th tenure. Twice I have been MNA, this is my third term as Senator which will end till 2018. I have been recently re-elected in 2012 and I have been three times in the Cabinet but I believe that you people should take these positions publicly that we will not allow this country to use these type of abuses. آپ جو بات کر رہے تھے، مجھے اس کا افسوس ہے۔ کیا VVIP آسمان سے اترے ہیں؟ President, Governor, Prime Minister, Chief Ministers, Chiefs of the Armed Force are also human beings, they are also Pakistanis. Pakistan need every penny for the poorest of the poor. They have first right on the national resources. ان کو 3000 CC کی گاڑی duty free import کی اجازت ہوتی تھی، اس خادم نے مشرف سمیت کسی کو 97-99 میں کسی کو permit نہیں دیا بلکہ اس clause کو from import export code delete کر دیا I still remember clause 1.2 of the import export code of Pakistan. ہمیں اس طرف جانا ہو گا۔ I will talk in the end, I have a great hope in this country لیکن اس کے لیے کچھ pre requisites ہیں، ہمیں اپنے آپ کو سیدھا کرنا پڑے گا۔ پاکستان کی سیاست کی direction کو درست کرنا پڑے گا تو پاکستان ٹھیک ہو جائے گا۔

چوتھا development grants کے نام پر تھا، یہ پانچ چیزیں ہیں جو میں سمجھتا ہوں اور آپ بھی study کریں، چار چیزیں تو الحمد للہ میں نے دفن کی ہیں God gives my an opportunity, I will burry the fifth and I will tell you what is 5th one. چوتھی development grants تھی، جب آپ parliamentarians کو cash development grants دیں گے تو قوم یا project کو اس بیس سے پچاس فیصد real value ملتی ہے باقی پیسے تتر بتر ہو جاتے ہیں۔ I have not given a single penny as Finance Minister in cash to any parliamentarian. یہ آپ کے assets ہیں، کسی کے باپ کے نہیں پاکستانی قوم کے assets ہیں۔ اس ملک میں چاہیے کوئی بھی segment of the society ہو، جو discretionary power of giving plots ہے اس کو بند کرنا ہو گا۔ ایک، دو لاکھ کا پلاٹ لے کر اگلے دن، اگلے ہفتے یا اگلے مہینے دو، چار کروڑ کا بیچ

دیتے ہیں۔ اس پیسے کو قوم کی تقدیر بدلنے کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔ یہ کیا ہوا کہ چار سال کی service پر اتنا اور آٹھ سال اور بارہ سال کی service ہوئی تو اتنا پلاٹ۔ اس کے خلاف کھلا جہاد میرے ایجنڈے پر ہے اور انشا اللہ ہم اس کو بند کریں گے۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمارا development programme بہت چھوٹا ہے اور ہمیں اس کے لیے پوری قوت سے space بڑھانی ہو گی اور ہم وہ کیسے بڑھائیں گے، میں عرض کرتا ہوں۔ ابھی میں صرف issues flag کر رہا ہوں تا کہ آپ بھی ان پر سوچیں، میں آپ کے ساتھ اپنے views اور سوچ share کر رہا ہوں۔

ہمارے جو state enterprises ہیں، ایک طرف ہم ایک ایک روپے کے لیے ترس رہے ہیں۔ ہر سال پاکستان کے آٹھ اداروں میں چار سے ساڑھے چار سو ارب روپے نقصان کی نذر ہو جاتے ہیں۔ ہم tax payers کے پیسوں کو ان میں جلا دیتے ہیں۔ ہم نے اس سلسلے میں بڑی جدوجہد کی اور جنوری 2011 میں ایکten points economic reform agenda دیا، ہم 45 days engage رہے لیکن unfortunately we could not get end result from the government. میں سمجھتا ہوں کہ جتنی جلد ہو سکے ہمیں honesty کے ساتھ cronyism سے نکل کر ایمانداری سے ان اداروں میں professional management introduce کرنی ہو گی اور ان کے losses کو جتنی جلد ہو سکے، ختم کرنا ہو گا کیونکہ ساڑھے چار سو ارب ایک بڑی رقم ہے۔ اگر ہم یہ ساڑھے چار سو ارب بچا لیں تو آپ کے ترقیاتی پروگرام کے لیے جو اس وقت ساڑھے تین سو ارب کا بجٹ ہے وہ آٹھ سو ارب پر جا سکتا ہے۔ You can see then change in the country. اس وقت ظاہر ہے space نہیں ہے۔

آپ نے بھی سنا ہو گا کہ پاکستان میں بڑے بڑے loan write off ہوئے ہیں، اب کچھ Banks privatize ہو چکے ہیں the figure is close to 286 million ہماری یہ تجویز اور demand ہے، ہم نے 2011 میں بھی شور مچایا کہ جو genuine business losses ہیں، ٹھیک ہیں لیکن یہ کیا تک ہے کہ ایک group or family کا political muscle ہے، اس کے چھ ادارے تھے، ایک میں نقصان ہو گیا تو اس کو تو loan write off ہو گیا، معاف ہو گیا پانچ ادارے آج بھی ہیں اور آج بھی مرسڈیز چل رہی ہیں، آج بھی مربعوں میں کوٹھیاں ہیں، یہ کیا بات ہے؟ We believe that those loans which were illegally written off, must be recovered وہ اس قوم کی امانت ہیں۔ اگر ہم ان کو recover کرکےپاکستانی عوام کی فلاح و بہبود اور infrastructure develop کے لیے لگائیں تو یہ ہم سب کی collective ذمہ داری ہے۔

اس وقت کچه مسائل جو نظر آ رہے ہیں مثلاً غربت اتنی زیادہ ہو گئی ہے جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ چوہتر فیصد two dollars a day almost 6000 روپے، اب minimum salary 8000 روپے ہے۔ Normally minimum salary indicates جس سے آپ مشکل سے دو وقت کی روٹی کھانے کے قابل ہوں، that is a minimum salary fixation formula وہ بھی پاکستان کا آٹھ ہزار ہے۔اگر دو ڈالر جو چه ہزار روپے بنتے ہیں وہ بھی لیں تو جب میں دو ہفتے کے لیے حکومت میں تھا تو میں نے کہا کہ ہم لوگوں کو targeted subsidy دیں اور poorest of the poor کی مدد کریں۔ اگر آپ آبادی کا 74% لیں گے تو یہ تیرہ کروڑ ہے، اتنوں کو تو نہیں ہو سکتا لیکن you can always reach lowest جتنی آپ کی capacity ہے تو میں نے اپریل میں Cabinet میں Pakistan Income Support Fund float کیا تھا اور اس کے لیے I proposed that 34 billion رکھیں، میں چلا گیا، جب judges restore نہیں ہوئے تو تیرہ مئی کو we all resigned میرے جانے کے بعد انہوں نے نام changeکیا، one does not have any problem with the change of name Pakistan was replaced by Benazir, Income Support Fund was remained there جب میں نے یہ proposal float کیا تو سب نے appreciate کیا، ان میں سے کئی لوگ آج بھی وزیر ہیں، انہوں نے کہا کہ یہ بہت اچھا idea ہے، آپ اس طرح کریں کہ آپ ہماری اور اپنی پارٹی کے جو district office bearers ہیں، ان سے as Finance Minister data اکٹھا کرنا شروع کریں I said Prime Minister Sahib یہ نہیں ہو گا۔ میں آپ اور اس Cabinet سے پہلے اللہ کو جوابدہ ہوں۔ Every penny will go to the most deserving people. جو lowest of the lowest ہوں گے ان کو transparent طریقے سے جائے گا اور دنیا کا کوئی ادارہ اس کو checkکرنا چاہے گا تو اللہ کے فضل سے ایک روپے کی irregularity نہیں ملے گی۔ میں وہ پروگرام بنانا چاہتا ہوں۔ میں چلا گیا، نام بھی تبدیل ہوا اور بدقسمتی سے ہم سنتے تھے کہ اس کو politically utilize کیا جا رہا ہے، اپنے workers نوازا جا رہا ہے، ghost لوگ بھی ہیں، آپ کو یہ سن کر پریشانی ہو گی کہ ہمارے سوالوں کے جواب میں حکومت کو چند ہفتے پہلے floor of the Senate پر یہ confess کرنا پڑا کہ ہم مانتے ہیں کہ ان میں کچه irregularities ہوئی ہیں اور تیس لاکه لوگوں میں سے پچیس فیصد یعنی ساڑھے سات لوگ جو پیسے لے رہے تھے، وہ غلط تھے اور اب ہم نے ان کو delete کر دیا ہے اور this itself is a confession. My hunch became true. میں سمجھتا ہوں کہ اس scheme کا شفاف audit ہونا چاہیے، میں یہ صرف آپ کو نہیں کہہ رہا۔ میں نے یہ Senate میں، Finance Committee میں بھی کہا ہے۔ اس کی consensus

recommendations بڑی مشکل سےلوگوں کو منا کر بھیجی ہیں۔ آپ imagine کریں کہ government members کے لیے opposition کی بات کو مان کر consensus کے ساتھ National Assembly کو recommend کرنا کتنا مشکل کام ہے۔ اس کا شفاف audit ہونا چاہیے۔ جیسا کہ میں کہا ہر ایک اللہ کو جوابدہ ہے، یہاں ہم as public representatives accountable ہیں ہی but we must make sure کہ ہر ایک نے اس دنیا سے ایک دن جانا ہے اور اس کے بعد ہم سب اللہ کو جوابدہ ہوں گے اور this is all public property, this is all امانت، ہم امین ہیں اور we behave like امین and we treat it a trust property, the results can't be produced. آپ نے ایک بات اور بھی سنی ہو گی، یہ جو VVIP culture ہے، اس کو ختم کرنا ہے۔ یہ symbolic ہے with the people of Pakistan کیونکہ حالات اتنے گھمبیر ہیں کہ ان حالات میں perks and privileges of former Presidents and Prime Ministers کی کیا تک ہے؟ ہم نے اس کو بھی tooth and nail oppose کیا ہے کمیٹی میں بھی کیا ہے لیکن حکومت کی ظاہر ہے majority ہوتی ہے، ہماری سینیٹ کی Standing Committee میں اصل کام ہو رہا ہوتا ہے، باقی تقریریں ہو رہی ہوتی ہیں and I have been there since 2003. انہوں نے بہت موڑ توڑ کر اس کی recommendations بنائیں لیکن it should have been a categorical recommendation to the National Assembly لیکن میں نے floor پر بھی یہ بات کہی کہ یہ بات غلط ہے، ہمارا بھی tenureتھا، ہمارے former Prime Minister نواز شریف ہیں، ہماری پارٹی سے related former President رفیق تارڑ صاحب تھے،ہم کہتے ہیں کسی کو نہیں ملنا چاہیے۔ یہ culture ختم ہونا چاہیے، جو ہیں، ان کے لیے security کی facility ہے، you don't have to give a long list of perks and privileges. ایک تو ہم نے اس کی مخالفت کی اور دوسرا آپ نے پڑھا ہو گا کہ ایک پارٹی میں نام نہیں لوں گا، انہوں نے propose کیا کہ parliamentarians کا traveling allowance ڈیڑھ لاکھ سے تین لاکھ کر دیا جائے، یہ written proposal تھا ، ہوتا یہ ہے کہ اگر سات دن کے اندر میٹنگ ہو رہی ہے تو پھر ticket reimburse نہیں ہوتی، 2nd ticket they should stay, نہیں ملتی۔ انہوں نے یہ بھی کیا despite my best effort, I feel sorry that government did not pay any attention and this I could not get cancelled but they are the part of Finance Bill and they have been approved but if I get an opportunity, I will half them again کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک ہم اپنے سے شروع نہیں کریں گے کیونکہ قطرہ قطرہ دریا بنتا ہے، اسی طرح ہم income کے اندر رہ سکتے ہیں کہ ہر چیز پر savingکی جائے۔

میں off the record کہہ سکتا ہوں کہ جب میں Leader of the Opposition بنا ، ہر minister, Leader of the House, Leader of the Opposition کی discretionary grants ہوتی ہیں کہ they can utilize this at their will to help somebody or something تو میرے پاس Cheque Book آئی کہ signatures change کرنے ہیں، مجھے اس لفظ discretion سے ہی چڑ ہے، I said میں نے کہا کہ I am not going to utilize it. I wrote a letter to the Chairman میں تین مرتبہ وفاقی وزیر رہا ہوں، وزیر خزانہ کی سب سے زیادہ ہوتی ہے، I never used a penny in my life. So I refused. میرے Chamber کا بارہ مارچ تک بارہ دن کا خرچ 97000 or 94000 تھا that was reduced in the next 16 days to 4000. یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں، اگر ہم یہ سمجھ لیں کہ اپنے ملک کو ٹھیک کرنا ہے، ہم امین ہیں اور ہم نے ایک ایک پیسے کی بچت کرنی ہے تو کر سکتے ہیں- You will find it will add up to huge result لیکن اس کے لیے intention کی ضرورت ہے-

آپ نے agriculture tax کے بارے میں بہت سنا اور پڑھا ہو گا- اس پر debate بھی ہوئی اور کچھ political parties pro actively political credit لینا چاہتی ہیں without doing anything. Agriculture tax is provincial subject since 1973. This tax is the right of provinces to collect. It is a provincial revenue لیکن 21% GDP comes from agriculture. اسی چیز کو محسوس کرتے ہوئے کہ اس میں بڑا potential ہے اور اس پر ہمیں آگے بڑھنا ہے- تو میں نے December 98 میں اس پر initiative لیا اور چاروں صوبوں میں agriculture tax پرuniform قوانین نافذ کیے کہ صوبے agriculture income tax اکٹھا کرنا شروع کریں لیکن بدقسمتی سے چند مہینوں کے بعد coup ہو گیا تو اس کی حالت اور شکل صوبوں نے اس قدر بگاڑ دیں کہ اس کو fix mode میں لے گئے، اس میں exemptions کر دیں، آج سندھ صرف تیس کروڑ اکٹھے کر رہا ہے which is peanut اور پنجاب تقریباً ۸۰۰ ملین اکٹھے کر رہا ہے 1.1 billion, this is nothing from entire agriculture sector of Pakistan. پھر اٹھارھویں ترمیم میں کوشش کی گئ کہ اگر ہو سکے تو اس کو federal کو transfer کر دیں لیکن بڑے ادب کے ساتھ کہ ہمارے تین صوبے نہیں مانے تو ہم اس کو federal tax نہیں بنا سکے لیکن اگر یا وفاق میں کوئی چیز اکٹھی ہوتی ہے تو it is the same thing. مقصد یہ ہے کہ اگر وسائل ہوں گے تو پاکستان عوام جہاں بھی رہ رہے ہوں گے، ان پر خرچ ہوں گے- صوبے میں ہوں گے تو صوبے میں اور federal government اکٹھے کرے گی تو اس کا اپنا حصہ ہے اور باقی صوبوں کو مل جاتے

ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا potential ہے اور اس کو utilize کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ اس فرض کو نبھانے کے لیے we must be very careful کہ ہم اس موقعے کو کہیں lose نہ کر دیں۔

آخر میں یہ عرض کروں گا کہ میں نے شروع میں کہا تھا کہ ہمارا سب سے important area, energy والا مسئلہ ہے۔ We are very good planners ہم بڑے اچھے پروگرام بنا لیتے ہیں، میں ایک مرتبہ ایک state banquette میں تھا اور ایک foreign dignitary was guest of Pakistan میں تیرہ، چودہ سال پرانی بات کر رہا ہوں، Prime Minister نے اس کو کہا کہ جب آپ تقریر کریں تو ہمیں یہ بتائیں کہ آپ کی نظر میں پاکستان کے تین مسائل کون سے ہیں۔ When that dignitary spoke تو اس نے کہا کہ مجھے بڑا مشکل کام دے دیا گیا ہے، وہ international personality تھی، I will be very honest آپ لوگ بہت اچھے plans بناتے ہیں، آپ کا vision اور سوچ بہت اچھی ہے لیکن پاکستان کی تین problems ہیں implementation, implementation, implementation کہ آپ اس پر عملدرآمد نہیں کرتے۔ Agriculture tax introduce ہو گیا coup ہو گیا بیڑا غرق کر دیا، آج ایک ارب دس کروڑ کیا ہے؟ کچھ بھی نہیں ہے۔ ہماری economy 220 billion dollar کی ہے، 21% of GDP comes and you are getting 1.1 billion rupees. آج energy ہمارا issue ہے۔ 2007-12 کا plan بنا جس میں 11860 mega watt پانچ سال میں generate ہونے تھے لیکن بدقسمتی سے صرف 3121 mega watt کا project materialize ہوا۔ 8740 جو آپ کی shortfall ہے، ماضی کی غلطیاں چھوڑ دیں، اگر یہ جو منصوبہ بنا تھا، یہ پانچ سال میں materialize ہو جاتے تو آپ کی اب جو shortfall ہے، اس کی مختلف وجوہات ہیں کہ سردیوں میں پانی نہیں ہوتا اس لیے hydro تھوڑی ہو جاتی ہے، دوسرے مسائل ہیں، demand and supply کا issue بھی ہے لیکن اگر یہ projects ہوتے تو آپ کو پتا ہے کہ 7000 maximum gap سے زیادہ نہیں ہے، If despite your inefficiencies, despite your theft, despite your loss یہ add ہو چکا ہوتا تو آج جو مسئلہ ہے، نہ ہوتا ۔ یہ ملک اکتوبر 1999 کے coup سے پہلے انڈیا 1000 mega watt خریدنے کے لیے negotiate کر رہا تھا۔ If you recall تیرہ، چودہ سال پہلے آپ چھوٹے ہوں گے لیکن you don’t have any load shedding in Pakistan before October 1999 coup. آپ جا کر لائبریری میں جا کر ریکارڈ دیکھ لیں، آپ کو اخبار مل جائیں گے، they were negotiating with us to purchase 1000 mega watt. آج ہم ان سے بات کر رہے ہیں کہ ہمیں 5000 mega watt بجلی بیچیں۔ This showed flawed policy that we did not bother to be visionary, to work out our future requirements and to plan

accordingly. آج پانچ سو کے قریب industrial units بند ہیں۔ تقریباً اڑھائی، تین لاکھ لوگ صرف بجلی کی shortage کی وجہ سے بے روزگار ہو گئے ہیں۔ آپ جو anger دیکھ رہے ہیں، یہ بلاوجہ نہیں ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ one should not wait یہ تو اللہ کو پتا ہے، اگلے سانس کا پتا نہیں ہوتا کہ کتنی زندگی ہے، بندہ یہ کہے کہ میں دوبارہ Finance Minister بنوں گا یا ذمہ داری ملے گی تو پھر کروں گا، No, you will be disloyal to the country. With this philosophy in mind which I always practice, I always give solutions on the floor of the House and to the government کہ آپ یہ کریں، یہ کریں، مت انتظار کریں۔ پاکستانی قوم کا ایک منٹ ضائع کرنا criminal ہے اور اس جیسے مسئلے پر۔ ہماری co gen policy تھی، میں نے کہا کہ خدا کے لیے اس کو ٹھیک کریں، مشرف صاحب نے جاتے جاتے 2007 میں ایک co generation policy بنائی، آج تک ایک project نہیں لگا that itself speaks of the success of that plan or policy that was flawed. I have identified the problems کہ اس میں یہ یہ changes کرو تو شاید projects لگیں گے۔ آپ کے ملک میں گنے کے پھوک bagasse کو آگ لگائی جاتی ہے this is unfortunate. اس Mill کے ساتھ high power boilers لگا کر آپ کو 1500 mega watt مل جائیں گے۔ آپ ان کو upfront tariff policy تو دو لیکن کسی کو خیال نہیں ہے کیونکہ اس میں kick back نہیں ہے۔ آپ upfront tariff دے دیں گے پیسے کہاں سے بنائیں گے؟ آپ تو چاہتے ہیں کہ لوگ آپ کے سامنے دھکے کھائیں اور چھ، چھ ماہ سے سال تک approval کے لیے اپنا وقت ضائع کریں۔ اسی طرح سے bio mass, bio gas ہے، ایک آپ circular debt کا مسئلہ سنتے ہوں گے، ان کو حل کریں۔ مسائل آنکھیں بند کرنے سے حل نہیں ہوں گے۔ Hydel کی generation cost بہت کم ہوتی ہے، ہم تقریباً 29 billion units thermal, 29 billion hydel and roughly 29 billion based on gas and 5.4 billion units Nuclear بناتے ہیں۔ and Coal کے ہیں۔ ان چاروں کی cost مختلف ہے۔ Hydel کی تقریباً دو روپے سے کم ہے، گیس کی پانچ روپے اکتالیس پیسے ہے، فرنس آئل پر بارہ روپے چار پیسے ہے اور Nuclear and Coal پانچ روپے تیس پیسے ہے۔ اس لیے آپ کو gas or coal best suite کرتی ہے لیکن نندی پور کا دو، اڑھائی سال سے civil works ہو چکا ہے، اس کا structure کھڑا ہے اور Finance Ministry and Law Ministry میں لڑائی ہو رہی ہے۔ یہ چار سو پچیس میگا واٹ کا ہے۔ اگر یہ مکمل ہوا ہوتا تو اب پانچ سو پینتیس والا تیار ہونے والا ہوتا۔ مشینری کراچی کی بندرگاہ پر پڑی ہے اور دو وزارتوں کے درمیان جنگ ہو رہی ہے کہ ہم نے اس میں پیسے

کیوں نہیں بنائے۔ ایک طرف آپ کو ایک ایک میگا واٹ چاہیے اور دوسری طرف اس طرح کی لڑائی ہو رہی ہے۔ میری اطلاع کے مطابق Chinese company 80 million dollar damages claim کر چکی ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے چیچوکی ملیاں نہیں کرنا۔ یہ ایک ہزار میگا واٹ ہو جاتا۔ آپ کے جو existing generation units کو 300 million dollar سے upgrade کر دیں تو اس سے بارہ سو میگا واٹ مل سکتے ہیں۔ یہ صرف گیس کی سپلائی دیکھ لیں کہ کہاں 60% efficiency والے units ہیں اور کہاں 20% efficiency والے ہیں۔ ان 20% والوں کو بند کر دیں اور اتنی ہی گیس 60% والوں کو دے دیں تو 700 mega watt extra ملتے ہیں۔ ہمیں کیا تکلیف ہے؟ گیس کی billing تو وہی ہو گی، آپ کو اتنے ہی پیسے ملیں گے۔ This is bad governance, this is favouritism. کسی کی favour کی جا رہی ہو گی۔ ہمارے یہ جو مسائل ہیں ان کے سلسلے میں ابھی گنوایا ہے کہ Bagasse, 1500, Bio mass, Bio Gas, 1000, Circular debt, experts کہتے ہیں کہ 2500 میں کہتا ہوں 1500 mega watt چیچوکی ملیاں 525 نندی پور425 تو یہ 4950 mega watt ہو گئے ہیں۔ جیسا کہ میں نے 500 priority fuel کہا، 1200 upgradation کہا ہے۔ یہ آپ کے 6660 mega watt ہیں، this is the short term solution to Pakistan energy issue لیکن کوئی ہے جو اس ملک میں کرے؟ کوئی ہے جو اس challenge کو قبول کرے لیکن اس کو یہ احساس بھی ہو کہ میں نے اللہ کو جوابدہ ہونا ہے، اس میں کوئی kickback, favouritism نہیں چلے گا، جو پاکستان کے مفاد میں ہو گا وہ ایمانداری سے کیا جائے۔ Yes there is a solution آپ کا next door انڈیا کی last 5 years کی GDP is almost 8%. آج سے بیس تیس سال پہلے یہ ہم سے پیچھے ہوتے تھے۔ مجھے یاد ہے جب انڈیا نے detonation کی، آپ کو ایک اور واقعہ سنا دیتا ہوں کہ انڈیا نے 17 مئی 1998کو detonation کی تو 21, 22 مئی کو as Finance Minister, I was in Geneva in World Trade Organization. میں SAARC Commerce Ministers کا چیئرمین تھا اور انڈیا بھی اس کا ممبر تھا۔ رات کو جب پاکستان ایمبیسی میں ہماری میٹنگ ہوئی تو اس وقت رام کرشن ہیڈگے Commerce Minister تھے، وہ Chief Minister بھی بنے تھے۔ میں نے کہا رام صاحب، تساں کی کر دتا ائے، دھماکہ کر دتا جے، ہن تے اسی وی کراں گے۔ اس نے کہا اچھا موقعہ اے try کر لو۔ میں نے کہا کہ تم تو 26 billion dollar پر بیٹھے ہوئے ہو، ہم 1.2 million dollar reserve پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہاں اگلے دن کلنٹن صاحب اور ٹونی بلیئر صاحب بھی تھے تو اس وقت ٹونی بلیئر وزیر اعظم تھے، انہوں نے مجھے کہا Minister we hope that your government and your cabinet would

میں نے کہا Prime Minister Blair, it all depends how restraint to react to Indian detonation.
effectively and how quickly you react to Indian detonation. انڈیا کے سلسلے میں کوئی بھی
بات کرنے کے لیے ہی کوئی تیار نہیں تھا اور نہ آج ہے۔ یہ تو اللہ کا کرم ہے کہ ہم نے وہ کام
کر لیا ورنہ without going into details, that is not in the interest of the country ہماری
conventional weapons میں بہت بڑی disparity ہے۔ What has been greatest blessing on
Pakistan of اللہ سبحان تعالیٰ is that you have been gifted this nuclear capability. اس وجہ
سے دوسرے لوگوں کو یہ ہمت نہیں ہوئی، 9/11 کے بعد گیارہ ماہ تک انڈیا کی اور ہماری
افواج eye ball to eye ball کھڑی رہیں۔ ان کو پتا تھا کہ regardless of conventional کہ ہم کتنے
بڑے ہیں اور ان کے پاس کتنا کم ہے، اس device کا ایک ہی affect ہوتا ہے so they could not
take the risk. This is such a great deterrence with the grace of Allah. It was very difficult
decision, I accompanied the Prime Minister Nawaz Sharif when the decision was taken
on 28th May. In National Defence University we were given a presentation اس وقت وہ
کالج ہوتا تھا۔ Jahangir Karamat was Chief of Army Staff at that time. This was a conscious
decision کہ ایک طرف پانچ بلین ڈالر کی offers آ رہی ہیں کہ ہم آپ کو یہ پیکیج دیتے ہیں، وہ
دیتے ہیں لیکن اگر ہم اس وقت وہ کرتے تو پاکستان کی sovereignty کو تو کوئی guarantee
نہیں کرسکتا تھا کیونکہ 9/11 کے بعد جو حال ہوا تھا کہ خدانخواستہ other country could
have walked over تو آپ کے لیے یہ اللہ کی blessing ہے، یہ کسی کا کمال نہیں کیونکہ اچھے
کام بھی اللہ کی blessing سے ہی ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری اس وقت کی جو پالیسی
تھی، اس میں ہم جو energy mix disturb کر چکے ہیں، اس کو ٹھیک کرنا ہے۔ یہ جو لوگ
قیمت کے بارے میں چیخ و پکار کرتے ہیں۔ 70% used to be hydel and 30% used to be non
hydel. آج یہ position ہے کہ 70% is non hydel and 30% is hydel. ہماری cost price mix
بہت خراب ہو گئی ہے، ہمیں dams کی طرف جانا ہی جانا ہے۔ انڈیا کی طرف دیکھیں کہ انہوں
نے کیا کچھ کر لیا ہے اور ہماری طرف دیکھیں کہ 80's میں جرمنی کی ایک کمپنی GTZ نے
ایک report بنائی تھی کہ پاکستان میں Indus اور دوسری جگہوں پر چھوٹے چھوٹے 80 dams
بن سکتے تھے، اس پر کوئی کام نہیں ہوا۔ وہی implementation, implementation,
implementation والا مسئلہ ہے۔ مجھے یاد کرایا گیا ہے میں نے جانا ہے اس لیے سوالات کے

It is a great pleasure to be here with you. I wish you good luck. لیے کچھ وقت رکھتے ہیں-
ماشا اللہ آپ پاکستان کا future ہیں-

Madam Speaker: Thank you very much for in sighted lecture sir. For question our Finance Minister.

Mr. Ahmed Numair Farooq: I three questions for you. You said that we had two opportunities. First one was in Zia ul Haq regime and the recent was the 9/11. Do we have to rely on foreign aids and loans for improving and stabilizing our economy? Don't we have other way because we always listen that we have immense natural resources such hydro power potential. So why don't we cut down our expenditure and rely on our own resources for economic stability?

2nd question is regarding the subsidy. It is also related to the 3rd question that you had said that you proposed the Pakistan Income Support Fund. Was it your idea that in Pakistan Income Support Fund you are going to give 2000 rupees per month to the families who are living below the poverty line? In my opinion 2000 rupees are not sufficient if, you are going to utilize the same money for some mega projects that can contribute more to the economy and about the subsidy because by subsidizing the certain products like fuel products and wheat prices has been the policy of your government as well. So whenever we give subsidies, we need to take into account the fact that the subsidies are not proportionate. Subsidies are equally given to the each income class and the rich are benefiting from the subsidy in the same way as the poor. Why you are not abolishing that?

Senator Muhammad Ishaq Dar: Thank you.

آپ کی جو پہلی بات تھی کہ do we have to rely? As a Pakistani, I would say no. we should start thinking to stand up on our own feet. Allah has gifted us with rich resources which are totally ignoring ہم ساری دنیا میں begging bowl لے کر پھرتے ہیں- میں یہ اس لیے کہہ رہا ہوں کہ in any case that was fate accomplice that you were giving an access اور وہ ہمارے سر پر کوئی احسان نہیں ہے- We should have bargain. آپ کا infrastructure use ہو رہا ہے- آپ کی roads it has life آپ آج motorway پر جاتے ہوں گے تو دیکھا ہو گا کہ small patches موٹروے پر یہ کام نہیں ہوتا اس کی maintenance بارہ، پندرہ سال کے بعد you have to re-carpet it. اب اتنے اتنے patches ہو رہے ہیں کہ پیسے نہیں ہیں- بات یہ ہے کہ وہ ہمارا

congressional چند دن پہلے ایک we must not go for aid, we should go for trade. حق تھا they were very surprised. American Ambassador Munter hosted the آیا تھا delegation dinner and I said we don't need your assistance. I said you are not given us coalition support fund as assistance, this is re-embarrassment what we spent. This has been agreed, you have no right to delay our payments. No. 2, we need more market access, we need آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ اب غلامانہ سوچ بدلنی ہو گی اور اللہ more trade relationship. has blessed this country with every thing. It is only matter of exploiting those rich تعالیٰ اور اس کے لیے ہمیں اس ملک میں law and order درست کرنا پڑے گا ۔ ملک میں resources basic اور ایمانداری لانی ہو گی۔ جب تک آپ کے stability, good governance, accountability ingredients of good governance, transparency and anti corruption elements are not there آپ کے مسائل کبھی حل نہیں ہوں گے۔ I fully endorse your thinking کہ foreign aid ہمارا agenda نہیں ہونا چاہیے۔ اس کے ساتھ ہمیں جو tax revenues increase کرنا ہوں گے۔ This is one of the lowest in the world i.e. 9%. We are not in business we had to eliminate our budget deficit. آپ جونہی یہ کریں گے تو آپ کی borrowing freeze ہو جائے گی، اس سے آنے والے سالوں میں debt servicing کم ہوتی جائے گی۔ I fully agree لیکن جو 9/11 والی بات کی that was in different context کہ ہمارا infrastructure utilize ہوا ہے، جب ہم پر sanctions لگی تھیں when we re-went to a programme and discussion with President Clinton on 2nd December 1998 I made him realize that they caused us past, present and future losses of GDP, direct and indirect losses of 9 to 10 billion dollar میں 2 December, 98 کی بات کر رہا ہوں۔ انہوں نے میرا نام tough negotiator of Pakistan رکھ دیا تھا۔ ہم اپنے ملک کا مقدمہ لڑتے ہیں ۔ میرے لیے کوئی بھی اوبامہ یا کلنٹن ہو، ٹھیک ہے as a human being ہمارے لیے قابل احترام ہیں لیکن my country first and I have to watch and negotiate my country's interest when I am abroad میں پاکستان کا سپاہی بن کر جاتا ہوں۔ میں پاکستان کا نمائندہ ہوتا ہوں تو مجھے وہ چاہیے جو پاکستان کے interest میں ہے۔ ہمیں اپنا mind clear کرنا چاہیے اور سب سے پہلے اپنا گھر ٹھیک کریں۔ اپنی آمدنی میں رہنا سیکھیں، اپنی آمدنی کو بڑھائیں، خرچوں کو freeze کر دیں۔ اپنے natural resources exploit کریں اور مل کر we should take the country forward and it is possible انشا اللہ that would be right step towards the self reliance. Self reliance should be our ultimate goal. Without economic sovereignty, you

میرے خیال میں انہوں نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ will never have your political sovereignty. Subsidy پر صرف یہ ہے کہ ہمارا view point یہ رہتا ہے کہ آج جتنی subsidy ہے یہ ختم کر کے one short تین، چار روپے یونٹ اور بڑھا دیں.that is one way to do it دوسرا یہ ہے کہ جو ہم demand کرتے ہیں کہ جو almost 30% theft and losses ہیں اور جو لوگ پیسے نہیں دیتے، لوگ ہی نہیں صوبے نہیں دیتے، میں نے پہلے ہی یہ propose کیا تھا کہ صوبے کا جو حصہ بنتا ہے ہم اس کو divisible pool کہتے ہیں، اس میں سے ہر ماہ میں دو مرتبہ ان کا حصہ جاتا ہے جس میں سے taxes کٹے ہوتے ہیں۔ میں نے کہا کہ اس میں سے ان کا bill بھی کاٹو۔ ایک صوبے کا نام لیے بغیر بتا رہا ہوں کہ اس نے آج بھی PEPCO کا پچاس ارب دینا ہے why? They must pay money. بات یہ ہے کہ government failure subsidy ہے - اگر internationally line losses and theft 5% to 9% ہونے چاہییں تو why you and me should pay 21% of the inefficiency and bad management and چوری، یہ connivance کے ساتھ ہوتی ہے۔ آپ کا خیال ہے کہ یہ لوگ direct چوری کرتے ہیں no it is with the connivance of the department and they are on board. بات یہ ہے کہ سبسڈی بالکل نہیں ہونی چاہیے۔ اس کا بہترین اصول ہے اور میں اس کو Pakistan Income Support Fund سے منسلک کروں گا کہ it should be targeted لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ پاکستان میں army of beggars بنا دیں۔ جس mode میں یہ چلے گئے ہیں، میرے نزدیک اس کی utilization وہ نہیں تھی، جس میں یہ چلے گئے ہیں my idea was to create and generate employment. You use this money آپ ان کو stand alone کھڑا کریں، وہ خود اپنے آمدنی کے قابل ہوں یہ نہیں کہ ہمیشہ کے لیے ان کو ایک یا دو ہزار روپے دے کر اپنا ووٹر بنا لوں۔ I think again that is dishonesty. The idea is ok that subsidy coupled with Pakistan Income Support Fund کو job opportunities and small business کے لیے کریں اور ہو targeted help ہو گی۔ Subsidy, yes once they come to the normal اس قوم کا کیا قصور ہے کہ آپ کا export business competitive نہیں رہا becauseجب ہم ان پر یہ 30% چوری اور line losses کا burden بھی ڈالیں گے تو ظاہر ہے the price will go from 10 rupees to 13 rupees. اس لیے پہلے یہ اپنا گھر ٹھیک کریں اور پھر انہوں نے اپنے kick backs and commissions کے لیے IPPs and RPPs کے حوالے سےبیڑہ غرق کر دیا ہے ، آپ نے کبھی بیالیس روپے کا یونٹ سنا تھا؟ ترکی سے جو rental power plant آیا تھا، اس کا 42 rupee per unit cost کرتا تھا when it was not operating fully. بات یہ

ہے کہ ہمیں اپنے governance کے نقصانات قوم کو pass on نہیں کرنے چاہییں کہ غلطیاں ہماری اور failure ہمارے، ہم ان کو ٹھیک کریں ناں۔ جو صحیح price ہے وہ pass ہونی چاہیے، اس میں subsidy نہیں ہونی چاہیے۔ یہ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ اس میں تو امیر سے امیر اور غریب سے غریب کو بھی مل رہی ہے۔

Mr. Tabraiz Sadiq Marri: I am shadow minister for finance and planning. First of all on behalf of the parliament, I would like to thank you for coming here and certainly an honour to have you here. Sir, I have two brief questions. Sir, it is a perception that while you were the Finance Minister, the currency was artificially packed. Can you tell me that is true and what affect did it had on our export efficiency. 2nd question is کہ کافی schemes جیسے کہ قرض اتارو، ملک سنوارو تھی، there was a Yellow Cab scheme سستی روٹی سکیم and there was a and Lap Top scheme. Can you tell me who is responsible for these failed planning and who is responsible for failure of these programmes? Thank you.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: آپ نے سب سے پہلے packed currency کی بات کی، no it was not packed but then it was allowed to be abused by handful of people. آپ کو یاد ہو گا ستمبر 98 میں currency hit the all time high 69 rupees to the dollar اور یہ 67 پر close ہوا تھا that is the official record but mid day, it was 69. اسی اسمبلی میں تقریریں ہوئی تھیں کہ دسمبر 98 میں I was Commerce Minister at that time مجھے 6th November 98 کو Finance دیا گیا تھا، آپ اسمبلی کا record دیکھیں تو ہماری دوسری main stream party کے چودہ، پندرہ MNAs کہہ رہے تھے کہ دسمبر 98 میں یہ سو روپے کا ہو جائے گا۔ ہم سب جانتے ہیں کہ اس وقت ایک روپے کی devaluation would mean almost 36 million rupees پاکستان کی forex or stock market میں depth نہیں ہے۔ You do not have billion of dollars reserve to make the regular market interventions in order to bring down the currency. There were handful of speculators I don't think it is appropriate to name them, who were driving the Pakistani currency down and when I was tasked to handle that, I did handle that اور آج تک international community کہتی ہے کہ whether we call it voodoo economics or drone economics it worked in Pakistan. Pakistan currency came down within 6 months from 69 to 52 rupees. It was at that time made open market oriented

80% State Bank, 20% market. 60, 40, 40, 60 پہلے currency movement, no intervention. یہ ملے گی کہ main witness اس کی آپ کو and 20, 80 and then 100 market in 6 months. it was packed by one person why ساڑھے پانچ مہینے کرنسی وہیں کھڑی رہی after the coup it did not move after the coup? Why it remains there and stable? The difference between buying and selling was 20 pasa وہ element آج بھی پاکستان میں موجود ہیں، آج بھی میں سمجھتاہوں کہ وہ پاکستان کے future سے کھیل رہے ہیں they don't realize that they may make few crors but ایک روپے کی devaluation سے پاکستان کو ساٹھ ارب روپے کا نقصان ہوتا ہے I can't tolerate as a Pakistani. I handled it with a very stern hand and I called them and I told them کہ اگر آپ نے behave نہیں کیا، I leave it to you کہ جس طرح تم نے اس کا بیڑہ غرق کیا ہے، اسی طرح ٹھیک کرو گے and if I have to deal with you to save 180 million people, I will save 180 million and I will deal with you in a very bad manner. Yes I did that اور پاکستانی ہونے کی وجہ سے یہ میرا فرض تھا اور اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ اگر یہ artificial ہوتی تو پھر اکتوبر 99 کے بعد ساڑھے پانچ ماہ stable کیوں رہی، آپ کے جو lenders باہر بیٹھے ہوئے ہیں جو پاکستان کو کبھی independent نہیں ہونے دیں گے وہ کبھی پاکستان کو اپنے پیروں پر کھڑا نہیں ہونے دیں - یہ ان کا formula ہے when I went to IMF and World Bank, in December 98 after the currency had come down وہ مجھےکہنے لگے کہ پاکستان کے روپے کو آٹھ روپے devalue کریں - آپ کے اپنے لوگ ان کو کہہ رہے ہوتے ہیںfeed لے رہے ہوتے ہیں، ان کو یہ سمجھ نہیں آتی کہ ہم نے اسی ملک میں دفن ہونا ہے، یا تو انہوں نے اپنی generation کو باہر لے جانا ہے- میں نے اس کو کہا کہ have not you seen the rupee is improving? ہماری بھی پوری ٹیم ہے، میں اکیلا نہیں ہوں there is Governor State Bank اور دوسرے وزرا I was leading the team ان کی بھی پوری ٹیم تھی تو وہ کہتے ہیں we know it is one man in Pakistan who is administratively driving down currency. میں نے کہا what is wrong مجھے پتا تھا کہ مجھے کہہ رہا ہے ، میں نے کہا what is wrong with that one man? If he is doing for his country, he must continue to do it and he will do it. مجھے کہتا ہے کہ minister, don't you know this devaluation will help you to have more exports. I said we don't have exportable surplus. آپ کی جتنی devaluation ہوتی ہے آپ کا overseas importer آپ سے discount لے لیتا ہے- باقی آدھا price increase automatically چھ

سے آٹھ ہفتے میں square ہو جاتی ہےyou are back to square one یا تو آپ کے پاس بیس، تیس ارب exportable surplusہو تو آپ پانچ، دس فیصد devaluation کریں تو آپ کے reserves بڑھ جائیں۔ آپ کے پاس تو exportable surplus ہی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس trap میں نہیں آنا چاہیے۔ اس نے کہا کہ آپ devaluation کریں گے تو ہم آپ کو پروگرام دیں گے، میں نے کہا آپ اپنا پروگرام اپنے پاس رکھو I am the only Finance Minister recorded on Wikipedia who walked out in protest that you keep your programme, I will run Pakistan successfullyانشا اللہ اور ہم نے یہ کر کے دکھایا۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ اس وقت پاکستان میں قطاریں نہیں لگیں، اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی تھی، کسی چیز کی shortage نہیں ہونے دی because strong faith in Allah. میں سمجھتا ہوں کہ this was my responsibility to let rupees go to 100 rupees in December 1998. So my friends it was never picked and let me tell you that you are shadow Youth Finance Minister, if you get a chance اگر آپ کو چند بندوں کے ساتھ to save this countryجہاد کرنا پڑے please do that because that is the responsibility. They are very strong mafia, I tell you. میں نے اس مافیا سے بہت مرتبہ لڑائیاں کی ہیں۔I can write books but in Pakistan's interest one must not compromise.

نمبر دو، آپ نے فرمایا کہ قرض اتارو، ملک سنوارو۔ Again malicious propaganda of the dictator. ذرا لکھ لیجیے State Bank of Pakistan Report 2000-01 یہ سارے political gimmicks ہیں which our they keep playing from time to time including the sitting government. What was the scheme? No.1, scheme was controlled and run by State Bank of Pakistan.دنیا بھر میں جہاں بھی کسی نے قرض اتارو، ملک سنوارو میں پیسے جمع کرانے تھے تو وہ بنک میں جمع کرانے تھے اور اس کی رسید جاری ہونی تھی، ٹھیک ہے؟ یہ regulate ہو گئی۔ Report of State Bank of Pakistan 2000-01, pages 126, 127 ہمارے جانے کے بعد سٹیٹ بنک نے اس کا account دیا ہوا ہے اور وہ پاکستان میں صرف 356 million dollar آئے تھے اور State Bank نے وہ لوگوں کو واپس کیے۔ This was a scheme, it is all rubbish. I challenge although I was not Finance Minister, Sartaj Aziz was the head of the scheme and Khawaja Haroon was Secretary to this National Debt Retiring Programme but irregularity, I challenge if anybody can prove any irregularity in the scheme although Sartaj Aziz is not here, I will quit from politics. آپ اخباروں میں پڑھ کر ذرا اس کو verify

بھی کیا کریں۔ سٹیٹ بنک نے سارا account دیا ہوا ہے کہ یہ سکیم کیسے ہوئی، کیا ہے، کس طرح ہوا، یہ سب کچھ آپ کو وہاں مل جائے گا۔

ہماری Two other questions you have raised are about Punjab government. problem یہ ہے کہ جس وقت کسی غریب بندے کو، آج بھی Middle East, even in Europe میں ڈبل روٹی اور دودھ بھی subsidized ہے، وہ ملک subsidy کے خلاف ہیں۔ آپ تندور پر جا کر دو روپے کی روٹی کھاتے ہیں؟ نہیں کھاتے، میں نہیں کھاتا۔ کون کھاتا ہے جو بیچارا afford نہیں کر سکتا۔ اگر اس کو کچھ پیسے جاتے ہیں تو بڑے لوگوں کے پیٹ میں مروڑ اٹھتے ہیں۔ پھر وہ اس کو political twist دیتے ہیں اور اس کو criticize کرتے ہیں۔ آج لیپ ٹاپ on the recommendations and as per the academic record of students اگر ان کو ملتے ہیں، 400 students from each province یا پنجاب میں ملے ہیں تو اس میں کیا مسئلہ ہے؟ یہ آپ کی امانت ہے، یہ آپ کا بجٹ ہے۔ ایک طرف تو دو سو چھیاسی ارب بڑے بڑے لوگوں کے قرض معاف کر کے جھونک دیں لیکن جب سستی روٹی میں دو یا تین ارب روپے خرچ ہو گئے تو اس کی تکلیف ہو گئی۔ جب students کو ایک ارب کے لیپ ٹاپ دیے تو تکلیف ہو گئی۔جب غریب کو Yellow Cab دی جائے گی جو Pakistan Suzuki سے مل رہی ہے تو کیا تکلیف ہے؟ آپ ماشا اللہ اس کو analyze کیا کریں don't go on the face value of these reports. Just analyze and you will find out that things are totally different. I think I have answered you questions.

جناب فہد مظہر علی: شکریہ میڈم سپیکر۔ جناب! میرا سوال ہے کہ آپ نے dismal domestic savings کی بات کی ہے کہ less than 6% ہے اور developed countries میں یہ 30% سے بھی زیادہ ہے۔ جناب! ہمارے tax to GDP ratio میں morethan 50% service industry contribute کر رہی ہے، جیسا کہ آپ نے بتایا agriculture 21% ہے this not only created jobs in Pakistan for the youth جیسا کہ آپ نے کہا کہ lost decade ہے بلکہ historians کو دیکھیں تو وہ1991-2000 والے کو lost decade کہتے ہیں because of the sanctions جو پاکستان پر لگیں۔ یہ مل ملا کا بیس سال ہو جاتے ہیں تو اس سلسلے میں آپ کیا کہیں گے کہ if we put a bar on this service industry. Domestic savings increase کرنے کی بات کریں جیسا کہ آپ نے کہا کہ ان لوگوں نے economy consumption oriented بنائی کہ loans وغیرہ لے کر چیزیں لیں تو sir how can we contribute to the tax to GDP کہ وہاں سے 50% کم کر کے کیسے اس کو agriculture یا manufacturing سے پچاس فیصد تک لے کر جائیں گے؟ شکریہ۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: اس میں we need to take a number of measures to reactivate our real sector both agriculture and industry. اسی سےآپ کی GDP, per capita بڑھے گی، اسی سے domestic saving rate بڑھے گا۔ They all are interconnected. There is a chain you know. ہمیں اس کے لیے ان دونوں sectors کے problems دور کرنے ہوں گے۔ We have to deal with their structure problems. What the economist now call that we are facing macro economic structural imbalances. یہ ہمیشہ مشکل ہوتے ہیں لیکن doable ہیں۔اللہ کے فضل سے یہ ہم حل کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے political will and commitment کی ضرورت ہے۔ اگر ہم سارے مل کر اور قوم میں بہت resilience ہے، اگر ان دو sectors کو properly revive کر لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ service industry کا share خود بخود نیچے چلا جائے گا۔ Why service industry is having 50%? ویسے بھی service important ہے کیونکہ that is also generating for you اس وقت 3.7 میں آدھی وہ دے رہی ہے تو service industry جو ہمارے real sectors ہیں اگر ان کوincrease کر لیں گے تو اس کی average automatically نیچے چلی جائے گی۔Obviously the 100 will remain 100, it will not remain 50 اگر وہ دونوں اکٹھے ہو جاتے ہیں تو it will come 33%, if they go further up they will come 25% تو I think we have to have a comprehensive plan which we have, you know we have on our shelve that how we have to deal it. I think we need to focus on both real secors.

جناب محمد عتیق: جناب! میرا آپ سے یہ سوال ہے کہ PML (N) کا جو manifesto ہے، وہ economic empowerment heavily پر depend کرتا ہے۔ اگر آپ الیکشن کے بعد دوبارہ تخت لاہور مل بھی جاتا ہے تو پاکستان کی جو 65% population ہے تو آپ کی youth کے بارے میں کیا plan or strategy ہو گی؟ ابھی آپ کی بات میں بھی ایک درد تھا تو میں بھی اپنا ایک درد share کرنا چاہوں گا کہ میرے ساتھ جو youth Doctors, Engineers or Journalist بنے، ان میں سے doctors and engineers immigration apply کر رہے ہیں میرے کچھ ساتھی مایوس ہو کرجا بھی چکے ہیں یعنی ملک میں ایک uncertainty موجود ہے اور journalists political asylum کی طرف جا رہے ہیں۔ اس طرح ice cream تو جا رہی ہے۔ اگلی حکومت میں آپ کا youth کے لیے کیا فارمولا ہو گا؟ آپ کے سینیٹر کے طور پر پانچ سال رہتے ہیں تو youth کے سلسلے میں آپ کا کیا پروگرام ہے؟ شکریہ۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میرے خیال میں آپ بابر اعوان صاحب کو بہت سنتے رہے ہیں، انہوں نے تو تخت لاہور drop کر دیا ہے give up کر دیا ہے، آپ نے ابھی بھی یاد رکھا ہوا ہے چلیں کوئی تو ان کی بھی legacy چل رہی ہے۔ ہم نے manifesto پر جو کام کیا ہے obviously it is a private document at the moment. یہ الیکشن سے پہلے release ہو گی۔ ہمارا زیادہ focus ہی youth پر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ youth اتنا سائز ہے کہ they have to turn around this country اور اگر آپ اس پر invest نہیں کریں گے تو it will be biggest loss. میں نے جو کہا کہ ہمارے پاس serious challenges کے ساتھ opportunities بھی ہیں youth is a big opportunity. If you deploy and involve them for the productive work of the country اور جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ اس کے لیے پورا development plan اس طرح کا بنانا ہو گا کہ ان کے لیے opportunities create کرنی پڑیں گی۔ ابھی پنجاب کے بجٹ میں آپ نے سنا اور دیکھا ہو گا کہ اس میں youth کے لیے کچھ internship and stipends تاکہ ان کا جو gestation period ہے، اس کے لیے اپنے آپ کو کچھ تیار کر لیں لیکن ملک میں overall economic activity size ہے اور جو ہماری economy contraction ہو رہی ہے اور جو ہو بھی رہی ہے اس کو erode کر رہی ہے اور جس طرح میں نے کہا کہ population adjust کر دیں تو you have nothing there. یہ اصل cause ہے کہ جب تک ہم proactive form میں جا کر اپنی economy کو اس بھنور سے نہیں نکالیں گے اور structural reforms کر کے اس کو back on track نہیں لائیں گے تو یہ issues youth کے لیے تو ہوں گے مگر باقی سب کے لیے بھی یہ issues بڑھتے جا رہے ہیں they are compounding. جب ہماری پارٹی کا manifesto جب public ہو گا تو آپ دیکھیں گے کہ ہم نے Youth کے سلسلے میں they are the future of Pakistan and this time they are biggest segment of the society. اس وقت ملک میں 45% youth 21 and below ہے - اگر ہم اس کو utilize کر لیں تو they are going to straight the country.

جناب محمد عتیق: میں plan کی بات کر رہا ہوں کہ وہ کیا ہو گا؟ ابھی بھی آپ امکانات کی بات کر رہے ہیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جو plan ہے، بہتر implementation is always on federal level but obviously…

جناب محمد عتیق: Province پھر federal پر پھینکے گا۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: Federal کی بات نہیں ہے۔ صوبے میں تو ہم کر ہی رہے۔ What is this Yellow Cab Scheme, it is for youth who have minimum matric, age limit, driving licence and transparent balloting ان کے لیے یہ ساری چیزیں ہیں۔ آپ کا ایک resource ہے، اس سے آگے نہیں جا سکتے۔ آپ کا جو pool ہے، آپ نے اسی کے اندر چلنا ہے۔اس میں ہمارے youth related national level programmes ہیں، وہ ہم پنجاب سے نہیں کر سکتے کیونکہ اس کی نہ اتنی financial space ہے، نہ اتنی financial availability ہے۔

میڈم سپیکر: جناب توصیف عباسی صاحب۔

جناب توصیف عباسی: میڈم سپیکر! بہت شکریہ۔ ڈار صاحب آج میں آپ کی 9th April 2008 کی press conference یاد آ گئی جس میں آپ نے شیری رحمٰن صاحبہ کے ساتھ مل کر پاکستان کی economy کی picture share کی تھی۔ میں نے کافی مشکل صورتحال دیکھی اور میں بھی پریشان تھا۔ یہ دیکھ کر کافی دن shock بھی رہا کہ پاکستان میں کیا ہو رہا ہے اور آج چار سال کے بعد آپ ہمیں اس سے بھی بدتر صورتحال ہمیں دکھا رہے ہیں۔ میں نے اسمبلی میں پورا budget session دیکھا کیا۔ دس دن میں صرف دو لوگوں نے یعنی احسن اقبال صاحب نے تین گھنٹے سے زیادہ تقریر کی اور ماشا اللہ کافی اچھی تقریر کی اور اپوزیشن نے بھی ان کی تعریف کی۔ دوسرا فاروق ستار صاحب نے بڑی اچھی تجاویز پیش کیں۔ میں یہ سوال پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ آپ کا بجٹ bureaucrat بناتا ہے، آپ اس کو pass کرتے ہیں تو implementation کہاں پر ہے؟ آپ کا کیا roleہے؟ آپ نے bad picture دکھائی ہے، کچھ hope بھی دیں کہ آگے کیا کرنا چاہ رہے ہیں؟ آگے کیا تجاویز ہو سکتی ہیں؟

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جی آپ کا اچھا سوال ہے۔ I think the Pakistan political culture must be changed. Those people should be given the responsibility who knows their subjects. Now business is serious. جیسا کہ آپ نے کہا کہ bureaucrat budget بنائے گا وہ وہی اس کو چلائے گا اور اگر ایک professional کی ذمہ داری ہو گی جو political ہو گا تو پھر شاید آپ لوگوں کی بہتر نمائندگی ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمام political parties کو یہ چاہیے کہ جو professionals ہیں اور ہماری ٹیم میں ماشا اللہ کافی لوگ ہیں، باقی میں بھی ہوں گے لیکن اگر ہوتے تو چار سال وہ مجھے ادھار لینے کے لیے منتیں نہ کرتے رہتے۔ This is unfortunate for a country کہ ایک پارٹی حکومت میں ہو اور دوسری پارٹی کی منتیں کرے کہ ان کو ہمیں ادھار ہی دے دیں۔ میں تو اپنے ideas through floor of the House share کرتا ہوں

کیونکہ اگر آپ نہیں کریں گے تو آپ پاکستان کے ساتھ ایمانداری نہیں برت رہے کہ آپ انتظار کریں کہ ہماری جب باری آئے گی۔ یہ بات صحیح ہے اور آپ کی بات کا جواب یہ ہے کہ political parties کو چاہیے کہ professional لوگوں کو ان کے background کے حساب سے وزارتیں دیں اور چونکہ آپ professional ہیں۔ میں نصرت جاوید صاحب کا 1998-99 کا ایک کالم پڑھیں، ان کی ان کے ساتھ کافی affiliation ہے، انہوں نے میرے بارے میں لکھا تھا کہ Finance Ministry میں ایک workolic minister آ گیا ہے اور bureaucracy پریشان ہے کہ ایک آدھ صفحے کا note لکھتا ہے، ان سے disagree کرتا ہے حالانکہ seen ہوتا ہے، کئی وزرا کو seen لکھنا نہیں آتا تو شروع میں وہ ''س'' لکھ دیتے تھے۔ بات یہ ہے کہ جب آپ کو اپنا پتا نہیں ہو گا اور آپ اپنے subject کو نہیں سمجھیں گے تو پھر یہی ہو گا کہ وہ dominate کرتے ہیں لیکن اگر آپ کو اپنا subject پتا ہے اور جو پوری ministry سے ہو کر آیا ہو، اس پر نصرت جاوید صاحب نے ایک کالم لکھا تھا حالانکہ he has good feeling for Peoples Party. I have a lot respect for him ہر ایک کی اپنی liking ہوتی ہے، I treat this positive column, he got inside information کہ میں آدھے صفحے سے ایک صفحے پر arguments دے کر disagree کرتا تھا کہ آپ غلط کہہ رہے ہیں۔ اس لیے جب تک ساری political parties آپ جیسے engineers, doctors, chartered accountants involve نہیں ہوں گے تو ہمارا حال وہی ہو گا۔ وہ کہتے ہیں کہ garbage in and garbage out تو UK کے House of Commons میں ایک وقت میں تقریباً 23, 24 Chartered Accountants ہوتے ہیں I am the only lucky or unlucky for the last twenty years اس ایوان میں ہوں اور کوئی نہیں ہے۔ If you leave everything as a professional یہاں آ جائیں ایمانداری سے چلیں تو اس کا تو آپ کو نہیں frankly financial نہیں میں کم از کم اس phase میں ہوں کہ but we owe to this country I believe that I must return to my country whatever I can. Whatever smallest contribution as Opposition Leader, as member of the Senate, as a Pakistani, I must contribute. If that is the spirit and political parties change their culture, I think there could be a change in Pakistan.

ایک معزز ممبر: جناب! آپ نے foreign investment کی بات کی تھی تومیں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ why foreign banks are withdrawing their investment from country specially like HSBC, Barkley, Citi Bank?

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: دیکھیں unfortunately sometimes perceptions are even greater than the reality. پاکستان کی جو perception ہے، کئی مرتبہ باہر کے delegations visits cancel کر دیتے ہیں اور یہ frequent ہوتا ہے۔ ان کو travel advisory ہے کہ نہ جائیں۔ آپ اور میں یہاں پھر رہے ہیں کراچی میں بھی ماشا اللہ دو، اڑھائی کروڑ لوگ رہتے ہیں مگر جو لوگ دور سے دیکھ رہے ہوتے ہیں، ان کو معاملات بہت گھمبیر نظر آتے ہیں کیونکہ جب ہر چینل پر ہر دو گھنٹے کے بعد report ہوں گے کہ وہاں اتنے بندے مر گئے، وہاں اتنے مر گئے، یہ ہو گیا، وہ ہو گیا۔ اچھی خبر سننے کو نہیں ملتی تو ہمیں اس کی طرف serious توجہ دینی ہو گی۔ جب تک ہم یہاں law and order situation ٹھیک نہیں کریں گے بنیادی طور پر investor wants protection of life and property. Let me also share me with you that in the worst time of nationalization foreign interest ماسوائے ایک چھوٹا سا component of the life insurance Americans کا کبھی پاکستان میں اس کو قانوناً یا administrative action سے usurp نہیں کیا گیا۔70s والی nationalization اتنی worst تھی لیکن اس کے باوجود foreign investment has always been protected in Pakistan پھر لوگ کیوں نہیں آ رہے ؟ Return بھی اچھی ہے، emerging market بھی ہے، they have made money تو بنک دیکھ لیں one of the highest income پاکستان میں ہے reason کہ spread بہت زیادہ ہے۔ آپ depositors کو جو دے رہے ہیں ہم بار بار کہتے ہیں regulator State Bank کو کمیٹی میں بلا کر کہتے ہیں کہ خدا کے لیے اس spread کو کم کریں۔ زیادہ لوگوں کو پیسے دو۔ Depositors کو تین، چار فیصد ملتا ہے prime rate ہی 12%, 15%, 16% ہے they have made a good money تو اس کے باوجود کیوں جا رہے ہیں؟ They see that our foreign policy اس وقت صحیح direction میں نہیں جا رہی۔ ہماری economic policy صحیح direction میں نہیں جا رہی۔ ہمارے ہاں law and order کی problem ہے، ہمارے security issues ہیں۔ چند ایک foreigners مارے گئے ہیں تو یہ ساری چیزیں جب تک ٹھیک نہیں ہوں گی تو بدقسمتی سے یہ trend چلے گا۔

جناب محمد حماد ملک: جناب! میں چونکہ Economics کا طالبعلم نہیں ہوں اس لیے اس چیز کے حوالے سے نہیں جانتا لیکن آپ نے energy crisis کی بات کی تو being the chairman of special committee on energy crisis میرا سوال ہے کہ آپ نے بتایا ہے کہ energy کی وجہ سے ملک کی economy کا بہت loss ہو رہا ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہماری industry بنگلہ دیش move کر رہی ہے۔ جناب کالا باغ ڈیم 1986 میں 6 billion کی لاگت سے complete ہو جانا

چاہیے تھا۔ نہیں ہو سکا ۔ اگر آج ہم کرتے ہیں تو 600 billion سے ہو گا۔ آپ کی دو حکومتیں آئیں، کوئی توجہ نہیں دی گئی۔Motorway 24 billion پر لگا دیا گیا کالا باغ ڈیم کو neglect کیا گیا اور اس پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ اگر آئندہ آپ کو حکومت آتی ہے تو آپ کا اس سلسلے میں کیا plan ہے اور میرا دوسرا سوال ہے کہ آپ Standing Committee of Financeمیں بھی ہیں ہمارے جتنے بھی projects چل رہے ہیں، ہماری کمیٹی کے ممبران کی واپڈا اور Ther Coal کے officials سے بات ہوئی تھی، انہوں نے یہ ہی کہا کہ ہمیں fundingنہیں دی جاتی۔ آپ funds allocate نہیں کرتے، دیا میر بھاشا ڈیم مکمل ہو جانا چاہیے تھا، نہیں ہو سکا، اب وہ 2018 تک چلا گیا ہے۔ نیلم جہلم 2012 میں مکمل ہو جانا چاہیے تھا، اب 2016 میں چلا گیا ہے due to the lack of funding. آپ خود کمیٹی میں ہیں تو آپ کی کیا progress ہے اور اگر آپ کی سوچ ہے کہ آئندہ آپ آئیں گے تو اس سلسلے میں آپ کا کیا planہے؟

سینیٹر اسحاق ڈار: آپ نے دو چیزوں، ایک energy اور دوسرا allocation of funds کے بارے میں بات کی ہے۔ Energy کے سلسلے میں ہماری حکومت ہمیشہ pro Kalabagh Dam رہی ہے لیکن اس میں یہ مد نظر رکھنا ہو گا کہ دو صوبوں کی کچھ political parties نے اسی ڈیم پر سیاست کی ہے which is very regrettable. یہ اتنا اچھا project تھا، میں نے شمس الملک سے اس کی technical briefings لی ہوئی ہیں، جو public کو ڈرایا گیا کہ یہ ڈوب جائے، سندھ بنجر ہو جائے گا، یہ بالکل غلط ہے لیکن جیسا کہ میں نے کہا sometime perceptions are stronger than realities تو ایک طرف ہم نے federation کو protect رکھنا ہے اور کسی بھی صورت میں federating unit کو اس طرف نہیں لے کر جانا کہ جو ماضی میں East Pakistan کی طرح کی ایک غلطی ہو چکی ہے۔ It is a very delicate balance and let me share it with you today in confidence کہ اگست، ستمبر 1999 میں ANP سے ہماری بڑی serious گفتگو ہو رہی تھی کیونکہ ان کا بہت problem تھا، سندھ میں ہمارا arrangement ٹھیک تھا تو ان سے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ they should indicate some terms and conditions جن پر ہم کچھ adjustment کر کے یہ بنائیں they were almost about to announce to join back the government also میں ایک حقیقت بتا رہا ہوں۔ آپ اسفند یار صاحب سے یہ confirm کر سکتے ہیں کہ just days before the coup it was all finalized, short of press conference اگر وہ ہو جاتا تو ہم اس طرف چل سکتے تھے۔ یہ بہت اچھا project ہے، اس کی ضرورت ہے لیکن you

اگر آپ نے اس کو bulldoze کیا تو must take all the four federating units on board. negative politicsکرنے والے لوگ، خدانخواستہ کہیں federation کو نقصان نہ پہنچائیں۔

دوسری آپ نے funds allocation کی بات کی ہے۔ اگر وہ نہیں تو دوسرے پر تو fast track پر چلیں۔ میری گزارش ہے کہ سینیٹ کی کمیٹی funds appropriate نہیں کرتی۔ Senate کا آئین کے تحت کردار صرف advisory capacity کا ہے۔ اس کے اندر رہ کر حکومت جو بنا کر لاتی ہے، ہم نے اس میں چھوٹی موٹی ترمیم تجویز کر سکتے ہیں، اس کو initiate نہیں کرسکتے۔ مجھے اس میں سب سے بہترین جوslot نظر آئی، آپ نے جتنے بھی projects کا نام لیا ہے کسی کے لیے ایک ملین، کسی کے لیے پچاس کروڑ رکھے ہوئے ہیں they are peanuts. Virtually feasible studies اس سے مکمل ہوں گی۔ اسی لیے میں نے کہا تھا کہ آپ پچیس، ستائیس ارب میں سے transfer کر دیں اور ستائیس ارب PSDP میں energy کے لیے رکھ دیں۔ PSDP general is subjected to a mechanism کہ آپ کا PC1 بننا ہے، سب کچھ ہونا ہے، پہلے فیصلہ ہوتا ہے بعد میںformalities پوری ہوتی ہیں۔ جو PDWP 1 and 2 ہے which I call discretionary fund of Prime Minister میں نے اسی لیے کہا تھا کہ ایک ایک ارب رکھ لیں، آپ پچیس ارب کر لیں جب وہ نہیں مانے، میں ان سے تین دن جھگڑتا رہا، میں نے کہا چلو اسی میں رہنے دو لیکن Prime Minister کو پابند کر دو کہ یہ صرف energy کے لیے use ہوں گے، بدقسمتی سے میری وہ بات بھی نہیں مانی گئی لیکن اس میں سینیٹ کا کردار اس کو pass and re-appropriation کرنے کیalmost absolute power ہے provided there is consensus and government also agrees. ظاہر ہے opposition کے پاس majority نہیں ہے لیکن یہ ملک کی requirement ہے - اس پر میں سمجھتا ہوں کہ energy sector پر maximum allocation ہونی چاہیے۔

Miss Anam: I have a question for concerning the lack of concern for the middle class. Whenever you talk about all the reforms which are taking place I feel you talk about the really poor people or the rich class they are not giving taxes, every time you come. What about the middle class? The middle class they are paying direct taxes, they are the one who are being snubbed over and over a period of time. I think no longer the distinction that was in the middle class, the upper middle class I don’t think that continues now because everyone is in lower middle class. So what you have to say about

that? There is a lack of concern, I am from Lahore, I have live through your reforms which taken over a period of time but we have not seen any reforms for the middle class.

Senator Muhammad Ishaq Dar: The question is so interesting, let me tell you one thing that why you focus on the poorest of the poor? Because there is a requirement of targeted help and they are the most vulnerable people who are now 74%. Whatever economic measures we are talking and the macro economic improvements we are discussing and removal of macro imbalances we have been debating all are actually there. If they are achieved, they would actually strengthen and promote the middle class. The entire exercise is for middle class. The entire economic agenda is for middle class because the stronger, the middle class of country is, the better would be the average economic life of people of that country.

آپ کے جتنے reforms ہیں، industrial, agricultural, small and medium enterprises, small
loans جو پنجاب youth کے لیے کر رہا ہے، یہ ساری چیزیں are directed to create a stronger
middle class. They are not only for a few of the elite class, no, they are not supposed to
be for them. اگر یہ reforms ہوں گے اور آپ کی build economy ہو گی تو اس سے ایک
stronger, larger and robust middle class ہی نکلے گی۔ اس لیے اس کا نام نہیں لیا جاتا but it
is a good thing that one should talk about the middle class also. ہم جو کام کرنے جا رہے
ہیں، اس سے middle class strong ہو تو I think I will consider changing some words in the
manifesto which we have draft with us. Than you very much.

Mr. Youth Prime Minister: Sir, I really want to thank you for your very good knowledge, skill and views which you shared with us about the fiscal policies of the government and the current analysis and the ratios which you have shared with us like the tax to GDP ratio, the consumer price index, the bank borrowings, all these just gave us a deep insight about the system work, how they evolve and what are loop holes in the current system of Pakistan. Thank you very much for every thing, I just want to share with you a development on behalf of the Youth Parliament of Pakistan. I want to present you a Youth Policy of Economic and Budget reforms. I just want to share with you the ideas of the youth, the knowledge and innovative techniques which we have used to make Pakistan a prosperous nation and to move forward. Thank you.

Madam Speaker: I would request the Prime Minister, Leader of the Opposition, Finance Minister and shadow Finance Minister to present the souvenir to our honourable guest.

(Break for photograph)

Madam Speaker: We will carry on with agenda No.4.

An honourable Member: Madam Speaker, point of order

ایوان میں quorum پورا نہیں ہے۔

Madam Speaker: The quorum is complete. Leader of the Opposition, you want to speak on this?

جناب فہد مظہر علی: جی میڈم۔ اس میںfresh fruit کے باغات تھے اس کے علاوہ خشک میوہ جات بھی ہیں جو کہ قومی خزانے میں بہت valuable contribute کر رہے تھے۔ دو باتیں ہیں، rather going for establishing medium term or long term reservoir بنانے کے modern technology استعمال کی جائے، جن میں drip irrigation and tunnel forming بہت زیادہ مفید ہوں گے اور ان کو تھوڑی سی training کے بعد باآسانی اختیار کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح کم پانی سے productivity maintain کی جا سکتی ہے بلکہ بڑھائی جا سکتی ہے۔ I think otherwise nothing is wrong in this resolution, I should request کہ اس کو vote کے لیے پیش کیا جائے۔ شکریہ۔

Madam Speaker: Most of the debate has been done so I should put this resolution to the House for voting.

Miss Shaheera Jalil Albasit: Madam, I would like to propose a structural amendment in this resolution. The statistics given in the first line are incorrect. It is not 80%, according to the World Bank financial analysis of 2011, it is 76%. The 76% of population in Balochistan is directly based on agriculture.

An honourable Member: Madam, it is 80%.

Madam Speaker: Are you sure, it is 80%? Ok, we don't accept this amendment. Now I put this resolution to the House.

(The resolution was carried)

Madam Speaker: Now I request Mr. Muhammad Haseeb Ahsen and Mr. Hunain Ali Qadri, who would like to move the resolution. They are not present.

Mr. Fahad Mazhar Ali: Madam, please defer it.

Madam Speaker: Miss Ushna Ahmed, Mr. Muhammad Taimoor Shah would like to move the resolution. I request Miss Ushna to move the resolution.

Miss Ushna Ahmed: Thank you Madam Speaker. I would like to move that;

"This House is of the opinion that the irruption of illegal organ trafficking in Pakistan since 1990 is a blatant abuse of human rights as per WHO executive committee meeting in Burn held Assembly meeting in 2004. Despite the approval of transplantation of human organ and tissue---2010 by the parliament. Evidence exist that the organ trafficking is still augmenting. The health now being a provincial responsibility after the 18th Constitutional amendment, the provinces have failed to uphold the respective law. Organ trade which was once halted is now again on the rise and Pakistan is once again the cheapest organ bazaar. This exploitation of human being and selling of human body parts and commodities have to be stopped promptly if human rights are to be upheld".

میڈم سپیکر! میں بات کروں گی کہ جب کسی انسان کا کوئی عضو damage ہوتا ہے تو پہلے ہم اس کے survival کے لیے کچھ اور طریقے اختیار کرتے ہیں۔ اگر اس کی kidney damage ہو جائے تو اس کے لیے we use dialysis وغیرہ کی different techniques لیکن جب organمکمل طور پر fail ہو جائے تو we have to go for organ transplantation. That mean taking an organ from some other person اس بندے میں transplant کریں۔ ہمارے ہاں public sector میں 1979 میں renal transplant شروع ہوا ، اس وقت صرف genetically related family donors ہی اپنی family کو organ and specially kidney دے سکتے تھے کیونکہ اس طرح rejection کا مسئلہ نہیں ہوتا۔ اس کے بعد یہ بڑھتا گیا، یہ پہلے public sector and family members سے ہی ہوتا تھا۔ 1990 میں ایک transplant Bill introduce کیا گیا - یہ Bill Charter of United Nations Human Rights and the Laws formulated on the guidelines of WHO and the International Transplant Society پر base کر رہا تھا۔ اس کے بعد transplant شروع ہو گیا and then there was a shift from using family related donors to paid commercial donors. یہ انسانی حقوق کی violation ہے، ہمارے ہاں developing country جہاں لوگ اتنے غریب ہیں کہ جن پچاس، ساٹھ ہزار روپے چاہیے ہوتے ہیں اور وہ اپنے گردے بیچ دیتے ہیں۔ لوگ Middle East, Europe, United State جگہ جگہ سے آتے ہیں پاکستان، چین اور انڈیا آتے ہیں جہاں پر وہ لوگ kidney transplant کراتے ہیں۔یہاں کے غریب لوگ جو اپنے گردے بیچتے ہیں، وہ پندرہ سو سے دو ہزار ڈالر تک میں اپنا گردہ بیچ دیتے ہیں لیکن recipients سے تقریباً چالیس ہزار US

dollar لیے جاتے ہیں۔ یہ ہمارے غریب عوام کی exploitation ہے۔ ان کو پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے، ان کے body parts کو بیچا جا رہا ہے۔ اس کے خلاف WHO نے 2004 میں یہ decide کیا تھا کہ selling of organ منع ہےیہ حکمdoctors, physician and hospitals سب کے لیے ہے، ان سب کی checking ہونی چاہیے، ان سب کو ایسے کسی کام میں ملوث ہونے سے منع کیا گیا ہے۔ ہمارے ہاں 2010 میں ایک Bill present کیا گیا جب commercial lobby نے organs sale and purchase بے تحاشا شروع کر دی تھی۔ اس وقت پاکستان cheapest organ bazaar بن گیا تھا۔ لوگ یہاں آتے ہی organ transplant کے لیے تھے۔ اس bill میں کافی اچھے points تھے کہ donation صرف living person سے genetically ہو گی اور sale کرنا منع ہو گا۔ جو انسان مرنے سے پہلے اپنے اعضا donate کرنا چاہے، اس سے لے کر ڈال سکتے ہیں۔ 2010 میں organ trafficking ایک دم ختم ہو تھی۔ 2011 سے یہ trafficking on the rise ہے اور ہمیں اس کو stop کرنے کہ بہت ضرورت ہے۔ یہ ہمارے لوگ ہیں جن کو چند ہزار روپے کے لیے exploit کیا جا رہا ہے۔ ان کو پیسوں کی فوری ضرورت ہوتی ہے تو ان کو پچاس ہزار روپے دیے جاتے ہیں اور ان کے body parts کو بیچا جاتا ہے this is extremely against the human lives.

میڈم سپیکر: شکریہ۔ جناب محمد تیمور شاہ صاحب۔

جناب محمد تیمور شاہ: شکریہ میڈم سپیکر۔ اس ایوان میں organ trafficking کی جو resolution پیش کی گئی ہے اس کے دو aspects important ہیں۔ ایک legal aspect ہے اور دوسرا ethical aspect of organ trafficking ہے اور تیسرا aspect medicine point of view سے ہے کہ ایک بندے کا liver fail ہے اور اس کو transplant کی ضرورت ہے۔ کوئی بندہ اس کو اپنا kidney or liver دیتا ہے تو پاکستان میں جو organ transplantation پر جو legislation ہوئی ہے اس کی types autograft, allograft and zenograft ہیں۔ Autograft is a type کہ اگر twin sisters or brothers ہیں تو ایک کے کسی عضو کا مسئلہ ہو جاتا ہے تو دوسرا بھائی یا بہن تو وہ ان کو transplant کر سکتے ہیں۔ پاکستان میں صرف autograft کیlegislation ہے اور وہ legalized ہے۔ Allograft یہ ہے کہ اگر مجھے کوئی مسئلہ ہوتا ہے تو third party who is not familiar to me, جس سے blood relation نہ ہو، وہ مجھے دے سکے، ایسی legislation نہیں ہے۔ اس resolution کا مقصد organs کی illegal transplantation کو روکنا ہے۔ اس میں سرگودھا، چکوال اور اوکاڑہ کے کچھ گاؤں میں یہ زیادہ ہو رہا ہے۔ حجرہ شاہ مقیم وغیرہ کے

بارے میں یوٹیوب پر ایک رپورٹ بھی ہے جو کسی TV channel نے بنائی ہے اور اس میں کافی لوگوں نے اپنی kidney وغیرہ بیچی تھیں اور اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ گردہ بیچ کر اپنا قرضہ وغیرہ ادا کرتے ہیں اور ان میں زیادہ تعداد farmers کی ہے۔ لاہور میں مسعود ہسپتال ایک بڑا ہسپتال تھا، سپریم کورٹ کے orders پر اس کی بلڈنگ کو گرایا گیا۔ اس ہسپتال میں باقاعدہ ایک floor تھا جہاں زیادہ تر عرب ممالک سے امیر لوگ آتے تھے اور وہاں پر organ transplantation ہوتی تھی۔ سپریم کورٹ نے حکم دیا کہ اس ہسپتال کو گرایا جائے اور یہاں پر illegal transplantation میں جو لوگ involved ہیں، ان doctors کو سزا دی جائے ۔ جہاں تک legal transplantation کی بات ہے تو اس میں حال ہی میں شیخ زاید ہسپتال میںliver transplant ہوا جو کہ legal تھا کہ ایک بچے کو cadaver donation ہوئی۔ بچے کا accident ہوا تو اس کا liver extract کر کے ایک normal بندے کو لگا دیا گیا which was legal لیکن اس میں ethical issues آ جاتے ہیں اور human rights نے ہمارے ہسپتال اور post graduate institute کو sue کر دیا کہ this is unethical کہ ایک مرے ہوئے بندے کا organ دوسرے بندے کو لگا دیتے ہیں۔ اس میں ethical and legal issues بھی ہیں۔ ہم نے illegal trafficking کو روکنا ہے اور legal سے اگر organ مل جائے تو کسی کو زندگی مل سکتی ہے اور کسی کی زندگی بڑھ سکتی ہے۔ سری لنکا میں یہ ہے پوری دنیا سے corneal transplant کرانے کے لیے لوگ وہاں جاتے ہیں کیونکہ غالباً ان کے مذہب میں بھی ہے کہ وہ اپنی آنکھیں donate کر دیتے ہیں۔ یہ وہاں پر legalized بھی ہے۔ شکریہ۔

میڈیم سپیکر: شکریہ۔ جناب گوہر زمان صاحب۔

جناب گوہر زمان: شکریہ میڈم سپیکر۔ میں اس پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ایوان کی توجہ ایک بہت serious issue کی طرف دلائی گئی ہے۔ انہوں نے کافی اچھی description دی ہے لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ donation and selling, these are two different things. جو donation ہے وہ ایک بندے کی consent سے ہوتی ہے لیکن selling, obviously وہ بھی بندے کی مرضی سے ہوتی ہے لیکن اس میں کچھ financial benefit آ جاتا ہے۔ اس سے exploitation create ہوتی ہے بلکہ اس سے بہت سے social crimes جنم لیتے ہیں۔ مثال کے طور پر smuggling of organs اس سے related ہے کیونکہ جب ان کی selling and purchasing شروع ہوئی تو اس کے بعد سے kidnapping and forceful removal of the organs and smuggling جیسی چیزیں شروع ہو گئیں۔ یہ تمام مسائل selling system کی وجہ سے ہوئے۔ Donation

blood, it is a tissue یہ بھی اس میں آتا جس طرح سے should be promoted, that is my point. ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ blood banks بھی blood sale کر رہے ہوتے ہیں۔ کیا یہ possible ہو گا کہ ہم blood banks کو totally donor based کر دیں؟ کوئی وہاں سے جا کر اس کو purchase نہ کر سکے۔ اگر کوئی غریب آدمی کسی ضرورت مند کو اپنا گردہ donate کر دیتا ہے ، اس کو profession بنانا اورtrade کی طرف لے جانا ایک خطرناک چیز ہے۔ اس وجہ سے بہت سےمسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں legislation ہونی چاہیے کہ there should be some difference between these things. Donation, taking some incentive for your need and thirdly making it profession are different three things. Please consider these things. Thank you.

میڈم سپیکر: جناب حامد چوہدری صاحب۔

جناب حامد چوہدری: شکریہ میڈم سپیکر۔ میں اس میں صرف دو باتیں کرنا چاہوں گا۔ اس میں کچھ doctors involved ہیں کہ patient appendix کا operation کرانے جاتا ہے، چھ ماہ بعد اس کو پتا چلتا ہے کہ اس کا گردہ غائب ہے۔ ہمیں اس policy کے تحت ان doctors کو بھی check کرنے کی ضرورت ہے جو ایسے گھناونے فعل میں ملوث ہیں۔ اس کے بعد یہ ہے کہ smuggling ہو رہی ہے۔ سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ donor کو اگر بعد میں اس کی صحیح medical treatment نہیں ہو رہی تو اس کی زندگی خطرے میں ہے کیونکہ اس کو high blood pressure کی بیماری ہو سکتی ہے۔ جو لوگ اپنے گردے بیچتے ہیں اور بعد میں ان کو صحیح medical treatment نہیں ملتی جو ان کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے میں یہ کہتا ہوں کہ 2010 میں قومی اسمبلی نے جو approve کیا تھا، اس پر صحیح طریقےسے implementation ہونی چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: شکریہ۔ محمد حماد ملک صاحب۔

جناب محمد حماد ملک: جناب سپیکر! میں جو کہنا چاہتا تھا، ان میں سے بہت سی باتیں تو کر دی گئی ہیں۔ ہمارا ملک organ transplant کی بہت بڑی مارکیٹ اس لیے تھی کہ یہاں پر غربت ہے اور غریب بندے کو یہ آسان لگتا تھا کہ چلو ایک گردہ بیچ دیا تو میرا کام بن جائے گا۔ یہ ہمارے ہاں ہی نہیں چین میں تین ماہ پہلے ایک بندے نے iphone لینے کے اپنا گردہ بیچ دیا تھا۔ میری ایسےلوگوں سے ملاقات ہوئی ہے جنہوں نے اپنے گردے بیچے تھے، ان کا کہنا ہے کہ ان کو ستر سے اسی ہزار روپے دیے گئے اور دو دن ہسپتال میں رکھا گیا۔ ایک دن گردہ

نکالا اور اگلے دن اس کو کہتے تھے کہ اب تم جاؤ۔ ان کے مطابق ان کی حالت ایسی ہوتی کہ اس وقت ہمارے زخم بھی نہیں بھرے ہوتے تھے۔ اس میں middle man بہت involved ہیں۔ ہمیں جو لوگ یہاں سے smuggle کرتے ہیں اور اس وقت انڈیا میں legally kidney buy کرنے کا rate 35 to 40 lac ہے۔ وہ پاکستان میں غریب بندے سے ستر تا اسی ہزار روپے میں خریدا جا رہا ہےیہ ایک مسئلہ ہے کہ کوئی غریب بندہ اگر مجبوری کی وجہ سے اپنا گردہ بیچنے پر مجبور بھی ہے تو اس میں middle man سارا فائدہ اٹھا رہا ہے اور اس بندے کو اپنے جسم کا حصہ دینے کا کچھ نہیں مل رہا۔

میرے ساتھیوں نے بھی کہا کہ ہمیں selling stop کرنی چاہیے، donation is better. شکریہ۔

میڈم سپیکر: شکریہ۔ عمر ریاض صاحب۔

Mr. Muhammad Umar Riaz: Thank you Madam Speaker. Poverty coupled with the severe violation of human rights has undoubtedly made our country the leading destination for the international patients and kidney seekers. This is a matter of grave concern and everybody should look into it. The persons relating to medical profession have already described in technical terms that what are the draw backs of this entire system but let me state here that being in the legal profession all such cases that I have seen, the majority of those who are involved in the drug trafficking were doctors. Because the doctors are active in drug trafficking system and this is something which must be ensured. I always pointed out in every resolution that there should be a system of accountability. Without a proper system of justice in a country each and every field would face such kind of terrible situations and conditions. Now again the thing is same that the legislation enacted in 2010 has reduced the drug trafficking to some extent. The concept of donation…

An honourable Member: Point of order.

میڈم سپیکر: جی۔

معزز ممبر: میڈم! drug trafficking کی نہیں organ trafficking کی بات ہو رہی ہے۔

Mr. Muhammad Umar Riaz: It is organ trafficking. That was not intentional, that was unintentional.

Madam Speaker, what we need to do is a problem as we have been debated in the lecture that we are very good in making policies but the problem is implementation. The implementation is still not there and what we need to do is that Human Rights Commission report was simply highlighting the fact that organ trafficking is consistently on the rise. The international crisis group also issued a report in 2010 about the deteriorating condition in Pakistan. What we need to do is that the government should raise awareness through media among this campaign because the person who has been exploited is the poorest of the poor and belonging to the downtrodden segment of the society. It is the responsibility of the government to take care that any poor person due to lack of financial resources does not become a victim. Thank you.

Madam Speaker: Now I put the resolution to the House.

(The resolution was adopted)

Madam Speaker: Mr. Siraj Memon, Mr. Umair Najam, Mr. Muhammad Asghar Fareed, Miss Sahar Iqbal, Mr. Muhammad Hamad Chaudhary, Mr. Kashif Yousaf Baddar would like to move a resolution.

Mr. Siraj Memon: Thank you madam. I would like to put before that

"This House is of the opinion that immediate action must be taken to ensure the rights of the street children and promote their vast interest as ---- by the teaching of Islam. The Constitution of Islamic Republic of Pakistan and the Convention of the Right of the children considering the poor and deteriorating condition, the House urges the National Commission of Human Rights to look into this matter and provincial government strictly enforce the existing Child Protection Laws immediately and effectively".

میڈم! مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے اور میرے دل میںI wish, I wish کی صدائیں بلند ہوتی ہیں کہ کاش میں کر سکتا۔ میں جب بھی کراچی، لاہور یا اسلام آباد کی سڑکوں پر نکلتا ہوں، کسی چوک پر جب رکتے ہیں تو چھوٹے چھوٹے بچے گاڑیوں کے شیشے صاف کر رہے ہوتے ہیں اور بھیک مانگتے ہیں جب کہ ہمارے بھانجے، بھتیجے سکولوں میں پڑھ رہے ہیں اور یہ ننگے پاؤں سڑک پر تپتی دھوپ میں گرمیوں اور سردیوں میں بھیک مانگ رہے ہیں - یہ دیکھ کر ہمارا دل جلتا ہے کہ کیا بچے ہمارے نہیں ہیں۔ ہم نے اس resolution میں تین aspects discuss کیے ہیں۔ پہلا یہ کہ ہمارے مذہب اسلام بچوں کو کیا rights دے رہا ہے۔ یہ ہماری

بدقسمتی ہے کہ Islamic Republic of Pakistan, child protection, street children کے حوالےسے وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے پاس اختیارات ہونے کے باوجود افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ سب کچھ کتابوں میں بند ہے اور جہاں laws بنتے ہیں،وہاں پر کسی library میں دفن ہیں۔ ان پر implementation zero ہے۔ میں اس کی مثال اس ایوان کےسامنےپیش کرتا ہوں کہ 2010 میں سندھ اسمبلی میں child protection authority کے حوالے سے ایک Bill pass ہوا تھا - 2011 میں قومی اسمبلی نے National Human Commission Rights Authority بنائی ہے لیکن افسوس کہ وہی no implementation, no implementation, no implementation. پھر پارلیمنٹ کا کیا مقصد ہے کہ ہم laws بنا رہے ہیں اور وہاں laws کتابوں میں دفن ہو رہے ہیں۔

میڈم! میں اب solutionsکی طرف آؤں گا۔ ہمارے پاس اب تک جتنے بھی laws موجود ہیں، ان میں کون سی خرابیاں موجود ہیں۔ میں تین چار NGOs کا survey کیا تو پتا چلا کہ state جو کی یہ ذمہ داری ہے کہ جو بچے بے گھر ہیں اور کسی وجہ سے سڑکوں پر ہیں، ان کو وہاں سے اٹھا کر صحیح جگہ پر پہنچائے۔ ان کے جو بنیادی حقوق تعلیم اور صحت سے متعلق ہیں، وہ ان کو مہیا کرے۔ میں نے سندھ کی NGOs کا visitکیا اور دیکھا کہ حکومت کا کام وہ کر رہی ہیں - اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم NGOs کو بھی فنڈ دے رہے ہیں اور حکومت کو بھی ٹیکس دے رہے ہیں۔ State performance zero آ رہی ہے۔ جب ہم نے NGOs کی research کی تو پتا چلا کہ recently Punjab, Khyber Pukhtunkhwa and Sindh میں حال ہی میں جو floods آئے تھے، history کے ان دوworst سیلابوں سے street children میں بہت اضافہ ہو گیا اور صرف کھانے پینے اور راشن کی طرف ہی توجہ دی گئی اور ان کے مستقبل کے بارے میں کوئی planning نہیں ہے۔ ہمارے laws میں جو problem ہے کہ street children کی birth registration نہیں ہوتی، جب وہ کہیں پر جاتے ہیں تو یہ پتا نہیں چلتا کہ یہ کہاں سے آیا ہے تا کہ اس کو وہیں پر پہنچا دیا جائے یا والدین کے حوالے کر دیا جائے۔ وہ بچے جو یتیم ہیں اور جن کا کوئی والی وارث نہیں ہے، ان کی بھی registration نہیں ہوتی۔ جو بچے homeless ہیں، ان کی registration ہونی چاہیے کہ اس بچے کے homeless ہونے کی کیا وجہ ہے۔ اس بارے میں سارے analysis NGOs کر رہی ہیں، حکومت نہیں کر رہی۔ کراچی اور لاہور کے سلسلے میںNGOs کی رپورٹ ہے ، ساحل، اسپاک اور آزاد کی رپورٹ دیکھی تو پتا چلا کہ یہ بچے ایک dangerous trend کی طرف جا رہے ہیں اور gangs join کر رہے ہیں۔ وہ بڑے ہو کر

جرائم میں اضافہ کریں گے اور ہم کراچی کے حالات دیکھ رہے ہیں کہ وہ کس طرح بڑھ رہے ہیں اور سوسائٹی کے خطرہ بن رہے ہیں۔

اس کے بعد run away children ہیں، بچے والدین کی ضد یا مار کٹائی کی وجہ سے گھر سے بھاگ جاتے ہیں، ان کو یا حقوق نہیں مل رہے ہوتے یا اس بچے کو ویسے حقوق نہیں ملتے جو پڑوس والے بچے کو مل رہے ہوتے ہیں تو بچے گھر سے بھاگ جاتے ہیں اور ان کی بھی registration نہیں ہوتی۔ میرا خیال ہے کہ تھانوں کو یہ چاہیے کہ ان کی حدود میں جو بچے موجود ہیں، ان کی تعداد تو معلوم ہو تا کہ facts and figures concerned authority تک پہنچ سکیں۔ ابھی تک child protection کے حوالے سے جتنے بھی laws بنے ہیں، ان میں صرف body اورrights دینے کا ذکر کیا گیا ہے لیکن کتنی تعداد ہے، یہ statistics کیسے جمع ہوں گے، اس سلسلے میں کام نہیں ہوا۔ آخر میں CRC کے حوالے سے جس کے ہم signatory ہیں اور یہ international law ہے اس میں بھی ایکflaw نظر آیا ہے کہ اس میں یہ ہے کہ بچے کی will ہونی چاہیے کہ وہ گھر پر رہے یا باہر رہے۔ ہمارے ہاں ایسی سوسائٹی نہیں بنی کہ ہم بچے کو چھوڑ دیں۔

تمام issues کو discuss کیا لیکن جن دو issues کو highlight نہیں کیا۔ ان میں ایک child sexual harassment and an abuse and drug addiction وہ بچے جو streets پر آتے ہیں ایک تو ان کو guidance نہیں ہوتی اور دوسری بات یہ ہے کہ they don't have any kind of umbrella or shelter جن سے ان کی look after ہو سکے۔ وہاں پر اس طرح کے عناصر موجود ہوتے ہیں جو ان کی innocence کو exploit کرتے ہیں اور ان کو اپنے فائدے کے لیے different طرح کے غلط کاموں کی طرف ان کو mobilize کرتے ہیں - ان میں سب سے پہلے drug addiction ہے کیوں drug addiction میں مختلف قسم کی چیزیں استعمال ہو تی ہیں جیسے کہ صمد بانڈ کا نشہ جو کہ بہت common ہے - کراچی اور لاہور یہ metropolitan cities ہیں یہاں پر آپ دیکھیں تو چھوٹے چھوٹے بچے drug addiction میں مصروف ہوتے ہیں - اس لیے it is a very serious issue اور ہمیں اس کی طرف کافی توجہ دینی چاہیے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہر بچے کا right ہے کہ اس کو education ملے ، گورنمنٹ آف پاکستان کی یہ پالیسی ہے کہ ہر بچے کو ایجوکیشن دی جائے لیکن یہاں پر implementation کا flaw ہے ، دوسرے لفظوں میں commitment gap ہے ، اس commitment gap کو fill کرنے کی بہت اشد ضرورت ہے، اس کے لیے strict implementation policies بنانی چاہییں۔ اس کے

علاوہ ہمارے بچوں کا اپنے گھر کے اندر جو torture ہوتا ہے یا schools میں جس کی وجہ سے وہ اپنے گھر یا سکول کو چھوڑنے کی طرف رجحان کرتے ہیں، اس چیز کو کم کرنے کے لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیےکہ اس طرح کی facilities مہیا کرنے policies بنائی جائیں اور laws کو implement کیا جائے کہ children should feel that they have the laws. ہمارے ملک میں بچوں کا یہ تصور ہے کہ ان کے کوئی rights نہیں ہیں۔ They don't have any kind of laws جو کہ ان کو protect کر سکیں۔ اس کے علاوہ یہاں پر awareness کی بھی کمی ہے توہمیں children awareness کے لیے campaigns چلانی چاہییں تاکہ اس سلسلے میں کوئی پیش رفت ہوتی ہے تو اس کو بچوں کو بھی پتا ہونا چاہیے۔

میڈم سپیکر: آپ کا بہت بہت شکریہ۔ جناب محمد اصغر فرید صاحب۔

جناب محمد اصغر فرید: اس قرارداد میں ہم نے اس بات پر focus کرنا چاہا کہ اسلامی قوانین کے مطابق جو street children کے rights ہیں ان کو ensure اور promote کیا جائے۔ میڈم! اسلام تو انسانوں کے حقوق کے ساتھ ساتھ جانوروں کے حقوق کا بھی تحفظ کرتا ہے۔ جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے دور حکومت میں اگر کوئی کتا بھی بھوکہ ،پیاسا مر جاتا ہے تو قیامت کے دن میں اللہ پاک کے سامنے اس کا جوابدہ ہوں گا۔ اگر ہم اس دور میں دیکھتے ہیں تو ہماری حکومت نے اسلامی لحاظ سے کیا اقدامات کیے ہیں۔ اسلامی جمہوریہ ہونے کے باوجود بھی ہمارے ہاں اسلامی قوانین کو بالکل نافذ نہیں کیا جا رہا۔ اس issue پر میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ basic need of street children is ایک تو مہنگائی ہے ، دوسرا quality education کا مہنگا ہونا ہے، اس کے علاوہ unemployment ہے یہاں روزگار کی opportunities نہیں ہیں۔ جس طرح پنجاب حکومت نے دانش سکول سسٹم شروع کیا جو کہ specifically for the poor and street children کو quality education دینا مقصود ہے۔ اسی طرح پنجاب skilled development fund کے تحت مختلف نوجوانوں کو جو بہت poor areas سے تعلق رکھتے ہیں ان کو technical education دی جا رہی ہے۔ اسی طرح نوجوانوں کی تربیت کے لیے laptop scheme بھی شروع کی گئی ہے۔ میں ایوان کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہوں گا کہ ہماری حکومت کو overall یہ کرنا چاہیے جس طرح پنجاب کی حکومت نے مختلف سکیمیں شروع کی ہوئی ہیں اس طرح overall Pakistan میں چاروں صوبوں میں اس طرح کی schemes شروع کی جائیں تاکہ street children کے rights کو ensure کیا جا سکے۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: محترمہ سحر اقبال صاحبہ۔

محترمہ سحر اقبال: بات یہ ہے کہ ہم ہمیشہ حکومت کو blame کرتے رہتے ہیں I know that it is the responsibility of the Government کہ وہ بچوں کو ان کے rights دے لیکن چیز یہ ہے کہ ہم خود بھی ان کے لیے کچھ کر سکتے ہیں۔ I always have a problem with Youth Parliament کہ ہم یہاں پر resolutions دیتے ہیں but we don't implement it. But this is the thing which we can implement at our homes. ہم یہاں پر ساٹھ لوگ ہیں اور ہم ساٹھ کے ساٹھ پڑھے لکھے ہیں - What we can do is that ہمارے سب کے گھروں میں کوئی نہ کوئی کام کرنے والی یا چھوٹی بچی ہوتی ہے and what we can do is ہم ان کو education دے سکتے ہیں۔ ان کا future bright کر سکتے ہیں at least up till matric انھیں پڑھا تو سکتے ہیں، enlightenment دے سکتے ہیں so I think this is one of the solutions جو ہم لوگ خود کر سکتے ہیں۔ instead of blaming the government. Thank you.

میڈم سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب محمد حامد چوہدری۔

جناب محمد حامد چوہدری: شکریہ میم۔ میں تھوڑی سی ہسٹری بیان کرنا چاہوں گا کہ دسمبر 1980 میں Government of Pakistan نے ایک National Commission for Child Welfare and Development establish کیا تھا۔ جس کا کام Federal Government کی as a advisory committee حیثیت سے کام کرنا تھا اس کی 1990 میں devolution ہو گئی اور اس میں کچھ flaws observe کیے گئے تھے کہ اس میں child specific laws نہیں ہیں ، صحیح پالیسی develop نہیں کی گئی، اس کی resource allocation صحیح نہیں تھی اور professionals کو صحیح trained نہیں کیا گیا۔ اس وقت National Commission کی ضرورت ہے جو کہ child rights کی production کے لیے قانون بنائے اور اس کو implement کرایا جائے۔ پاکستان کے Constitution کے Article No. 11 کے تحت "No child below the age of 14 shall be engaged in any factory or mine or any hazardous employment." ہمارے ہاں child labour ایک بھیانک صورت حال پیدا کر چکا ہے اور ہم سب کو اس کے لیے کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے۔ اس کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ 2009 میں Child Rights Act National Assembly نے pass کیا تھا، اس کے کچھ points میں بتانا چاہوں گا لیکن اس پر implementation صحیح طرح نہیں ہوئی۔ سب سے پہلی بات یہ تھی کہ registration at birth ایک بچے کی NADRA سے registration کی جائے۔ اس کے بعد preservation of identity,

freedom of expression, protection from violence, rights to health and education free for all. اس Act میں یہ بات بھی کی گئی تھی کہ Child Rights Commission establish کیا جائے within 60 days لیکن آج تک وہ کمیشن قائم نہیں کیا گیا۔ ابھی میں نے جنوری 2012 میں ایک newspaper میں پڑھا کہ حکومت ایک National Commission Child Rights بنانا چاہتی ہے جوکہ چھ مہینے تک بنے گا لیکن اب تک اس سلسلے میں کوئی کام نہیں کیا گیا۔ آج اسحاق صاحب نے بھی یہی بات کی کہ implementation نہیں ہو رہی۔ میرے خیال میں actions speak louder than words اس لیے ہمیں actions بھی کرنے چاہییں، ہمیں implementation کرنی چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: جناب کاشف یوسف بدر صاحب۔

جناب کاشف یوسف بدر: کافی چیزیں میرے دوستوں نے پہلے ہی بیان کر دی ہیں ۔ میں children کی ایک چھوٹی سی definition کروں گا۔

Once Pecoso said that all children are artists. The problem is how to remain an artist once he grows up.

دوسری یہ چیز ہے کہ اس وقت پاکستان کے اندر ratio یہ ہے کہ پاکستان ورلڈ میں تیسرے نمبر پر ہے according to Asian Human Rights' Report on street children, 12 to 15 lacs street children in Pakistan ان کی رپورٹ میں دیے گئے ہیں، ان میں سے زیادہ تر تعداد افغان مہاجرین کے بچوں کی ہے۔ پاکستان کے street children اور یورپ کے street children میں تھوڑا سا difference ہے۔ ادھر خود families اپنے بچوں کو beggars بنا کر بھیجتی ہیں۔ یہ awareness خود ہمیں دینی چاہیے کہ ہم اپنے بچوں کو کیا تعلیم دے رہے ہیں۔ ہم ان کی education, their rehabilitation and mental growth کے لیے کچھ نہیں کر رہے ہیں۔ ہم ان کو beggary کے لیے as a tool use کر رہے ہیں اور اس قسم کی دوسری چیزوں کے لیے۔ ہمیں خود ان چیزوں کو معاشرے سے ختم کرنا چاہیے۔ ان بچوں کو exploitation and suicide bombing کے لیے use کیا جاتا ہے۔ جب کبھی کوئی extreme situation آ جاتی ہے تو ان کو kill بھی کیا جاتا ہے۔ اب injections کے through جو drug use ہو رہی ہے اس میں یہ بچے involve ہو گئے ہیں۔ ہیروئن کا نشہ یہ لے رہے ہیں۔

Madam Speaker: Then what is the way forward?

کیا کرنا چاہیے؟

جناب کاشف یوسف بدر: اس کے لیے ہم کسی ایک تو نہیں سمجھا سکتے۔ ہم کم از کم جتنے Youth Parliament میں ہیں ہمیں اپنی community میں جا کر اس چیز کی awareness پیدا کریں کہ ان چیزوں کو ختم ہوناچاہیے اور اس میں حکومت کی help بھی seek کرنی چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: محترمہ شہیرہ جلیل الباسط صاحبہ۔

محترمہ شہیرہ جلیل الباسط: میڈم سپیکر! بات یہ ہے کہ I would just like to give a way forward that in 2011 ایک بل پاس ہوا تھا which is the National Commission for Human Rights Bill, 2012 کے بجٹ میں اس کمیشن کے لیے funds allocate ہوتے ہیں۔ Now in a certain span of time we expect کہ وہ Commission forum ہو جائے گا۔ اگر آپ National Assembly کی website پر وہ بل پڑھ لیں تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ وہ بل اتنا empowered ہے کہ اس طرح کا کوئی بھی کیس جس کی یہاں پر بات ہوئی ہے جیسے کہ ایک معزز ممبر نے کہا کہ ان کے دل میں صدائیں گونجتی ہیں اور I wish کہ ایک دفعہ وہ Commission form ہوجائے تو we in our individual capacity can file a case to that Commission to take a suo moto action. So, in this regard once the Commission gets formed, I with the help Law Minister Mr. Riaz file a complaint like that. So this is what we can do. Thank you.

Madam Speaker: Thank you so much. Mr. Umar Raza sahib.

جناب عمر رضا: میڈم! جیسا کہ میرے سب بہن بھائی سیاستدانوں اور فوجی آمروں کی تاریخی کارکردگیوں سے اچھی طرح آگاہ ہیں لیکن مذہبی سیاسی لیڈروں کی طاقت کے اصول کوئی بھی بیان نہیں کر سکتا کیونکہ مذہبی طاقت میں جناح کو کافر اعظم کہا جاتا ہے، کم عمر لڑکوں کو مولوی، معصوم اور مفلس بچوں کو امریکی ڈالروں کے لیے مدرسوں میں طالبان کی ٹریننگ دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ میں عورتوں کے حقوق پر بھی بات کروں گا۔ ضیاء الحق کے دور میں عورتوں کے ساتھ جو ہوا --

An Honourable Member: Madam Speaker, it is not the topic.

میڈم سپیکر: آپ resolution پر relevant رہیں۔ عورتوں کی بات نہیں ہو رہی، صرف children کی بات ہو رہی ہے۔

جناب عمر رضا: میڈم سپیکر! یہ street crimes اور اس قسم کے beggary کےجوواقعات پیش آتے ہیں اس کی وجہ غربت ہے۔ ملک میں غربت بہت زیادہ ہے۔ جب ہم آبادی کو کنٹرول کرنے کی بات کرتے ہیں تو مولانا صاحب کہتے ہیں کہ ایک مزدور جس کے دس بچے ہیں اس کا ہر بچہ اپنا رزق اپنے ساتھ لاتا ہےجب کہ قران پاک میں یہ بات موجود ہے انسان کو اپنے حالات پر تدبر اور تفکر سے کام لینا چاہیے۔ پچھلے دنوں دبئی میں ایک بچے کے ساتھ بد فعلی کی گئی اور اس کے ملزم کو تیسرے دن سر عام چوک میں پھانسی دے دی گئی تو میری اس platform کے through Chief Justice sahib سے گزارش ہے کہ بچوں کے ساتھ اس ملک میں جو اس قسم کے واقعات پیش آ رہے ہیں ان کے اوپر suo moto action لیں۔

میڈم سپیکر: یہ 'بدفعلی' کا لفظ کارروائی سے حذف کیا جائےجناب ساگر کمار صاحب۔

جناب ساگر کمار: میرے ساتھیوں نے بہت سے points cover کر لیے ہیں اور بہت اچھے مشورے بھی دیے ہیں اس لیے میں بہت مختصر بات کروں گا کہ جو سیلاب سندھ میں آئے ہیں ان سے بھی بہت سارے نقصانات ہوئے ہیں۔ وہاں سے متاثرہ لوگوں کے سکول جانے والے بچے بھی متاثر ہوئے ہیں اور اب وہ بھیک مانگتے ہیں۔ اس وقت پاکستان تقریباً ستر ہزار بچے سڑکوں پر بھیک مانگتے نظر آتے ہیں۔ اس کے علاوہ بچوں سے جبراً مشقت لی جاتی ہے یعنی child labour اتنی عام ہے ۔ اس میں زیادہ سے زیادہ دس سے پندرہ سال کے بچے involve ہیں ۔ میرے خیال میں ہمارے معاشرے کا ضمیر اتنا مردہ ہو چکا کہ وہ بچوں کو بھی spare نہیں کرتا۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: شکریہ۔ جناب سہیل ملک۔

جناب محمد سہیل ملک: میڈم! اس resolution کے بارے میں معزز اراکین نے بہت اچھی باتیں کی ہیں اور انہوں نے تجاویز بھی دی ہیں۔ میں بھی چند ایک باتیں کرنا چاہوں گا۔ اس مسئلے کا ذمہ دار ہم ہمیشہ گورنمنٹ کو ٹھہراتے ہیں لیکن اگر حقیقتاً دیکھا جائے تو مسئلہ گھمبیر صورت حال اختیار کرتا جا رہا ہے ، اس کی ذمہ دار نہ صرف گورنمنٹ ہے بلکہ اس میں شامل عام لوگ بھی ہیں اور plus NGO sector بھی ہے۔ گورنمنٹ کس طرح ذمہ دار ہے، وہ بچے جو بچوں کی definition میں آتے ہیں اور ان سے کام لیا جاتا ہے، ان کی عمر چار سال سے لے کر چودہ سال ہے اور پاکستان کی پاپولیشن تقریباً چار سے پانچ کروڑ ہے لیکن بچوں کی exact تعداد معلوم نہیں ہے۔گورنمنٹ آف پاکستان یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر

بچے کی enrolment سکول میں لازمی کروائے۔ سکول میں اتنی seats بھی نہیں ہیں کہ ہر بچے کو enroll کرایا جا سکے۔ گورنمنٹ کو چاہیے کہ سکولوں کی تعداد بھی بڑھائے اور ghost سکولوں کا بھی خاتمہ کیا جائے۔ اس کی NGOs کس حد تک ذمہ دار ہیں۔

میڈم سپیکر! اگر آپ لوگوں نے باتیں کرنی ہیں تو مہربانی کر کے باہر چلے جائیں یہ زیادہ مناسب ہو گا۔ جی سہیل صاحب۔

جناب محمد سہیل ملک: میں کہہ رہا تھا کہ اس کی NGOs کس طرح سے ذمہ دار ہیں وہ اس طرح ہے کہ اگر پاکستان کی پاپولیشن کے اندر آپ نے approach کرنا ہے تو وہ rural areas ہیں۔ اسلام آباد یا بڑے شہروں میں رہ کر پاکستان کے لوگوں کی خدمت نہیں کی جا سکتی، fund generation تو کی جا سکتی ہے ، میریٹ اور سرینہ میں رہ کر conferences تو کی جا سکتی ہیں لیکن بچوں کو ان سے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ میری یہ تجویز ہے کہ گورنمنٹ کو NGO sector کی بھی regulation کرنی چاہیے جیسے کہ PTA اور سٹیٹ بنک کے through دوسرے اداروں کی regulation ہوتی ہے تو اسی طرح NGOs کی بھی regulation ہونی چاہیے تاکہ ان کو ان جگہوں پر بھی بھیجا سکے جہاں پر ان کی ضرورت ہے۔ اسی طرح جنرل پبلک بھی اس کی ذمہ دار ہے کہ ہماری نظروں کے سامنے اور ہمارے گھروں میں جو کچھ ہوتانظر آ رہا ہے ہم اپنی آنکھیں اس وقت بند کر لیتے ہیں کیوں کہ اس سے ہمارا اپنا فائدہ ہو رہا ہوتا ہے اور ہمارا اپنا کام نکل رہا ہے۔ ایک بچہ جو لیبر میں استعمال ہوتا ہے اس کے ساتھ ایک نہیں بلکہ کئی قسم کی زیادتیاں ہوتی ہیں۔ سب سے پہلے تو اس سے اس کا بچپن چھین لیا جاتا ہے اور وہ اپنے بچپن کو enjoy نہیں کر سکتا۔ اس سے اس کا مستقبل بھی چھین لیا جاتا ہے۔ یہی بچے پھر کہیں جا کر یا تو طالبان بنتے ہیں یا یہی بچے drug mafia یا قبضہ مافیا کا حصہ بنتے ہیں۔ بچے جہاں کام کرتے ہیں تو ان کو اپنے کام کا صحیح معاوضہ بھی نہیں ملتا .they are paid less than their jobs آخر میں میں یہ کہوں گا کہ ان پر تشدد بھی کیاجاتا ہے۔ جس طرح resolution میں National Commission for Human rights کا ذکر آیا تھا تو NCHR کے employees کو تو تحفظ دیا جائے وہ ہمیشہ سڑکوں پر اور پریس کلب کے سامنے آنسو گیس اور baton charge کا سامنا کرتے ہیں اگر ان کے rights protect نہیں کیے جائیں گے تو وہ بچوں کے rights کو کیسے protect کر سکتے ہیں۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: محترم جناب یاسر ریاض صاحب۔

جناب یاسر ریاض: شکریہ میڈم۔ یہاں پر بہت کارآمد باتیں کی گئی ہیں اور تقریباً تمام پہلوؤں کو cover کر لیا گیا ہے۔ میں صرف دو چیزوں پر بات کرنا چاہوں گا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جب کسی بھی وجہ سے کوئی بچہ kidnap ہوجاتاہے یا run away children street begging میں involve ہوتے ہیں ان کو ایسی situation میں بچپن گزارنے کے بعد معاشرے کا کارآمد شہری بنانا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ جب وہ بڑا ہو جاتا ہے تو اس کے جرائم پیشہ افراد میں شامل ہونے کے زیادہ chances ہوتے ہیں۔ اگر ہم street beggars کی hierarchy پر ذرا غور کریں تو پھر یہ چیز ہمارے سامنے آتی ہے کہ یہ بہت منظم گروہ ہے یہ کوئی عام مسئلہ نہیں ہے۔ اگر ہم street children کا interview کریں تو یہ بہت منظلم گروہ ہیں ، اس کے پیچھے ایک hierarchy موجود ہے۔ ان کے علاقے تقسیم ہوتے ہیں ، اس کی بولیاں لگتی ہیں، اس کے تحت ایک بندہ علاقے کا ٹھیکہ لیتا ہے اور پھر وہ بچوں سے beggary کرواتا ہے۔ اس تمام process میں جب وہ علاقے تقسیم ہو رہے ہوتے ہیں تو بدقسمتی سے ہماری پولیس اس معاملے میں حصہ دار بھی ہوتی ہے اور حصہ وصول کرتی ہے۔

میرے ایک معزز رکن نے کہا کہ پولیس کو اس میں involve کیا جائے اور ان سے کہا جائے کہ وہ ان کی registration کریں تو میرے خیال میں پولیس ان کے بارے میں اچھی معلومات رکھتی ہے اور ان کی اس بارے میں معلومات نہ ہوں تو ان کی اپنی monthly میں کمی آ سکتی ہے۔ ہمیں way forward پر بات کرتے ہوئے ہمیں یہ مد نظر رکھنا چاہیے کہ ہمارے جو law enforcement ادارے ہیں ان کا جو negative role ہے اس کو سب سے پہلے ہمیں eradicate کرنا چاہیے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ چیز مدنظر رکھنی چاہیے کہ بچے معاشرے کا حصہ ہیں اور اس میں صرف گورنمنٹ کی ذمہ داری نہیں بلکہ ہمارے پورے معاشرے کی مجموعی ذمہ داری ہے کہ ہم ان بچوں کی welfare کا کام کریں۔ بہت شکریہ۔

میڈم سپیکر: جناب محمد وقار چوہدری صاحب۔

جناب محمد وقار چوہدری۔ شکریہ سپیکر صاحبہ۔ میں جو نقاط اٹھانا چاہتا تھا وہ پہلے ہی معزز ممبران نے cover کر لیے ہیں لہذا میں ایوان کا وقت نہیں لینا چاہتا۔

میڈم سپیکر: جناب اسامہ محمود صاحب۔

جناب اسامہ محمود: شکریہ محترمہ۔ بچے قوم کا قیمتی سرمایا ہیں۔ یہ بات اکثر گورنمنٹ کے سکولوں کی دیواروں پر لکھی ہوتی ہے۔ ہماری سوسائٹی میں المیہ ہے کہ ہم قوم کے اثاثوں کو ضائع کرتے ہیں۔ میں child labour اور اس resolution کے حوالے سے دو

study case ضرور discuss کرنا چاہوں گا جو میری زندگی کا practical experience بھی ہے اور اس میں way forwards بھی سامنے آتے ہیں۔ میں محترمہ ایک شخص سے ملا جو اٹھائیس سال پہلے لاہور کی سڑکوں پر بھیک مانگا کرتے تھے اور جھونپڑی میں رہتے تھے۔ اب وہ ایک کمپنی کے جنرل مینجر ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کس طرح ہماری اس سوسائٹی میں exist کر کے ایک جھونپڑی سے اور سڑک پر بھیگ مانگنے کے process سے گزر کر آج جنرل مینجر کے عہدے پر فائز ہیں۔ اس نے کہا کہ مجھے ایک businessman ملا اور اس نے میری education کے سارے expenditures اٹھائے اور آج میں ادھر بیٹھا ہوں۔ میرا اب یہ عزم ہے کہ میں بھی ایسے کام کو جاری رکھوں گا۔

اس کے بعد میں ایک ایسے شخص کو ملا جس کی دو شادیاں تھیں اور گیارہ بچے تھے اور وہ صاحب ایک ---کام کرتے تھے اور ان کے گیارہ بچوں میں سے نو بچے سٹالوں پر کام کرتے تھے۔ ہماری بھی اس مارکٹ میں شاپ تھی۔ میرا دل ان کو دیکھ کر دکھتا تھا جب وہ سب اکٹھا ہوتے تھے۔ میں نے اس شخص سے کہا کہ تم کتنی بڑی زیادتی کر رہے ہو، تمہیں تو نہ اللہ معاف کرے گااور نہ ہی گورنمنٹ کو تمہیں معاف کرنا چاہیے، آپ نے گیارہ بچوں کا بچپن بھی چھین لیا ہے، ایسے بچے معاشرے کے لیے کتنے خطرناکن ثابت ہوں گے، تمہیں اس چیز کا اندازہ نہیں ہے۔ مجھے اس نے ایک عجیب جواب دیا کہ جتنے زیادہ بچے ہوں گے اتنے زیادہ پیسے آئیں گے۔ میں نے ایک way forward جو آٹھ سال پہلے خیال کیا کہ دو چیزیں بڑی interlinked ہیں، ایک غربت ہمارے ملک میں زیادہ ہے اور دوسرا population کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے، جوں جوں populationبڑھتی ہے، غربت بھی بڑھتی جاتی ہے اور اس کے results ایسی ہی صورت میں سامنے آتے ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ district level پر ایسے incentives سامنے لائے جس میں door to door campaign ہونی چاہیے اور ایسے افراد جن کی تنخواہیں پندرہ ہزار سے کم ہیں اور اگر ان کے تین چار بچے ہیں اور وہ ان کو matric level تک educate کرتے ہیں تو ان کو incentives دینے چاہییں۔ لوگ اپنے بچوں کو تعلیم کی طرف نہیں بھیجتے کیوں کہ وہ اپنے بچوں کو practical life کی طرف پیسے کمانے کے لیے جاتے ہیں۔ اگر ایجوکیشن فری ہے ، بیلتہ فری ہے تو اگر گورنمنٹ ایسے steps اٹھا کر لوگوں کو اس طرف رغبت دلا کر لائے کہ اگر ان کے بچے میٹرک یا انٹرمیڈیٹ تک ایجوکیشن حاصل کریں گے تو پھر ان کو incentives دیئے جائیں گے۔ ایسی جو کلاس ہے وہ اس کو adopt کرے گی۔

دوسری بات یہ ہے کہ development support communication campaign جیسے NGOs ہیں ان کے role کو مزید motivate کرنا چاہیے کیونکہ NGOs بڑا اہم کردار ادا کرتی ہیں اور وہ اس معاشرے میں کر رہی ہیں۔

تیسری تجویز یہ ہے کہ media annual reports district wise publish ہونی چاہییں کہ کس ڈسٹرکٹ میں کس حد تک بچے exploit ہو رہے ہیں، یہ اس معاملے کو solve کرنے میں بڑی helpful ثابت ہو گی۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: جناب جمال جامعی صاحب۔

جناب جمال نصیر جامعی: شکریہ میڈم سپیکر۔ ان street children میں تین قسم کے بچے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو نا مسادعد حالات کی وجہ سے گھر سے خود فرار ہو گیا یا گھریلو تنازعات کی وجہ سے۔ دوسرے وہ بچے ہیں جو اغوا کر کے لائے جاتے ہیں اور تیسرے وہ ہوتے ہیں جن سے والدین خود بھیک منگوا رہے ہوتے ہیں یا کسی جگہ پر ان سے کام کروا رہے ہوتے ہیں۔ جن کے والدین خود بھیک منگوا رہے ہیں یا کام کروا رہے ہیں وہ تو ویسے بھی قابل گرفت ہیں ۔ جو بچہ خود گھر سے فرار ہوا ہے اس کے حوالے سے یہ بات ہے کہ اگر ہم ایک ایسا نظام وضح کریں بے شک جو بڑے سرکاری ہسپتال ہیں یا پرائیویٹ ہسپتال ہیں ان کو کم از کم قانون کے مطابق تو پابند بنایا جائے کہ ہر بچہ وہاں پیدائش کے بعد discharge ہونے سے پہلے registered ہو گا۔ اس سے ہمیں یہ پتا چلے گا کہ ملک کی آبادی کتنی ہے اور بچے کے والدین کونسے ہیں۔ اس کے علاوہ بات یہ ہے کہ جو بھی بچہ street پر رہ رہا ہے وہ انسان کا بچہ ہے، اس کا شجرہ نسب کہیں نہ کہیں جا کر ملتا ہے۔ اصل مسئلہ بچے کا نہیں ہے کیونکہ بچہ تو بچہ ہوتا ہے وہ والدین کی ڈانٹ سے فرار ہو گیایا مساعد حالات اور گھریلو تنازعات کی وجہ سے لیکن اگر education نہیں ہے صحت نہیں ہے تو اس کا قطعاً مطلب یہ نہیں ہے کہ پہلے ادوار میں جب سہولیات موجود نہیں ہوتی تھیں تو بچے سڑکوں پر سویا کرتے تھے۔ اصل مسئلہ law and order کا ہے اور جیسے یہاں پہلے بھی بات آئی ہے کہ پولیس ان تمام networks جو جانتی ہے۔ ظاہری سی بات ہے اغوا ایک جرم ہے اور جب ایک بچہ کسی جگہ سے اغوا ہوتا ہے، ایک انسان کا بچہ تو اس سے بڑا crime ہو ہی نہیں سکتا۔ ایک انسان ہی غائب ہو گیا تو اس کا پتا چلتا ہے کہ اس کون اغوا کر کے لے گیا اور کہاں لے گی۔ وہ والدین جو خود بھیک منگوا رہے ہیں تو ان کا بھی پتاچلتا ہے کہ کون بھیک منگوا رہے ہیں۔ ایک بچہ گھر سے فرار ہو گیا، بچہ جہاں سے فرار ہوا، رپورٹ درج ہوئی، سب کچھ ہوا لیکن

کارروائی عمل میں نہیں لائی جاتی۔ اس حوالے سے کوئی ایسی Force بنانے کی ضرورت ہے جو فعال ہو۔ اس کے علاوہ NGO's اور مدارس کو بھی promote کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ دیکھیں کہ آج لاکھوں کی تعداد مدارس میں زیر تعلیم ہے۔ آج اپنے تعلیم اداروں کا حال دیکھیں کہ وہ ادارے جو trust کے نام پر بھی کہلاتے ہیں، کراچی میں تو ہم نے trust کے نام پر بھی ایسے ادارے دیکھیں ہیں جہاں پر انگریزی تعلیم بھی رائج ہے اور ان کی فیس بھی ہزاروں میں جا پہنچی ہے۔ پہلے آرمی سکولز وغیرہ کی فیسیں کم ہوتی تھیں لیکن اب ان کی فیس بھی ہزار تک پہنچ گئی ہے یعنی اب middle class کا بندہ بھی ان فیسوں کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اس کے بر عکس اگر ایک network ایسا ہے کہ اس پر لوگوں کا اعتبار ہے اور مدارس کے پاس بے تحاشہ فنڈ ہے تو صرف فنڈ اور ان چیزوں پر بات کرنے کے علاوہ ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ وہ مدارس ہیں جنھوں نے بے شک دینی تعلیم دی لیکن لاکھوں طلبا اس سے مستفید ہوئے اور وہ وہاں رہے اور ان کا کوئی ٹی اے، ڈے اے یا فیسیں ان سے نہیں لی جاتیں اور وہ ایک اچھے شہری بھی بنے۔ وہ الگ بات ہے کہ ہم نے انگریزوں کا نظام adopt کر لیا ہے کہ پڑھو فارسی بیچو تیل۔ ہم چاہتے بھی یہی ہیں کہ وہ تیل بیچیں تو وہ تیل بیچ رہے ہیں یا سائیکلوں پر گھر گھر جا کر قرآن مجید پڑھا رہے ہیں۔

میں آخر میں تمام parliamentarians کی توجہ اس طرف دلانا چاہوں گا کہ سندھ میں تو یہ چیز ہے لیکن عموماً نظر سے نہیں گزرتا اور باقی ملک میں بھی یہ شاید ہو گا کہ میٹرک یا انٹر کا جو فارم ہم بھرتے ہیں اس میں ایک حلف نامہ ہوتا ہے کہ میں یہ مکمل کرنے سے پہلے ایک شخص یا بچے کو خواندہ بناؤں گا۔ اگر ہم سارے parliamentarians دو دو بچے خواندہ بنا لیں تو میرے خیال میں یہ مسئلہ اس سے بھی کافی حد تک حل ہو جائے گا۔

میڈم سپیکر: جناب نمیر فاروق صاحب۔

جناب نمیر فاروق: شکریہ میڈم سپیکر۔ اس مسئلے میں child labour کے حوالے سے دو باتیں کرنا چاہوں گا۔ ایک محترم ممبر نے کہا کہ ہمارے گھروں میں بھی بچے کام کرتے ہیں، اگر ہم انہیں پڑھا ہی دیں تو یہ مسئلہ کافی حد تک حل ہو جائے گا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ دونوں contradictory statements ہیں۔ ہم child labour کی بات کر رہے ہیں، پہلے اس چیز کو accept کریں کہ ہمارے گھروں میں بچے کام کرتے ہیں۔ ہمیں اس چیز کو ہی ختم کر دینا چاہیے کہ ہمارے گھروں میں بچے کام ہی نہ کریں۔ اپنے گھر سے start لیں جو بچے کام کر رہے ہیں ان کو واپس ان کے ماں باپ کے پاس بھیجیں اور ان کو convince کریں کہ ان کو

پڑھائیں اور ان کو پڑھانے کا خرچہ دیں۔ دوسرا شہزاد بھائی نے بچوں کو پڑھانے ایک model پیش کیا تھا۔ ان بچوں کا مسئلہ سب سے زیادہ ہے جو کماتے ہیں ان کے ماں باپ انہیں force کرتے ہیں کہ باہر سے کما کے لے آؤ۔ شہزاد صاحب نے جو zindigi schools بنائے تھے جس کے ساتھ گورنمنٹ نے بھی collaborate کیا تھا، گورنمنٹ کے schools بھی ایک trust نے take over کیے تھے اور انہوں نے ہر ایک بچے کو دو تین سو روپے جتنے وہ کماتا تھا وہ ملتے تھے۔ اسی طرح جب گورنمنٹ بہت ساری چیزوں پر subsidy دے رہی ہے تو ایسے منصوبے بھی شروع کرنے چاہییں کہ وہ street children کو لے جائیں اور انہیں پڑھایا جائے اور ان کو کچھ رقم دی جائے تاکہ ان کے والدین کو بھی اس سے فائدہ ہو جائے۔

Madam Speaker: Now I put this resolution to the House for voting.

معزز ممبر: میڈم ایک clarification کرنی تھی۔ ایک معزز ممبر نے کہا تھا کہ National Human Rights Commission of Pakistan ہے اس کو بھی budget allocate ہوا ہے وہ اس کا notice لے سکتا ہے۔ اس کی مزید clarification یہ ہے کہ وہ صرف میڈیا کی نیوز کا نوٹس لے سکتا ہے مگر کوئی individual رپورٹ جمع کرانا چاہتا ہے تو وہ نہیں ہو سکتاتو اس کے لیے ہمیں session court یا ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کے پاس جانا پڑے گا۔ دوسری clarification یہ ہے کہ سندھ کی جو production اتھارٹی ہے وہ صرف ابھی بنی ہے، وہ کاغذات پر مبنی ہے اس میں نوٹس لینے کے لیے کوئی بھی clause موجود نہیں ہے۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر۔ جی اپوزیشن لیڈر ۔

جناب فہد مظہر علی: میڈم سپیکر! اکنامکس میں ایک term ہے a vicious circle of poverty. میڈم! Child labour کا جو سب سے بڑا المیہ ہے وہ اس بات کی نوید ہے کہ ایک بچہ جو آج چھوٹی عمرمیں چند پیسے لے کر خود اپنے لیے یا اپنے گھر والوں کے لیے لے جا رہا ہے، اس کے future کے لیے یہ ہے کہ وہ اسی condition میں رہے گا اور اس کے career میں کوئی progression نہیں آئے گی بلکہ اس کا تو career ہی نہیں ہے اور اس کے ذریعے آنے والی نسلیں اسی غربت کی چکی میں پستی رہے گی اور یوں ان کی زندگیاں گزر جائیں گی۔ ان کی زندگی کے اندر کوئی hope نہیں ہے اور جو ہم fundamental rights کی بات کرتے ہیں اس کی قسم کی سوچ ان کے اندر آنا unthinkable ہے۔

میڈم! دوسری بات یہ ہے کہ یہ نہ صرف underpaid ہوتے ہیں بلکہ ان کی جو working-hour conditions ہوتی ہیں اس کے اندر بھی ان کی harassment کی جاتی ہے اور ان

سے overtime لیا جاتا ہے اور ان کو بہت nominal rate دیئے جاتے ہیں۔ ہم تو صرف اس میں propose کر سکتے ہیں کہ آپ اس لعنت کو control میں لائیں۔ اس میں یہ ہے کہ جو runaway children ہیں ان کے لیے لاہور میں داتا صاحب کے سامنے انہوں نے ایک سیل پنجاب پولیس نے قائم کیا ہوا ہےکہ جو بچے shopping bags لے کر گھوم رہے ہوتے ہیں ان کی نشاندہی ہو جاتی ہے کہ وہ گھر سے بھاگے ہوئے ہوتے ہیں، فوری طور پر انہیں پکڑ کر اور بنیادی اور ضروری investigation کرنے کے بعد ان کو اپنے مقامی جگہوں پر بھیج دیا جاتا ہے۔ اس طرح کے سیل پورے پاکستان میں establish کرنے چاہییں۔ ابھی حال ہی میں پاکستان کے اندر ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں پر sectarian violence ہے یا ongoing war on terror ہے جیسے ہمارے فاٹا اور بلوچستان میں ہےوہاں سے جو بچے orphan ہو جاتے ہیں جن کے آبائی گھر ختم ہو گئے ان کو بے یار و مددگار اور لاوارث چھوڑ دیا گیا ہے ان جیسے بچوں کے لیے حکومت کو کچھ کرنا چاہیے۔ آج اسحاق ڈار صاحب نے بھی بات کی کہ اگر آپ نے policy making کرنی ہے اور solution کی طرف جانا ہے تو وہ پہلے targeted ہونے چاہییں۔ لہذا ان بچوں کی rehabilitation کے لیے orphan homes بنائے جا سکتے ہیں اور اس کے لیے پورے پاکستان میں ہماری civil society and general citizens حکومت کے اس initiative کے ساتھ collaborate کر سکتے ہیں اور اس کے شانہ بشانہ کھڑے ہو سکتے ہیں۔ میری یہ تجویز تھی، شکریہ۔

میڈم سپیکر: شکریہ۔ جی پرائم منسٹر صاحب۔

جناب محمد ہاشم عظیم: شکریہ سپیکر صاحبہ۔ میں سب سے پہلے Human Rights Commission of Pakistan کی report کا حوالہ دینا چاہوں گا۔ اس کی جو recent statistics ہیں اس کے مطابق infant mortality rate پاکستان میں it is 63.3 deaths per thousand birth. اب relatively اگر ہم اس کو یورپ کے infant mortality rates کے ساتھ compare کریں تو it is very low and even it is negligible ایک اور دوسری رپورٹ جو Human Rights Commission of Pakistan کی ہے I would like to quote that “a thousand children languish every year in juvenile prisons”. مطلب ہے juvenile prisons میں بچے perish and languish ہو جاتے ہیں اور یہ rate دن بدن بڑھتا جا رہا ہے تو اس platform سے جو provincial governments ہیں ان کو approach کریں because after the provincial autonomy health facilities has been transferred to the provincial governments, so health facilities کی ضرورت ہے تاکہ جو قوم

کا سرمایا ہے، جنہوں نے کل کی قوم کا معمار بننا ہے ، اس ملک کا architect بننا ہے، اس کو design کرنا ہے ان کو ہم محفوظ کر سکیں اور ان کی abilities کو آگے channalize کر سکیں۔ اس کے لیے میں صرف ایک ماڈل پیش کرنا چاہوں گاجس طرح کہ میرے ایک بھائی نے اخوت کے modelکی micro-financing پربات کی تھی تو I told you that I met Dr. Amjad sahib, he is philanthropist اور ان کی بہت ساری ایسی activities ہیں۔ He is a retired person and he was CSP officer اور انہوں نے retirement لے کر philanthropic activity humanitarian basis پر شروع کی۔ ان کا جو ماڈل ہے جیسے Opposition Leader sahib نے بھی بات کی کہ civil society کو بھی اس میں بڑا engage ہونا پڑے گا۔ میڈم سپیکر! ان کے ماڈل میں یہ ہے کہ جو street children ہیں جو drug addict ہو چکے ہیں جو گھروں سے بھاگ گئے ہیں جن کا تعلیم سے اب کوئی تعلق نہیں وہ اس طرح کے students اس طرح کے لوگ، اس طرح کی youth اکٹھی کرتے ہیں، ان کے fountain houses ہیں۔ I have an experience of Fountain House اس میں وہ ان بڑی extra curriculum activity کرواتے ہیں۔ مطلب drawing کروا رہے ہوتے ہیں، painting کروا رہے ہوتے ہیں، ان کو properly rehabilitate کرنے کے لیے اور rehabilitation centre کا proper جو ایک ماڈل ہونا چاہیے وہ اس کو experience کرواتے ہیں تاکہ ان کی abilities کو channalize کر سکیں اور ان کو ایک proper direction میں لایا جا سکے تو گورنمنٹ کو یہ propose کریں گے کہ اس طرح کی جو اچھی successful organizations کام کر رہی ہیں ان کے ماڈل کو replicate کیا جائے۔ شکریہ۔

Madam Speaker: Now I put the resolution to the House for voting.

(The motion was adopted)

Madam Speaker: Consequently the resolution is adopted. Lets move back to Item No.5 of the agenda. Mr. Muhammad Haseeb Ahsan and Mr. Hunain Qazi would like to move the resolution. I would ask Mr. Muhammad Haseeb Ahsan kindly read out the legislation for us.

Mr. Muhammad Haseeb Ahsan: Madam Speaker, I beg to move that this House is of the opinion that prisoners are human beings and they have fundamental rights as well. The condition of the prisons around the country need attention of authorities concerned and within prisons it is a State duty to make prisoners skillful because it will help them to earn livelihood and will refrain then from further crime upon their release from prisons.

محترمہ سپیکر! قیدی معاشرے کا حصہ ہیں اور میرے خیال کے مطابق ان میں سے ہر کوئی شخص خوشی سے جرم نہیں کرتا۔ غربت اور بے روزگاری نے ہی عوام کو مایوس اور بیزار کر دیا ہے کہ وہ انتہائی قدم اٹھائیں لیکن ان قیدیوں سے جیلوں میں بھی بہت برا سلوک کیا جاتا ہے۔ ایک سائیکل چور اور ایک قتل کے مجرم کو ایک ہی بیرک ہی میں رکھا جاتا ہے جس سے یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ چھوٹا مجرم اگلی دفعہ کھلے دل سے بڑے جرائم کرتا ہے اور باہر نکل کر مختلف جرائم پیشہ گروپس کا ممبر بن جاتا ہےکیونکہ اس کی back support اس قاتل مجرم کی حاصل ہوتی ہے اس وجہ سے وہ کھلے دل سے جرم کرتا ہے۔ جیلر جیل کا بادشاہ ہوتا ہے اور جیل میں رشوت بالکل سرعام لی جاتی ہے اور گھر والوں کو قیدی سے ملوانے کے لیے ان سے پیسے وصول کیے جاتے ہیں اور رشوت لی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ وہاں پر کھانے کی یہ صورتحال ہے کہ جانوروں سے بدتر کھانا ان کو دیا جاتا ہے اور کھانے کی بالکل ناقص condition ہے - جیلوں میں بیرکوں کے ساتھ ہی bath rooms بنائے گئے ہیں جس کی وجہ سے بہت سی بیماریاں پھیل گئی ہیں اور بہت سے قیدی مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اس کے علاوہ قیدیوں کی بروقت پیشگیوں کو ممکن بنایا جائے۔ جج کئی کئی مہینے رخصت پر رہتے ہیں یا وکلاء حضرات strike کر دیتے ہیں، کورٹس بند کروا دیے جاتے ہیں جس کی وجہ سے قیدیوں اور ان کے گھر والوں کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق صوبہ سندھ میں قیدیوں کی صحت کے لیے 2.75 million سالانہ بجٹ مختص کیا گیا ہے ، جس کا اگر جائزہ لیا جائے تو 53 paisa ایک قیدی کی صحت کے روزانہ کا مختص کیا گیا ہے۔ اگر کھانے کی صورتحال دیکھی جائے تو 5.22 million مختص کیے گئے ہیں جس میں سے .Rs 35 ایک قیدی کے تین وقت کے کھانے کے لیےمختص ہوتے ہیں اور اس میں سے 12 روپے ایک قیدی کے ایک وقت کے کھانے پر آتے ہیں، اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کس قدر جانور سے بدتر کھان انہیں دیا جا رہا ہے۔ اس میں بہتری لائی جائے۔ اس کے علاوہ پنجاب کی جیلوں میں ایک لاکھ سے زیادہ افراد ٹی بی سمیت مختلف بیماریوں میں مبتلا ہیں جب کہ کراچی کی جیلوں میں 3700 قیدی ذہنی بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ اس کے علاوہ چار سو پچاس سے زائد بھارتی ماہی گیر قیدی صرف کراچی میں ملیر جیل میں قید ہیں اور یہی حال بھارت میں ہے کہ پاکستانی ماہی گیر قیدی اور دوسرے ہماری قیدی بھارت کی جیپور ، نئی دہلی اور دیگر جیلوں میں قیدی ہیں۔ کئی ایسے قیدی بھی ہیں جن کا پتا ہی نہیں کہ وہ زندہ ہیں یا مر گئے ہیں۔ یہ لوگ جیلوں میں جانور سے

بدتر زندگی گزار رہے ہیں۔ ملک بھر میں وزیر جیل خانہ جات جیلوں کی حفاظت اور اس کی بہتری کے لیے مناسب اقدامات کریں جیسے کہ گزشتہ دنوں بنوں کا واقعہ ہوا کہ پوری جیل پر حملہ کیا اور قیدیوں کو آزاد کروا کے لیے گئے۔ ہم امن پسند ہیں، ہماری فوج بھی امن پسند ہے۔ انہوں نے ہاتھ میں گلدستے اٹھائے ہوئے تھے، پھول پکڑے ہوئے تھے اس وجہ سے انہیں کارروائی کرنے میں تاخیر ہو گئی۔ میڈم سپیکر! ان تمام issues کو حل کیا جائے۔ یہ قیدی بھی معاشرے کا حصہ ہیں۔ ان کے حقوق کا خیال رکھا جائے۔ ان قیدیوں کو جیل میں skills دیے جائیں، ان کو education مہیا کی جائے۔ ان کو کمپیوٹر کورسز کروائے جائیں، vocational and technical courses کروائے جائیں تاکہ یہ لوگ بھی باہر کر عام شہری کی طرح زندگی گزاریں، ایک روزگار تلاش کریں، ان کو روزگار مہیا کیے جائیں تاکہ باہر نکل کر یہ سب روزگار حاصل کر کے ملکی معشیت میں اپنا حصہ ڈالیں۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: جناب حنین قادری صاحب۔

جناب حنین قادری: شکریہ سپیکر صاحبہ۔ میں ایک ہی چیز پر emphasize کروں گا ان کو technical education اور اس کے ساتھ ساتھ ان کو psychological training بھی دینی چاہیے کیونکہ کچھ لوگ psychologically یہ نہیں سمجھتے کہ وہ جو کررہے وہ غلط ہے۔ اس لیے ان کو psychological training دینی چاہیےکہ جو وہ کر رہے ہیں وہ غلط ہے اور technical education بھی دینی چاہیےlike computer and others تاکہ جب وہ باہر نکلیں تو اپنے روزگار کے لیے کچھ کر سکیں۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: محترمہ رابعہ شمیم صاحبہ۔

محترمہ رابعہ شمیم: سب سے پہلے بات یہ ہے کہ جو ہمارے ملک میں جو crimes ہوتے ہیں وہ education نہ ہونے کی وجہ سے ہوتے ہیں اور ایجوکیشن نہ ہونے کی وجہ سے unemployment ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے crimes جنم لیتے ہیں۔ ہمیں سب سے پہلے اپنی jails میں reform لانا ہوگا۔ ہمارے جیلوں میں کام کرنے والے جو policemen ہیں وہ بھی پڑھے لکھے نہیں ہیں جس کی وجہ سے وہ رشوت لیتے ہیں اور اس کا سب سے بڑا negative impact پڑتا ہے اور یہی وجہ کہ ہماری جیلوں میں جو قیدی ہیں ان کی اصلاح نہیں ہو رہی ہے۔ میڈم! یہ بڑی حیرانی کی بات ہے کہ جیل میں جو پانچ بندوں کا کمرہ ہے اس میں بیس بیس قیدی ڈال دیے جاتے ہیں جس سے sexually transmitted diseases کا بہت خدشہ ہوتا ہے۔ یہ medical

facilities کے لائق ہیں اور smoking, drugs and cell phones کا ناجائز استعمال ہوتا ہے اس کے لیے ہمیں laws بنانے چاہییں۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: جناب علی رضا صاحب۔

جناب علی رضا: شکریہ میڈم سپیکر۔ میں سب سے پہلے تو اپوزیشن کو بہت مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ایک burning issue پر بات کرنے کی جسارت کی ہے اور کوشش کی ہے ورنہ تو ہم سب اچھا کی رٹ لگائے رکھتے ہیں۔ شکر ہے ان کو بھی کسی چیز کا احساس ہوا۔ قیدیوں کے بارے میں جو مسائل ہیں میں being a doctor اس ایوان کو بتانا چاہ رہا تھا کہ آپ کے پاس area space کافی کم ہے جس میں اتنے زیادہ لوگوں کو گھسیڑ دیا جاتا ہے۔ مجھ سے پہلے حسیب احسن صاحب نے بہت زیادہ اس پر تفصیل سے بات کی ہے اس لیے میں ایوان کا زیادہ وقت نہیں لوں گا، انہوں نے جو ٹی بی کے متعلق ذکر کیا ہے یا sexually transmitted disease کی انہوں نے بات کی ہےاس کے متعلق ہماری جیلوں میں بہت زیادہ cases report ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ اسلام میں ایک اصول ہے کہ آپ لوگ اپنے قیدیوں کو آزاد کرایا کریں۔ میڈم سپیکر! ایک بچہ ہے یا adolescent ہے جو کسی چھوٹے جرم میں جیل چلا جاتا ہے اور اس پر fine impose ہو جاتا ہے.lets say 6000/- or 7000/- Rs چونکہ وہ ایک poor background سے آیا ہے۔ اس کا خاندان اتنا afford نہیں کر سکتاجو سزا اس کو ایک ہفتے کی ملنی چاہیے، fine کے بعد جو ختم ہو جائے گی، وہ فائن ادا نہ کرنے کی صورت میں انہیں پانچ سے سات مہینے جیل میں گزارنے پڑتے ہیں جس کی وجہ سے وہ بچہ جس کی rehabilitation ہو سکتی ہے، psychological training ہو سکتی ہے، ایجوکیشن ہو سکتی ہے۔ ایک چوری کے الزام میں آیا ہوا لڑکا ایک قاتل بن کر اپ کی سوسائٹی میں دوبارہ آ جاتا ہےاس چیز کے اوپر ہمارے philanthropists کو اور State کو اپنی ذمہ داری پوری کرنی چاہیے، ان کو legal advise provide کرنی چاہیے، ان کو اتنا موقع دینا چاہیے کہ وہ اپنے مقدمے کا دفاع کر سکیں، at lease fine نہ دینے کی صورت میں ان کو اتنا عرصہ جیل میں نہیں رہنا چاہیے۔ یہ ان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے technical education کی بات کی ہے۔ یقیناً technical education بہت important ہے ۔ میں ابھی اس میں محمد عامر کو quote کرنا چاہوں گاجن کو انہوں نے چھ مہینے جیل میں رکھا لیکن انہوں نے ان سے gain کیا۔ انہوں نے اپنے قیدیوں کو ان سے trained کروایا، bowling کی practice انہوں نے ان سے کروائی ہو گی۔ اسی طرح technical education i.e., carpet weaving ہے یا دوسری جو ان کی technical

skills ہیں ان کی technical education حاصل کرنی چاہیے، ان کو صرف مسلمان نہیں بنانا چاہیے اور education بھی کرنی چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: جی محترمہ انعم زاہد صاحبہ۔ پھر یاسر ریاض صاحب۔

جناب یاسر ریاض: میڈم سپیکر! ایک مرتبہ مجھے research project کے نتیجے میں کچھ قیدیوں سے interview کرنے کا موقع ملا ۔ اس interview کے دوران مجھے احساس ہو ا کہ جیل کی دنیا ہماری دنیا سے کوئی الگ دنیا ہے، ان کی اصطلاحات ہیں، ان کا اپنا ماحول ہے، ان کا اپنا ماحول ہے، ان کا اپنا لین دین کا طریقہ ہے۔ وہاں کرنسی نوٹ کی بجائے ایک اور پرچی چلتی ہے جس کے اوپر اکثر لین دین ہوتی ہے اور services and goods اس پر چلتی ہیں۔ اس پرچی حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے گھروالے جیلر کو کچھ خاص amount دیتے ہیں اور اس کے بدلے میں وہ کچھ پرچیاں جاری کرتا جاتاہے۔ اس سارے research project کے نتیجے میں جو چیز میں سمجھ سکا اس کو اگر میں ایک جملے میں بیان کروں تو وہ یہ ہے کہ جیلیں جرائم کی نرسریاں ہیں۔ جرائم کی training جتنی جیلوں میں دی جاتی ہے اتنی شاید کہیں نہیں دی جاتی ہو۔ بہت چھوٹے چھوٹے جرائم میں جانے والے لوگ وہاں سے بہت بڑے مجرم بن کر نکلتے ہیں لیکن اس میں ایک اہم پہلو یہ ہے کہ ان جیلوں میں اس وقت بھی بہت بڑی تعداد میں بے گناہ افراد موجود ہیں۔ ایسے افراد جنہوں نے جرم نہیں کیا ہوتااور کسی نے دشمنی کی بنیاد پر ان کا نام کسی FIR میں ڈال دیا، اب وہ غریب ہیں، کیس کو pursue نہیں کر سکتے، وہ دو دو سال، تین تین سال اور چار چار سال جیل میں گزارتے ہیں اور آخر میں عدالت یہ کہتی ہے کہ آپ اس جرم میں مجرم نہیں تھے، آپ کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے اس لیے آپ کو باعزت بری کیا جاتا ہے۔ اس عزت کا کیا کرنا ہے کہ جس کے نتیجے میں وہ چار سال جیل میں گزار کر ایک مجرم بن کر نکلا ہے۔ ہمیں ان چیزوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے انصاف کے نظام کو بھی دیکھنا پڑے گاکہ ایک بے گناہ فرد اپنی زندگی کا ایک دن بھی بلا وجہ جیل میں نہ گزارے۔ جیل میں تشدد بہت عام ہےاور چھوٹی چھوٹی باتر پر jailors ان کو تشدد کا نشانہ بناتے ہیں اور وہ کچھ نہیں کر پاتے۔ ہم اکثر ایسے کیس دیکھتے ہیں کہ ایک قیدی نے جب بارہاشکایت کا موقعہ نہ ملا تو اس نے اپنی زبان کاٹ لی۔ اس طرح کے اور بہت سارے cases ہیں جن کی مثالیں مل جاتی ہیں۔ ہمیں جیلوں کے اوپر بھرپور توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ میرے خیال میں صرف جیلوں کی حالت بہتر کرنے سے ہم اپنے جرائم کی شرح ہے اس پر بہت حد تک قابو پا سکتے ہیں

میڈم سپیکر: شکریہ۔ جناب محمد عتیق صاحب۔

جناب محمد عتیق: شکریہ میڈم سپیکر۔ اس پر میری تین سے چار recommendations ہیں prisoners ہیں ۔ پہلی بات ہماری population ہے۔ صرف ہماری یہاں پر جو اڈیالا جیل میں تقریباً1919 قیدیوں کی جگہ ہےلیکن اس میں 4,598 جو قیدی وہاں پر ہیں۔ ہماری آبادی کے ساتھ سب سے بڑی زیادتی ہے کہ کمرے میں اگر ایک یا دو لوگوں کی ضرورت ہے تو وہاں پر چھ لوگ ہوتے ہیں۔ اس میں تجویز یہ ہے کہ population کو control کیا جائے اور جیلیں بنائی جائیں۔

اسی طرح جو Women کے police Stationsہیں ان کی تعداد میں اضافہ کی ضرورت ہے اور ان کی women's jails کا بھی علیحدہ سسٹم اور اس میں اضافے کی ضرورت ہے۔ اس کے اندر جو crime mafia کام کر رہا ہوتا ہے جس طرح میرے دوست نے اس کے اوپر نظرثانی کی ہے۔ Crime mafia جیل کے اندر بیٹھ کر باہر کے mafia کو control کرتا ہے تو اس پر check and balance بہت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ جو torture cell ہے اس کا ابھی تک کوئی قانون نہیں بن سکاجس پر ہم کوئی check and balance کر سکیں۔ اب ایک موٹر سائیکل یا سائیکل کی چوری کرنے والے کے torture کرنے کا وہی طریقے کار ہے جو ایک بڑے crime میں ملوث کا ہے۔ ان دونوں قسم کے crimes کے متعلق legislation کرنے کی بہت ضرورت ہے تاکہ جو لوگ suffer کر رہے ہیں، جو ذہنی بیمار بن جاتے ہیں یا معذور ہو جاتے ہیں ان کو ہم safe کر سکیں۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: جناب نمیر نجم صاحب۔

جناب نمیر نجم : میں اس بارے میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ جیلوں میں جو خواتین آتی ہیں ان کے ساتھ ان کے بچوں کو بھی جیلوں میں رکھا جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے ایک فرد کے ساتھ چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی جرائم کے کاموں میں ملوث کر لیا جاتا ہے جس سے ان کے minds پر ایک غلط impact پڑتا ہے جس سے ہمارے future کا بہت بڑا نقصان ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور چیز میں کہنا چاہوں گا کہ prisoners کو اپنے lawyers کے ساتھ ملنے کی زیادہ سے زیادہ facility دی جائے اور ان کے جو مقدمات ہیں وہ courts میں اتنی دیر تک pending ہوتے ہیں کہ ایک شخص پچاس سال تک صرف اسی وجہ سے جیل میں ہوتا ہے کہ اس کا مقدمہ چل رہا ہوتا ہے تو courts کے اندر as soon as possible مقدمات کو ختم کیا جائے بلکہ اس کی ایک time limit ہونی چاہیے کہ اس time limit کے اندر کسی بھی

مقدمے کو ختم کرنا چاہیے۔ ایک اور چیز یہاں کہنا چاہوں گا کہ پاکستان اور انڈیا دونوں کے prisoners جو ایک دوسرے کی جیلوں میں ہیں وہاں پر ان کے ساتھ انسان سوز سلوک کیا جاتا ہے تو اس کے لیے ہماری حکومت کو high level کے اوپر steps لینے چاہییں کیوں کہ ان میں majority ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جن کے پاس کوئی awareness نہیں ہوتی اور ان کے پاس کوئی ایسی gadgets نہیں ہوتی جس سے وہ یہ پتا لگا سکیں کہ وہ اس وقت پاکستان کی حدود میں ہیں یا انڈیا کی حدود میں ہیں۔ مہربانی کر کے اس طرف بھی توجہ دی جائے۔

میڈم سپیکر: شکریہ۔ جی حماد ملک صاحب۔

جناب محمد حماد ملک: جناب سپیکر! میں بھی اسی کے بارے میں کچھ points دینا چاہتا تھا، میرے عزیز ممبرنے کافی حد تک انہیں cover کر دیا ہے۔ جیلوں کی صورتحال سے تو ہم لوگ ویسے بھی واقف ہیں ، وہاں پر rehabilitation کے لیےکوشش کی جاتی ہیں۔ پچھلے سال جب میں مانسہرہ جیل میں ایک دوست کو ملنے گیاتو اس نے مجھے بتایا کہ ہمیں یہاں پر کڑھائی سکھائی جاتی ہے۔ اب ایک جوان مرد کو کڑھائی سکھائیں گے تو اس نے باہر نکل کر کڑھائی کا کام تو کرنا نہیں ہے۔

میڈم سپیکر: مرد حضرات markets میں کڑھائی کا کام کرتے ہیں۔

جناب فہد مظہر علی: میم وہ شاید سارے مجرم نہیں ہوتے۔

جناب محمد حماد ملک: آپ جب ایسے environment سے باہر آتے ہیں جہاں پر مختلف ego کے لوگ ہوتے ہیں تو ان کےباہر نکل کر ایسا کام کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ میں نے اس کے لیے جو points لیے ہیں وہ technical education پر توجہ دینے کی ضرورت ہے ۔ اس طرح کے technical institute جیلوں کے اندربنا لینے چاہییں جہاں پر education must ہو اور ہر prisoner کے لازمی ہو کہ وہ education حاصل کرے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان کے لیے jobs بھی create کیے جائیں، یہ نہیں ہے کہ بس جیل سے باہر نکالو اور پھر باہر پھینک دو۔ ایک بندہ زندگی کا کچھ وقت تین سال یا اس سے زیادہ جیل میں گزار کر باہر آتا ہے تو باہر اس کے لیے دنیا بالکل نئی ہوتی ہے۔ وہاں پر اس کو نہ jobs available ہوتی ہیں، نہ کچھ اور ، اس وقت ہمارے ملک کی صورتحال بھی ایسی ہے کہ اچھا خاصہ، پڑھا لکھا graduate even post graduate بندہ بھی بے روزگار پھرتا ہے۔ ان کے لیے جو technical education provide کی جائے اسی حساب سے حکومت باقاعدہ jobs offer کرے۔ تیسری بات یہ ہے ان کے لیے rehabilitation centres قائم کیے جائیں جہاں پر ان کی mantle treatment ہو، ہماری آرمی اس

پر کام کر رہی ہے، آرمی طالبان کے بندے پکڑتی ہے، ان کو rehabs میں رکھتی ہے، ان کے ذہن change کرتی ہے توکیوں نہ ہم سارے prisoners کو اس طرح کے rehabilitation centres میں رکھیں اور ان کی mental treatment کی جا سکے تاکہ وہ prisoners نہ بنیں۔

میری چوتھی بات یہ ہے کہ separate barracks رکھی جائیںfor different crimes لیکن یہاں پر ایک دکان سے بوتل چرانے والا اور ایک قاتل ایک ساتھ رکھ دیے جاتے ہیں، جب وہ جیل سے باہر نکلتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں نے تو کچھ کیا ہی نہیں تھا اور اندر چلا گیا، اب تو میں بہت کچھ سیکھ کر آیا ہوں۔ جناب والا! میری یہ تجویز ہے کہ اس ضمن میں separates barracks رکھی جائیں۔ اس کے علاوہ ہمیں اپنے قانون میں کچھ amendments کرنی ہوں گی۔ ہماری سرکاری نوکری پر جو بندہ زندگی میں ایک دفعہ بھی جیل جا چکا ہو اس کو نہیں رکھا جاتا۔ کیا اس کا مطلب ہے کہ اس بندے کو اپنے معاشرے سے نکال دینا ہے۔ اگر ایک بندہ حادثاتی طور پر یا اس سے غلطی سے کوئی wrong activity ہو گئی ہے پھر معاشرہ اس کو قبول نہ کرے یہ بات صحیح نہیں ہے۔ دیکھیں اس سے غلطی ہوئی اور وہ جیل چلا گیا، وہ اپنی سزا کاٹ کر واپس آیا ہے۔ اس سزا کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنے کیے کی سزا بھگت لی ہے، اب دیکھا یہ گیا ہے کہ اس کو واپس سرکاری کام پر کام کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ میری تجویز ہے کہ اس قدغن کو ختم کیا جائے۔ Madam same is the case with foreign immigration. آپ کی پولیس اس بندے کو NOC نہیں دیتی جو ایک دفعہ جیل گزار چکا ہو کہ وہ کسی کام کے سلسلے میں باہر کسی ملک میں جا سکے۔ وہ علیحدہ بات ہے کہ اللہ پاکستان کے رشوت سسٹم کا بھلا کرے کہ عوام اس کے ذریعے باہر ملک چلی جاتی ہے لیکن میری تجویز ہے اس کے لیے proper laws ہونے چاہییں۔

میری آخری بات in-house crimes کو control کرنے کے بارے میں ہے۔ امریکہ میں ایسے ہوتا ہے کہ ساری جیل میں video surveillance ہوتی ہے۔ اس سے یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی crime ہوا ہے تو آپ کو پتا لگ سکتا ہےکہ اس بندے نے crime کیا ہے اور ہم اس کو control کر سکتے ہیں۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: شکریہ۔ محترمہ ایلین آروز علی صاحبہ۔

محترمہ ایلین آروز علی: شکریہ میڈم سپیکر۔ کچھ وقت پہلے میں اپنے سابق وزیر اعظم کی صاحبزادی سے ملی تھی۔ وہ خواتین کے بنیادی حقوق کے شعبہ پر کام کرتی ہیں۔ انہوں نے بین الاقوامی پلیٹ فارم پر بھی ہماری خواتین کے مسائل کو پیش کیا ہے۔ جب میری ان سے

بات ہو رہی تھی تو انہوں نے مجھے دو چیزوں کے متعلق خاص طور پر بتایا تھا کہ ہماری پاکستان کی prisoners کے کیا مسائل ہیں۔ Madam, I am focusing on the problems of women. پہلی بات یہ ہے کہ وہاں پر جو بچے ہوتے ہیں انہیں بنیادی چیزوں کا پتا نہیں ہوتا اور جب میں نے ان سے یہ پوچھا کہ یہ بنیادی چیزیں کیا ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انہیں تو یہ بھی پتا نہیں ہوتا کہ cats and dogs کیا ہوتے ہیں جوکہ ہماری باہر کی دنیا میں سب کو پتا ہوتا ہے۔ ان بچوں کو خاص طور پر ان چیزوں کے متعلق education ہونی چاہیے۔ انہیں دنیا کی چھوٹی چیزوں سے awareness ہونی چاہیے۔ ان کو اس لیے ان چیزوں کا پتا نہیں ہوتا کیوں کہ وہ جیل میں ہوتے ہیں اور وہیں پر بڑے ہوتے ہیں۔

انہوں نے مجھے دوسری چیز یہ بتائی کہ وہاں پر جو خواتین ہیں انہیں جیل کے اندر بھی safety and security نہیں ملتی، انہیں جیل کے اندر exploit کیا جاتا ہے اوراس کے بارے میں کوئی action نہیں لیا جاتا۔ وہ خواتین وہاں پر regret کررہی ہوتی ہیں کیوں کہ ان کے پاس ایسے وسائل نہیں ہوتے کہ وہ اپنی بات حکومت یا متعلقہ شخص تک پہنچا سکیں۔ وہاں پر prisoners exploit ہوتے رہتے ہیں۔ ہماری معزز خواتین پارلیمنٹیرین کو خصوصی طور پر اس طرف توجہ دینی چاہیے۔شکریہ۔

میڈم سپیکر: محترمہ انعم زاہد۔

محترمہ انعم زاہد: مجھے کسی colleague نے correct کیا تھا۔ اس لیے میں نے خیال کیا کہ غلط انفارمیشن شیئر کرنے سے بہتر ہے کہ میں recheck کرلوں تو I was not on my Chair, for that I am sorry. Anyway my friends and I, we went to district jail کیونکہ میری friend کا thesis تھا تو we went to analyze the situation there. I want to just share some facts. وہاں پر جو سپرنٹنڈنٹ تھا اس کا نام اسد طارق تھا۔ آپ سوچ نہیں سکتے کچھ پولیس آفیسرز واقعی اچھے ہوتے ہیں۔ ساری برے نہیں ہوتے۔ میں نے وہاں پر جو چیز notice کی ہے کہ jails میں distinction ہوتی ہیں، ایک side پر بچے اور عورتیں ہوتی ہیں۔ دوسری سائیڈ پر بڑے ہوتے ہیں وہاں پر کوئی distinction نہیں ہے۔ سب لوگ ایک ہی جگہ پر ڈالے ہوئے ہوتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا ہے کہ عورتوں کو انہوں نے تھوڑا سا separate کر دیا ہوتا ہے، چھوٹے چھوٹے بچے بڑوں کے ساتھ لگے ہوتے ہیں۔

میں تھوڑا ساstress juvenile prisoners پر دینا چاہوں گیPenal Code کے حساب سے جو 12 سال کے بچے ہوتے ہیں ان کو آپ جیل بھیج سکتے ہیں لیکن ایک دن کے اندر اندر ان

کو مجسٹریٹ کے سامنے پیش کر کے ان کا چالان ہو جانا چاہیے۔ وہاں پر جو ہم نے دیکھا پانچ تا سات سال کے بچے وہاں پر تھے.and without any crime

پاکستان کی juvenile prisoners کے لحاظ سے جو situation ہے وہ poorest ہے۔.According to one of the researchers it is poorest in the world اس کی بڑی reason یہ ہے کہ جب بھی ہم crimes کی بات کرتے ہیں تو ہم سب کو ایک ہی stature میں ڈال دیتے ہیں۔ ہم لوگ ان میں کوئی distinction نہیں کرتے اور سب کو ایک جیسی punishment دیتے ہیں۔Sir, that is personally very wrong اور میرے بہت سے معزز ممبروں نے ان کی reasons بتائیں کہ poverty وغیرہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے لوگ جیل میں جاتے ہیں۔ بنیادی طور پر جو میں نے analyze کیا تھا we had a thorough survey اس کے مطابق 61 persons جو لوگ وہاں پر تھے وہ paid pressure کے through تھے جو انہوں نے crime کیے تھے وہ اپنی مرضی سے نہیں کیے تھے۔

Madam Speaker: What is the way forward?

محترمہ انعم زاہد: محترمہ سپیکر! the way forward is کہ انہیں نمازی بنانے کی کوشش کرنے چاہیے کیونکہ وہ نماز سے بہت دور ہیں اور وہاں پر religion کا کوئی concept نہیں ہے۔ محترمہ وہاں پر نماز پڑھنے کا اہتمام ہونا چاہیے اگر ان کو اچھا انسان بنانا ہے۔

جناب حماد ملک: میڈم میں point of order پر ہوں کہ ہر جیل میں ایک عالم رکھا جاتا ہے اور وہاں پر مسجد بھی ہوتی ہے۔ عالم باقاعدہ classes لیتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ میں نے اس چیز کو point out نہیں کیا۔

محترمہ انعم زاہد: مجھے پتا ہے وہ ہوتا ہے لیکن میں نے کہا کہ it is lacking and it is not working properly. نماز کے لیے جو تلقین کا اہتمام ہونا چاہیے وہ ہوتا نہیں ہے لیکن مسجد وہاں ہوتی ہے۔ وہاں پر جو vocational centres ہوتے ہیں جیسے دوستوں نے بتایا۔ ان کو میں support کرتی ہوں وہ ہونا چاہیے۔ آپ ان کو کڑھائی وغیرہ سکھا رہے تھے، یہ سب کو پتا ہوتا ہے کہ انہیں انڈسٹری وغیرہ میں appoint نہیں کیا جائے گا۔ وہاں پر ویسے jobs نہیں ہیں تو criminal کو job نہیں دے گا۔It is better that there should be vocational training تاکہ وہ باہر نکل کر اپنا business establish کر سکیں چاہے وہ کڑھائی وغیرہ کا کام ہو کیونکہ کوئی خریدنے سے پہلے یہ نہیں پوچھے گا کہ بھئی آپ جیل سے ہو کر آئے ہیں۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: شکریہ۔ جی پرائم منسٹر صاحب۔

Formatted: Indent: First line: 0.5", Line spacing: 1.5 lines

جناب محمد ہاشم عظیم: شکریہ سپیکر صاحب۔ to be very précised on the issue جس طرح کہ اس resolution میں بات کی گئی ہے کہ there is a direct need to create skill in the prisoners مطلب یہ ہے کہ ان کو skilled کرنے کے لیے اور empower کر نے کے لیے تو میں اس میں چائنا کا ماڈل آپ کے سامنے share کرنا چاہوں گا۔ چائنا میں prisoners structure میں اس طرح ہوتا ہے کہ ان کی بہت زیادہ work force جو ہے وہ prisons میں ہوتی ہے وہاں پر وہ skill کیے جاتے ہیں، trained کیے جاتے ہیں اور انہیں حکومتی لیول پر empower کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جیسے ہی ان کی قید کا time period پورا ہوتا ہے اس کے بعد وہ باہر نکلتے ہیں تو بالکل باہر ان کی industrial units کے stalls اور وہ ان کو directly وہاں سے demography کی بنیاد پر hire کرتے ہیں۔ مطلب ہے وہ basically اپنی labour force کو utilize کرتے ہیں اور ان کی private industries بھی یہی چاہتی ہیں کہ جو government owned طریقوں سے جو technical expertise develop کی جا رہی ہیں ہم ان کو utilize کر سکیں۔ اس سے ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی labour force engage ہو جاتی ہے جو کہ انکم ہے اور اس کے بڑے فائدے ہیں۔ دوسری چیز یہ ہے کہ جن لوگوں نے جرم کیے ہوتے ہیں جن کی professional crime environment ہوتی ہے وہ ان کو revolutionize کرتے ہیں، ان کا دماغ change کرتے ہیں۔ جب وہ بندہ حقیقت میں earns a good livelihood then why should he be there. ان کا mind change کرتے ہیں، ان کو revolutionize کرتے ہیں۔ اس کے برعکس پاکستان میں کہ جو ہمارے jail structures ہیں جس طرح کہ ایک ایسی population ہوتی ہے جو بالکل detrack ہوتی ہیں اور اس سے negative sentiments آتی ہیں اور deteriorate their conditions تو اس لیے چائنا کا یہ ماڈل ضرور سمجھا جائے اور اس کو follow کرنے کی کوشش کی جائے۔ شکریہ۔

Madam Speaker: Thank you. Now I put this resolution to the House for voting.

(The motion was adopted)

Madam Speaker: Consequently the resolution is adopted. Mr. Muhammad Amir Khan Khachi, Mr. Osama Mehmood, Mr. Umar Raza, Mr. Saleem Khan, Miss Shaheera Jalil and Mr. Umair Najam would like to move the resolution. I would ask Mr. Muhammad Amir Khan Khachi kindly read out the resolution for us.

Mr. Muhammad Amir Khan Khachi: This House is of the opinion that human rights violations such as arbitrary detention, torture does in custody, forced

disappearances and extra-judicial execution are rampant throughout Pakistan. The Government of Pakistan must ensure basic fundamental rights of all…..

Now, the Article 10 of Constitution of Pakistan, 1973 safeguards and provide all the citizens of Pakistan the protection against arrest and detention. Article 12, Protection against retrospective punishment. Article 37, Promotion of social justice. Now,

میڈم سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ ملک جو کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے، جو 1947 میں ہمارے بزرگوں نے قائد اعظم محمد علی جناح کی قیادت میں بے بہا قربانیوں کے بعد حاصل کیا، کیا اس کا مقصد یہی تھا کہ اس ملک کو police state بنا دیا جائے؟ کیا اس ملک کو بنانے کا مقصد یہی تھا کہ اس ملک میں بچوں، بزرگوں، بڑوں، چھوٹوں، سب کے ساتھ ظلم کیا جائے؟ کیا یہ ملک بنانے کا مقصد یہی تھا کہ اس ملک میں human rights کی violation ہو اور یہاں پر state تماشائی بن کر یہ سب کچھ دیکھتی رہے۔ Human rihts کے جو رکھوالے ہیں وہی human rights کی violation کرنے میں سب سے آگے آگے ہوتے ہیں۔ کہاں پر آئین اور قانون کی بالادستی ہے؟ اس ملک میں rule of law کے نام پر politics کی جاتی ہے۔ اس ملک میں human rights کے نام پر politics کی جاتی ہے۔ اس ملک میں human rights کے نام پر عام لوگوں کو، جو غریب لوگ ہیں ہماری سوسائیٹی میں، ان کو exploit کیا جاتا ہے۔

میڈم سپیکر! بات یہ ہے کہ ابھی جو ہماری موجودہ حکومت ہے، بلوچستان میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ ہم سب کے سامنے ہے۔ ابھی JSQM جو سندھ ایک nationalist party ہے ان کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے، وہ ہم سب کے سامنے ہے۔ جو کچھ فاٹا میں ہو رہا ہے، وہ ہم سب کے سامنے ہے۔ پنجاب میں human rights کی کیا بات کریں جہاں پر پچھلے سالوں سے Interior Minister ہی موجود نہیں ہے۔ وہاں پر Chief Minister ہی سب کچھ ہے۔ وہاں پر Chief Minister ہی Interior Minister ہے۔ وہاں پر Chief Minister کے پاس دس سے بارہ portfolios ہیں۔ تو ہم حکومت سے کیا expect کریں حکومت پاکستان سے یا صوبائی حکومت سے کہ وہ human rights کی violation کو روکیں گے لیکن میں Youth Parliament Pakistan کے platform سے یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم as a youth اس ملک کا مستقبل ہیں، ہم human rights violation کو ایسے unheard یا بالکل چپ کرکے نہیں دیکھیں گے۔

میڈم سپیکر! میرا دوسرا point یہ ہے کہ ابھی آپ سب کے سامنے ہے، آپ سب کو پتا ہوگا کہ کچھ ہی دنوں پہلے جو human rights activist ہیں عاصمہ جہانگیر صاحبہ ہیں، وہ poor section of society کے لیے لڑ رہی ہیں کافی عرصے سے، ان کو life threats مل رہی ہیں۔ اگر اس ملک میں prominent human rights activist کی زندگیوں کو یہ خطرہ ہو سکتا ہے تو ہمارے پاس کیا surety ہے۔ جو عام لوگ ہیں یا وہ لوگ جو جیلوں میں پڑیں ہیں، جن کو اٹھا لیا جاتا ہے۔ جن کو ہماری ایجنسیاں اٹھا لیتی ہیں، جن کو پولیس والے اٹھا لیتے ہیں، ان کو ہم کیا surety دیں گے۔ میں آپ کے ساتھ UNDP کی 2011 کی report share کرنا چاہتا ہوں۔ جس میں انہوں نے کہا ہے کہ پاکستان کا جو human development index ہے، جو کہ اس وقت 145th position پر آ گیا ہے جو کہ 2010 میں 125th position پر تھا۔ اس کی وجہ انہوں نے یہ بتائی ہے کہ پاکستان میں اور بالخصوص بلوچستان میں روز بروز enforced disappearances بڑھتی جا رہی ہے، وہاں پر torture بڑھتے جا رہی ہے اور وہاں پر death in custody بڑھتی جا رہی ہے اور in the wake of worsening law and order situation in Karachi and specifically in interior Sindh, rural areas of Punjab and specifically in FATA. These are the factors which are the hurdles in the smooth way of human rights.

دوسری چیز میڈم سپیکر! یہ ہے کہ میں Human Rights Commission of Pakistan کی report آپ سے share کرنا چاہوں گا۔ انہوں نے کہا ہے کہ جی 2011 میں پاکستان میں صرف بلوچستان میں 382 missing persons کی جو لاشیں ملی ہیں۔ اس کے علاوہ جو پولیس کی custody میں جو death ہوئی ہیں ان کی تعداد more than 50 ہے۔ حالانکہ یہ جو تمام واقعات ہیں وہ public نہیں ہوتے۔ اس کے علاوہ سندھ میں اس کی تعداد 85. اگر اس طرح صورتحال چلتی رہی تو پاکستان کو تو دنیا والوں نے failed state ہی کہنا ہے۔ ہمیں کوئی progressive نہیں کہے گا۔ ہمیں یہ کوئی نہیں کہے گا کہ ہم human rights علمبردار ہیں۔ لہٰذا میری ایوان سے یہی گزارش ہے کہ یہ جو enforced disappearances ہیں یا جو death in custody ہے یا جو extrajudicial executions ہیں یا جو illegal detentions ہیں، ان سب کو serious لیا جائے اور ان کو روکنے کے لیے حکومت پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ ایک practical step لے اور rule of law کو ensure کرے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب اسامہ محمود۔

جناب اسامہ محمود: شکریہ میڈم سپیکر۔ محترمہ ترقیافتہ معاشروں میں انصاف کو بنیادی اہمیت حاصل ہوتی ہے اور قانون نافذ کرنے والے اداروں پر معاشرے کا اور عوام کا اعتماد بڑا ضروری ہوتا ہے اور یہ ہمارے معاشرے کا المیہ ہے کہ قانون نافذ کرنے والے اداروں پر لوگوں کا اعتماد نہیں۔ پولیس لوگوں کو تحفظ دیتی ہے اور لوگ سب سے پہلے حفاظت کے لیے پولیس کو کال کرتے ہیں لیکن unfortunately ہمارے معاشرے میں پولیس سے ہی سب سے بڑا threat ہوتا ہے لوگوں کو۔

یہ Resolution directly and indirectly identify کرتی ہے کہ پاکستان میں وزارت داخلہ نہ صرف وفاق میں بلکہ صوبوں میں بھی کس حد تک ناکام ہے۔ وزارت داخلہ کا کردار کیا ہے اور اس میں کس حد تک reforms لانے کی ضرورت ہے۔ اگر آپ وفاق کو چھوڑ دیں اور صوبوں میں دیکھیں کہ جو بلوچستان میں حالات میں اور جو وہاں کی Interior Ministry کا جو کردار ہے اور جو سندھ میں اور خاص طور پر کراچی میں جو کردار ہے----

Madam Deputy Speaker: Just a minute, just a minute.

آپ اخبار تو نہ پڑھیں ایوان میں۔

جناب اسامہ محمود: اور جو پنجاب میں حالات ہیں ان میں directly Interior Ministry کا کردار لوگوں کے سامنے آتا ہے۔ پنجاب کی میں بات کروں تو جس طرح میرے colleague نے بتایا کہ شاید Interior Ministry کی اتنی اہمیت نہیں ہے اسی لیے اسے additional portfolio کے طور پر CM نے اپنے پاس رکھا ہوا ہے لیکن unfortunately I am living in Lahore اور وہ province کا capital ہے اور لاہور میں یہ حالات ہیں کہ جو بھی لوگ تھانے تک پہنچتے ہیں کسی چھوٹے موٹے crime میں تو اکثر لوگوں کو torture کیا جاتا ہے، اکثر لوگوں کو custody میں رکھ کر اس طرح سے treat کیا جاتا ہے کہ mostly چھوٹے موٹے crime میں involve لوگ معاشرے میں ڈان بن کر نکلتے ہیں اور کچھ لوگوں کی تو death بھی ہو گئی جس کی خبر بھی پچھلے دنوں میں media میں آئی۔ تھانہ culture ہمارے ملک میں اس حد بگڑ چکا ہے کہ لوگ تھانے جانے سے پہلے ہزار مرتبہ سوچتے ہیں کہ اگر کسی خلاف مقدمہ کروانا ہے تو وہ کہیں الٹا ہمارے خلاف نہ ہو جائے۔ اس میں اشد ضرورت ہے اس امر کی کہ پولیس کے staff بلکہ اس پورے ادارے کو دوبارہ سے review کیا جائے، اس ادارے میں جو خامیاں ہیں انہیں دور کیا جائے اور سٹاف میں incentive کو promote کیا جائے تاکہ corruption سے پاک ہو سکے۔ ہمارے معاشرے میں جو investigation process

ہے یہ کوئی defined نہیں ہے۔ جس وہ کہتے ہیں کہ تھانے میں جاؤ تو لکھا ہوتا ہے کہ، "آجا میرے بالما تیرا انتظار ہے"۔ یہ جو threats ہیں نفسیاتی طور پر عام آدمی کو اس طریقے سے torture کرتے ہیں، ایک پروگرام تھا جس میں پنجاب کے آئی جی حبیب الرحمٰن نے کہا کہ I agree جو بھی لوگ کہتے ہیں میں اس سے بالکل متفق ہوں لیکن میں بھی مجبور ہوں کہ میں اسے تبدیل نہیں کر سکتا۔ اگر آئی جی بھی مجبور ہے تو پھر عام آدمی تو مزید مایوسی کا شکار ہوگا۔ لہٰذا میری اس ایوان سے درخواست اور ساتھ ہی وزارت داخلہ سے بھی درخواست ہے کہ اس resolution adopt کرنے کے بعد اس پر کوئی reforms ایوان میں پیش کریں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب عمر رضا صاحب۔

جناب عمر رضا: شکریہ میڈم۔ میرے بھائیوں نے بہت سی باتوں کو cover کر لیا ہے لیکن انسانی حقوق کے بین الاقوامی دن کے موقع پر دس دسمبر کو ایک کانفرنس ہوئی تھی پاکستان میں، میں اس کی رپورٹ پیش کرنا چاہوں گا۔ International Institute for Research and Education, Asian Human Rights Commission and Labour Education کے زیر احتمام ایک کانفرنس جس میں لاپتہ افراد کا مسئلہ اٹھایا گیا۔ حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ لاپتہ افراد کو بازیاب کروایا جائے اور سپریم کورٹ کے action کے نتیجے میں خفیہ ایجنسیوں کی طرف سے اڈیالہ جیل سے گیارہ افراد کی غیر قانونی حراست کا ثبوت ملا۔ اس کے بعد ہمارے سابق وفاقی وزیر رحمٰن ملک صاحب کا بیان آتا ہے کہ ہمارے مل میں تو صرف 39 لوگ ہیں جن کو ہماری ایجنسیوں نے اٹھایا ہے۔ باقی لوگ ہمارے ملک میں نہیں ہیں۔ اسلام آباد میں missing persons کے لواحقین کے حوالے سے ایک کیمپ لگایا گیا جس میں صرف بیس دنوں میں 186 families اس کیمپ میں آئیں۔ 1100 cases کے قریب Human Rights کے پاس موجود ہیں اور ٹوٹل 10000 کے قریب لوگ گھروں سے غائب ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر لوگوں کا تعلق بلوچستان، خیبرپختونخوا، سندھ، کشمیر اور پنجاب کے لوگ ہیں۔ بلوچستان سے غائب ہونے والے افراد کی تعداد 4000 ہے اور ان کو صرف سیاسی بنیاد پر غائب کیا گیا ہے۔ KPK کے افراد کو تنظیموں نے اپنے مخصوص مقاصد کے لیے غائب کیا۔ جیسا کہ قانون ہے ہمارے ملک میں کہ کسی بھی شخص کو اگر خفیہ طور پر گرفتار کیا جاتا ہے تو 24 گھنٹوں کے اندر اسے عدالت کے سامنے پیش کرنا لازمی ہے لیکن یہاں پر تو کئی 24 گھنٹے گزر جاتے ہیں اور انہیں عدالت کے سامنے پیش نہیں کیا جاتا کیونکہ اگر انہیں عدالت کے سامنے

پیش کر دیا جائے تو پولیس والے monthly کہاں سے لیں گے۔ پولیس والوں نے جو اوپر monthly بھیجنی ہوتی ہے وہ کہاں سے بھیجیں گے۔ جو انہوں نے SP کو پیسے دینے ہوتے ہیں وہ کہاں سے دیں گے۔ ایک Station House Officer (SHO) ہے، پچھلے دنوں میرا اس سے رابطہ ہوا تو اس نے بتایا کہ جناب میں دو لاکھ روپے دے کر لائن سے اس تھانے میں پوسٹ ہوا ہوں اور مجھے یہ بات بتا دی گئی ہے کہ اگر آپ نے تھانے میں رہنا ہے تو آپ کو تین لاکھ روپے monthly SP صاحب کو دینی ہوگی تو کیا یہ تمام کام جو ہمارے ادارے کر رہے ہیں directly and indirectly ان میں ملوث ہیں۔ جب تک ہم ان سب مسائل کو حل نہیں کر لیتے ہم human rights violation کو ختم نہیں کر سکتے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترم جناب سلیم خان صاحب۔

جناب سلیم خان: میں نے Asian Human Rights Commission کی رپورٹ کی دو لائینوں سے میں start کرنا چاہوں گا۔ 08 فروری 2011 کو یہ publish ہوا اور اس میں یہ لکھا تھا کہ disappearances in Pakistan have become the routine matter and it has been accepted by Governmental authorities like Law Enforcement Agencies including Army and its intelligence agencies. اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے یہ کون کروا رہا ہے، یہ آرمی اور intelligence agencies کروا رہی ہیں۔ ہمارے سامنے کچھ مثالیں ہیں جیسے 13 جون 2011 کو کراچی کی سڑک پر 17 سالہ سرفراز نامی شخص کو rangers نے shoot کیونکہ اس کی غلطی یہ تھی کہ اس پر یہ الزام تھا کہ یہ چور ہے۔ پھر بعد میں جب اس کے گھر والوں نے پولیس میں FIR درج کروانا چاہی تو انہوں نے FIR درج کرنے سے انکار کر دیا۔ بلوچستان میں ایک دن بھی ایسا نہیں ہوتا جس میں دو سے تین یا تین سے پانچ dead bodies سڑک کے کنارے نہ پائی جائیں۔ 2010 میں 140 political activist, generalists and students were killed in extrajudicial killings. اس میں سب سے پہلے سلیم شہزاد ہے جو کہ مئی 2011 میں قتل ہوا تھا۔ اس کے قتل ہونے کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ نڈر تھا اور صرف سچ لکھتا تھا۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: خان صاحب اگر آپ آگے کے لیے کوئی لائحہ عمل بتائیں کہ آگے کیا کرنا ہے تو بہتر ہوگا۔ اس پر آجائیں۔

جناب سلیم خان: میں صرف یہ کہوں گا کہ Judiciary is the most powerful organ of our state. It should be responsible for these killings اور جتنا جلدی ہو سکے اس پر کام کیا

we can make Pakistan a safe heaven if our leaders جائے اور میں آخر میں یہ کہوں گا کہ allow them.

جناب فہد مظہر علی: میڈم سپیکر! پہلے کورم پورا نہیں ہے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: کورم کیسے پورا نہیں ہے۔

ایک معزز رکن: میڈم کورم پورے سے بھی ڈبل ہے۔

Madam Deputy Speaker: It is more than fill. Thank you. Mohtarma Shaheera Jalil sahiba.

Miss Shaheera Jalil Albasit: Thank you Madam Speaker.

میڈم سپیکر! یوں تو Constitution کے تین Articles کے تحت تمام human rights protected ہیں، جن کا اس resolution میں ذکر کیا گیا ہے۔ مگر بہرحال پاکستان میں Constitution کی کئی شقیں پامال ہوئی ہیں تو یہ تین بھی سہی۔ میڈم سپیکر! کھلی تذلیل ہے۔ اس Resolution پر بات ہوئی اور Article 10 کا sub-Clause (iv) کہتا ہے کہ اگر آپ کسی شخص کو preventive detention میں لے کر جا رہے ہیں یعنی یہ کہ if you are preventing a person from committing a crime تو اس کی بھی ایک صورت ہے۔ اگر ہم یہ مان لیں کہ بلوچستان میں، فاٹا میں، وریزستان میں، کراچی میں anti-state elements موجود ہیں جو پاکستان کی بقا کو، دفاع کو، سالمیت کو نقصان پہنچانے کی تگ و دو میں لگے ہوئے بھی ہیں، if we accept this fact تو اس condition میں بھی ہمیں تین مہینے کے time period کے اندر اندر اس detained شخص کو ایک appropriate review board کے سامنے لازمی طور پر پیش کرنا ہوگا۔ یہ review board comprise کرتا ہے judges of the Supreme or the High Court. Review Board کے opinion سے بھی اگر establish ہو جائے کہ ہاں یہ شخص واقعی anti-state activities میں ملوث ہے تو آپ بیشک اس شخص کو for a long period of time. کریں

Madam Speaker, what should be the way forward? The way forward for this almost nonexistent human rights safeguard in Pakistan. The formation of the National Human Rights Commission. The Bill, like I said in the previous Bill, was passed in 2011 and we are hoping that this Commission gets formed as soon as possible.

Madam Speaker, this is agreeable that National Commission of Human Rights

کی jurisdiction میں intelligence agencies نہیں آتی ہیں اور یہ intelligence agencies ہی ملوث ہوتی ہیں extra-judicial killings میں، forced disappearances میں اور detentions میں۔

Madam Speaker, here I would like to mention that insha Allah on Sunday, we are having a Bill in which we are proposing an amendment جو کہ National Commission of Human Rights کی jurisdiction میں آپ کی intelligence agencies کو بھی لے کر آ جائیں گی۔ So, I guess, if you completely empower the National Commission of Human Rights and that would be the way forward. Thank you.

Madam Deputy Speaker: Thank you. Mr. Umair Najam sahib.

جناب نمیر نجم: شکریہ میڈم سپیکر۔ تمام معزز ارکان نے کافی حد تک اس topic پر بات کر لی ہے تو میں صرف اس کے لیے ایک ہی way forward بتاؤں گا کہ اگر پاکستان میں community police system کو promote کیا جائے جیسا کہ کراچی میں promote کیا جا رہا ہے تو اس سے کافی حد تک جرائم میں کمی ہوگی۔ اس کے علاوہ ایک اور بات یہ ہے کہ جو یہ politicians نے اپنی مالیشیا بنائی ہوئی ہیں اور ان کے جو cells ہیں جن میں یہ قیدیوں کو رکھتے ہیں، اس پر بھی حکومت کو action لینا چاہیے۔ پاکستان نے 9/11 کے بعد جو missing persons کا issue ہے اس کو بھی فوری طور پر حل کیا جانا چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی اسامہ صاحب، آپ کیا کہنا چاہ رہے تھے۔

جناب اسامہ محمود: شکریہ محترمہ۔ میں یہ کہہ رہا تھا جب اس طرح کی resolutions آتی ہیں تو concern ministers کا ایوان میں موجود ہونا ضروری ہے تاکہ وہ points note کریں تاکہ یہ useful ہو سکے۔ یہاں پر وزیر داخلہ نظر نہیں آ رہے ہیں۔

Madam Deputy Speaker: O.K. Where is the Minister. Mr. Hassan Ashraf, what would you like to say?

جناب حسن اشرف: شکریہ میڈم سپیکر۔ جو میں بولنا چاہتا تھا وہ کافی حد تک میرے ساتھیوں نے کہہ دیا ہے لیکن میں پھر بھی کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔ Our founder wanted to make a state where basic human rights were to be provided equivalent basis to all the citizens. Well the situation nowadays is, you are given these rights. Actually, you are given more than these rights. You can even get away with murder. Even if you get caught for a crime, you go to jail and you get rights like

airconditioning, like entertainment, tv, everything becomes your basic right but only if you have money, only if your pockets are warmed. Well if you are borne in a poor family, if you live below the poverty line then make it sure, you better run, you are borne into wrong part of the world …….

ایک معزز رکن: میڈم ایک point of order ہے۔ میڈم معزز رکن یہ بات رکھیں کہ law میں صرف VVIPs کے لیے اس طرح کی treatment ملتی ہے یا اس طرح کی facilities جیلوں میں فراہم کی جاتی ہے نہ کہ پیسوں کی بنیاد پر۔

Madam Deputy Speaker: O.K.

Mr. Hassan Ashraf: I am coming to that. Just wait for it. If you are poor then you are borne into wrong part of the world basically. I am sorry to say even the animals in few parts of the world have more rights than poor people in Pakistan. Well hold on. I might be wrong, few cases of journalists tortures, who belong to middle class families and cases of outspoken religious elements come to the limelight in media few times. Well what is the way forward? My colleague Shaheera has already told the establishment of National Human Rights Commission. If you want more rights in Pakistan and if we want their protection, we have to make this Commission more strong, we have to make it more sovereign. Fellow Parliamentarians, I have one lamp, it is called lamp of experience. I have no way of judging the future but from the past and from the past and my experience, I can judge that the older generation has failed us. They left this country to us thinking that all citizens will be provided their rights on equivalent basis. Well it is for us, the youth, relatively dedicated to the task which our founders have left for us. It is for us, the youth, rather to be devoted to the cause of protection and promotion of human rights in Pakistan. So, let us make a better Pakistan. Let us make a Pakistan where all these rights are protected. Insha Allah on Sunday we will be presenting a Bill, which Bill make the National Human Rights Commission more sovereign, more powerful and it will deal with the military and intelligence agencies. Thank you.

Madam Deputy Speaker: All right. Thank you. Mr. Jamal Jami sahib.

جناب جمال نصیر جامی: شکریہ میڈم سپیکر۔ میڈم سپیکر! یہ جو تمام یہاں پر human rights پیش کیے گئے ہیں وہ تو اپنی جگہ ٹھیک ہیں لیکن کچھ ground realities ہوتی ہیں اور تصویر کا ایک دوسرا رخ بھی ہے پاکستان میں۔ سینٹرل جیل کراچی کا دورہ ہوا وہاں پر ایک

ایسا مجرم تھا جس پر پرویز مشرف پر قاتلہ حملے کا الزام تھا اور اس سے جیلر تک ڈرتا تھا تو اس کے خلاف گواہی کون دے گا اور اس کے خلاف پیش کون ہوگا اور وہ مقدمہ ثابت کس طرح ہوگا۔ اس طرح جو لوگ خواتین کے ساتھ کرتے ہیں، جو زیادتی کرکے آیا ہوا ہوتا ہے اس کو یہ بھی پتا ہوتا ہے کہ میرے خلاف گواہ بھی کوئی نہیں آئے گا اور میں چھوٹ جاؤں گا۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ایک ہائی کورٹ کے visit کے حوالے سے میں ایک واقعہ پیش کروں گا کہ جسٹس مشیر عالم کی کورٹ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تقریباً میرے بیٹھے ہوئے وہاں ایک شخص تین پلاٹ کے قبضے کے کیس میں آیا اور آخری کیس میں جسٹس مشیر عالم نے یہ کہا کہ تم یہ مت سمجھو کہ میں تمہیں بے گناہ سمجھ رہا ہوں۔ تم روز چار مقدمات میں آتے ہو لیکن تم اتنے مضبوط ہو کہ تمہارے خلاف گواہ نہیں ہے۔

اسی طرح سے ایک اور شخص تھا جو target killings کے تین، چار مقدمات میں پیش ہوا اور اس کے خلاف کوئی گواہ پیش نہیں ہوا۔ یہ ہمارے ہاں ground realities ہیں کہ مجرم کے خلاف کوئی گواہ پیش نہیں ہوتا۔ پاکستان میں جو جرم کرتا ہے اور جیل یا تھانے آتا ہے اس کو پتا ہوتا ہے کہ میں یہاں کے نظام کی وجہ سے میں چھوٹ جاؤں گا۔

Mr. Muhammad Umar Riaz: Madam, the discussion is regarding the human rights violation, in the presence, not about the situation of law and order in the country. Thank you madam.

جناب جمال نصیر جامی: جی میں اسی طرف آ رہا ہوں۔ پولیس کے حوالے سے یہاں پر ذکر ہوا کہ وہ extra-judicial murder کر رہے ہیں اور detentions میں involve ہیں۔ اس کی ایک بہت بڑی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ بھلے جتنے بھی بڑے جرم میں وہ ملوث ہوں بندہ چھوٹ جاتا ہے۔ اس کے مقابلے میں ماضی میں speedy trial courts بنائی گئی تھیں اور military courts کے ذریعے سے بھی فیصلے کروانے کی کوشش کی گئی تھی اور کراچی حد تک تو وہ بہت مفید ثابت ہوئی تھی۔ میں آپ کو بتا دوں کہ in speedy courts and military trials کے ذریعے حکیم محمد سعید جیسے شخص کو، جو نہ تو سیاسی شخصیت تھی اور نہ ہی وہ land grab mafia کے تھے، نہ ہی وہ drug mafia کے تھے اور نہ ہی وہ mafia کے تھے، اس شخص کے قاتلوں کو بھی سات دن میں سزائے موت ہو گئی تھی جن میں ایک صولت مرزا اور ایک اور تھا اور باقی دو کو عمر قید ہوئی تھی لیکن آج وہ جیلوں سے بھی فارغ ہو چکے

ہیں۔ میری عرض ہے کہ انہی سپیڈی کورٹ میں بہتری لا کر دوبارہ شروع کیا جائے کیونکہ موجودہ کورٹ میں گواہ اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھتا۔

Madam Deputy Speaker: O.K. the honourable Opposition Leader.

جناب فہد مظہر علی: شکریہ میڈم۔ میڈم ایک preamble ہے United States کے Constitution کا۔ اس میں وہ لکھتے ہیں، اس میں ایک phrase ہے کہ "liberty, fraternity and pursuit of happiness are the basic fundamental right of each and every citizen of United States of America." میڈم یہ comparison اس طرح تو نہیں کیا جاتا لیکن ہمارے Constitution میں بھی provision ہے کہ 1973 basic fundamental human rights, کے مطابق تمام کو میسر ہے لیکن اس کی کھلے عام جیسے ان لوگوں نے بھی بتایا کہ Articles 10, 12 & 37 کی violation rampantly ہو رہی ہے اور وہ ہمارے دو، تین مخصوص fringe and remote areas میں ہو رہی ہے جن میں ایک تو بلوچستان ہو گیا، اس کے علاوہ فاٹا اور specifically ڈیرہ اسمٰعیل خان یا مشرقی علاقے جہاں پر sectarian violence ہو رہی ہے جہاں پر suicide bombing by the ongoing war on terrorism کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ میڈم میں آپ کو بتاتا چلوں کہ کچھ ایسے لوگ ہیں جن کو بغیر intimate کیے چھاپا مار کر ان کو ان کے گھروں سے لے جایا جاتا جو کہ students ہوتے ہیں اور اس میں دو، تین باتیں ہوتی ہیں، ایک تو enmity ہوتی ہے یا کچھ political games ہوتے ہیں، ان کے ذرریعے بھی اس کو استعمال کیا جاتا۔ اس کے علاوہ anti-terrorist courts جو یہاں پر موجود ہیں جس میں آپ ان کو باقاعدہ ایک procedure کے تحت end تک لے کر جا سکتے ہیں، ان سب کی violation کرتے ہوئے، security agencies or whoever is involved وہ لے کر جاتے ہیں جس میں time frame defined نہیں ہوتا کہ for 10 days, for 15 days or for 20 days even year has been passed لیکن لوگوں کا پتا نہیں چلتا کہ لوگ کہا گئے۔ This is all happening by the Government Agencies. Chief Justice has already taken suo motu action in this regard. جو کچھ extra powers ملی ہوئی ہیں with regard to on going war on terrorism کی umbrella کے نیچے۔ اس کو review کیا جائے اور Federal Government must give clear guidelines دے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب گوہر زمان صاحب۔

جناب گوہر زمان: یہاں پر human rights کی بات particularly link کی گئی پولیس کے role کے ساتھ۔ اس میں اب تک clear cut as such recommendations نہیں دی گئیں جو اس

system کو ختم کرے۔ Human Rights Commission Watch بنا دینا اور اس طرح کی organizations بنا دینا، they generally protect the human rights in the country, لیکن یہ ایک issue ہے۔ اب ہم اپنی جیلوں میں کیا حالات دیکھتے ہیں۔ مطلب ایک پولیس کا SHO ہے، وہ کسی شخص کو بلا وجہ اٹھا کر تھانے میں ڈال کر اس کو torture نہیں کرتا اور اگر اس نے کوئی crime کیا بھی ہے تو وہ اس کو بلا وجہ torture نہیں کرتا یا اس کی out of the police station or jail killing نہیں کرتا۔ اس کے پیچھے کوئی influence ہوتا ہے۔ کیونکہ اسے کوئی شوق نہیں ہے کہ وہ کسی شخص کو بلا وجہ مارے۔ پولیس کے role کے ساتھ اس چیز کو بھی ہمیں دیکھنا چاہیے کہ ان چیزوں کو روکنے کے لیے ہمیں police میں reforms لانی چاہییں۔ پولیس میں کیا reforms کیا ہو سکتے۔ جس طرح سے ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری جو پولیس میں تقرریاں ہوتی ہیں، وہ تمام کی تمام politicize ہوتی ہیں۔ تمام افسران SPs, DIGs, IGs وغیرہ اوپر سے approved ہوتے ہیں۔ جس طرح معزز رکن نے بتایا تھا کہ کس طرح سے seats بکتی ہیں۔ جب کوئی Politician اپنے مخالفین کے ساتھ اس طرح کا سلوک کرواتا ہے تو پھر چھوٹے چھوٹے مقدمات میں لوگ پھنس جاتے ہیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ایک depoliticized police اس کا ایک بہت اچھا حل ہو سکتا ہے۔

دوسری بات، پولیس کے ادارے کو صبح سے کوسا جا رہا ہے۔ پولیس کا ادارہ برا نہیں ہے۔ اس میں reforms کی ضرورت ہے۔ صبح سے یہاں پر دو resolutions پیش کی جا چکی ہیں اور میں سنتا جا رہا ہوں کہ یہ پولیس نے یہ کر دیا وہ کردیا، پولیس گردی ہو رہی ہے۔ پولیس کا ایک proper role ہوتا ہے کسی بھی ملک میں۔ آپ اپنے خاکی وردی والوں کو تو شہید کہتے ہیں لیکن bomb blast میں سب سے پہلے مرنے والے کالی وردی والے ہوتے ہیں۔ آپ نے آج تک انہیں کبھی شہید کہنے کی بھی زحمت نہیں کی۔ آپ نے ان کی honour میں کبھی program کرنے کی زحمت بھی نہیں کی۔ آپ ان کو اس بات پر کوستے ہیں کہ یہ میرا چالان کر دیتا ہے اور میں جب فون کراتا ہوں میری بات نہیں سنتا۔ یا پھر یہ کہنا کہ یہ میرے سامنے کسی سے رشوت لے کر اس کو چھوڑتا دیتا ہے۔ اس کے علاوہ depoliticized police is going to make a better situation in the presence. اگر آج یہاں پر ہمارے Youth Minister for Interior تو ہم ان سے شاید discuss کرتے، ان کی opinion لیتے کہ اس میں کیا reforms لائی جا سکتی ہیں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب عمر ریاض صاحب۔

Mr. Muhammad Umar Riaz: Thank you so much Madam Speaker. As already a conclusive and a comprehensive debate is in progress on this very important issue. Let me add some very important points in this regard. The police has been a subject of the debate that reforms in Police should be introduced. Let me say this, that when we compare our police system, yes in some ways, the police has been doing its job very effectively but the report of Transparency International says that it is one of the most corrupt institutes. But it does not mean that we should completely keep on criticizing police. We need to introduce certain reforms. Now, the police is continuously having the lack of technology. When you visit a police station and when you face with an investigation officer, the investigation officer is not well worse. When you compare that entire process with other investigation institutions in the world. Let us compare it with Scotland Yard. We stand nowhere. We don't have such forensic laboratories, we don't have such technological equipments. Recently, the Punjab Government has taken the initiative to utilize more technologies in this regard but that does take a long time to be implement. Now, what I want to propose. Another important point that I would like highlight that instead of three articles are very important but all the fundamental rights which have been mentioned in the Constitution of Pakistan are being violated in each and every spirit. Not a single fundamental right is being ensured to the fullest of its extent.

Madam Deputy Speaker: What to do now? What is the way forward?

Mr. Muhammad Umar Riaz: Yes, Madam, I am coming towards that. Now, what I need to do? First of all when you deal with the Police? Now, Police system, every single death by the Police in Police encounter should be probed. Now, what we need to do? We have to allocate special budgets to introduce technology in the police system. When you talk about the justice system, we need to introduce reforms in the justice system. We see that at the Supreme Court level, at the High Court level, we see that there is an improvement in the situation due to the recent judicial activism. But when you compare the lower courts, the cases in the lower courts are neither quoted nor recorded. So, the situation at the lower courts still remains in the dismal condition. We need to inform the judicial system right from the grass root level. This would increase the efficiency from the very bottom. Now, coming towards human rights violation. If we go through the National Commission of Human Rights Act, 2012. It is a wonderful piece of document. It

is a wonderful piece of legislation, if it works smoothly and if it is allowed to work smoothly that the appointment of competent leadership. Keeping in view the criterion which has been set in this particular Act. I belive that there is a way forward. We can see a beam of light in front of us that in near future, after the establishment of the National Human Rights Commission, we can see that human rights which are being grossly violated within the country will face a full stop in the coming years.

Now, furthermore, I would like to say about this Resolution that it is particularly concerned about the extra judicial killings. Now, this is a very vast subject and there are many recommendations how to deal with Extra judicial killings, the enforced disappearances. Now, there is a mechanism that when a police arrest a person that will have to be produced before a Magistrate after certain hours but that is not produced and that leads to the enforced disappearances. That is the extreme violation of the fundamental rights. This needs to be addressed…..

Madam Deputy Speaker: Please summarize it now.

Mr. Muhammad Umar Riaz: O.K. Madam. Now, I would like to conclude that Government in the coming days would be presenting its human right policy and would be coming with concrete solutions and we assure you that we would leave no stone unturned in raising our voice into the highest chamber in Pakistan. Thank you.

Madam Deputy Speaker: O.K. Thank you. Mr. Haseeb Ahsan sahib.

جناب حسیب احسن: یہاں پر human rights کی بات ہو رہی ہے۔ بلوچستان کے حالات سب کے سامنے ہیں، اس کے علاوہ کراچی میں target killings ہو رہی ہے اور کس طرح لوگوں پر تشدد کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ ہماری جو پولیس ہے، جو ہمارے محافظ ہیں، یہ ہماری عوام کی تذلیل کرتے ہیں، اس سلسلے میں مختلف videos بھی سامنے آئی ہیں۔ پولیس چوکیوں میں ملزموں کو جوتے مارے جاتے ہیں اور یہ پولیس والے مختلف مجرموں کے ساتھ بھی ملوث پائے گئے ہیں۔ یہاں پر کھل کر بات تو نہیں کروں گا لیکن سب عقلمند لوگ ہیں اور سب جانتے ہیں کہ کن کن جرائم میں وہ لوگ ملوث ہیں۔ اس کے علاوہ آئے روز ہمارے media پر دکھایا جاتا ہے کہ کسی عورت کی ناک کاٹ دی گئی ہے، کسی کے بال کاٹ دیے گئے ہیں، کسی عورت پر تیزاب پھینک دیا گیا ہے، کسی عورت کو دس سال سے زنجیروں میں باند کر رکھا ہوتا ہے، اس طرح کے بہت سے واقعات ہوتے ہیں، یہ سب human rights کی violation

ہے۔ میں اس سلسلے میں تجاویز دینا چاہوں گا کہ اس کے لیے قانون بنے بھی ہیں اور مزید بن بھی رہے ہیں۔ لہٰذا ان قوانین کو سخت سے سخت بنایا جائے۔ قانون بن تو جاتے ہیں لیکن ان پر implementation 100% نہیں ہوتی لہٰذا ان پر implementation 100% کروائی جائے۔ اس کے علاوہ غربت جو ہے وہ برائی کی جڑ ہے۔ تمام جرائم اور بالخصوص violation of human rights میں غربت کا بہت اہم role ہے بلکہ سب سے زیادہ غربت کا ہی role ہے۔ لہٰذا غربت کے خاتمے کے لیے مزید اقدامات کیے جائیں۔

اس کے علاوہ ہماری جو law enforcement agencies ہیں ان کو judiciary کے تابع کیا جائے۔ یعنی جب وہ ان کو حکم دیں تو وہ لوگ حاضر ہوں اور عدلیہ کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ جلد از جلد کیس کو نبٹائیں، کیس کو فارغ کریں تاکہ کسی بے گناہ شہری کے ساتھ زیادتی نہ ہو۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب کاشف یوسف بدر صاحب۔

جناب کاشف یوسف بدر: کافی چیزیں لوگوں نے describe کر دی ہیں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: آپ directly recommendations دیں please.

جناب کاشف یوسف بدر: جی۔ میں recommendation دیتا ہوں۔ اس میں یہ ہے کہ کسی بھی معاشرے کی بنیاد اس کے justice system پر ہوتی ہے۔ جس معاشرے میں عدل و انصاف نہ ہو وہ معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا۔ اس میں ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہمارے سارے rules and regulations بنے ہوئے ہیں مگر صرف اس کی implementation نہیں ہو رہی ہے۔ مگر کچھ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ہاں بہت زیادہ لمبے کیے جا رہے ہیں مگر عرض یہ ہے کہ پچھلے سال سے عدالتوں میں نئی reforms آ گئی ہوئی ہیں اور اس کے تحت چھ مہینوں سے ایک سال کے اندر اندر cases کو ختم کیا جائے۔ جو چیزیں تھوڑی بہت اچھی ہو رہی ہیں ان کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیے اور ساتھ ساتھ current affairs کے ساتھ بھی touch رہنا چاہیے تاکہ اسے پتا چلے کہ Chief Justice sahib کافی تیزی سے cases کو نبٹا رہے ہیں اور missing persons کے case میں انہوں نے IG, FC کو بلایا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگوں کو اپنی عدالتوں میں بلایا ہے۔ وہ ان تمام لوگوں کو accountability کے اندر لا رہے ہیں۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Alright. Thank you. Mr. Najeeb Abid Baloch.

جناب نجیب عابد بلوچ: پہلی بات تو یہ ہے کہ ایوان میں عدم توجہی ہے۔ اس جیسے اہم مسئلے پر بحث ہو رہی ہے اور کافی ارکان آپس میں گفتگو میں لگے ہوئے ہیں اور Opposition Leader بھی نہیں ہیں۔

(Desk Thumping)

جناب نجیب عابد بلوچ: سپریم کورٹ کے چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری نے کچھ steps اٹھائے ہیں missing persons کے حوالے سے، extra judicial killings کے حوالے سے۔ کل میں نے بات کی تھی بلوچستان کے حوالے سے لیکن یہ مسئلہ پورے پاکستان کا ہے۔ اس کا حل ایک ہی ہے کہ اس ملک کی بے لگام ایجنسیوں کو جلد از جلد ایک صحیح اور ایماندار جمہوری حکومت لگام دے، پولیس کو depoliticize کرنا پڑے گا اور سب سے بڑھ کر اس ملک کے بے خوف و خطر چیف جسٹس کے پیچھے اس عوام کو ایک مضبوط دیوار کا کردار ادا کرنا پڑے گا۔ ابھی بیس منٹ پہلے پاکستان کے ایک معزز ایوان کے بہت بڑے ایک شخص سے میری ملاقات ہوئی۔ انہوں نے جو پہلا لفظ بولا وہ افتخار محمد چوہدری کے خلاف بولا۔ افسوس کی بات ہے کہ آج ایوان اقتدار میں بھی افتخار محمد چوہدری کے خلاف سب زیادہ اور بڑی بڑی سازشیں چل رہی ہیں۔ ان کی کوشش یہی ہے کہ اس چیف جسٹس، جس نے missing persons کا معاملہ اٹھایا، جس نے corruption کو بےنقاب کیا، جس نے بڑے بڑے کام سرانجام دیئے، کو جلد از جلد فارغ کیا جائے اور اپنی من مانی judiciary Supreme Court میں بٹھا کر corruption کے دروازے مزید کھول دیئے جائیں اور اپنے پیٹ بھرتے رہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ رویہ ہمارے باقی اداروں میں بھی ہیں۔ ہماری armed forces خوش نہیں ہیں کہ وہ کیوں extra judicial killings and missing persons کے معاملے کیوں اٹھایا ہے۔ عوام کو صرف اور صرف یہی چاہیے کہ وہ سپریم کورٹ کے پیچھے ہر حال میں کھڑی ہو۔ کیونکہ اگر یہ سپریم کورٹ fall کر جاتی ہے تو اس ملک میں اگر ابھی سینکڑوں کی تعداد میں missing persons ہیں تو پھر لاکھوں میں ہو جائیں گے اور یہاں پر قتل عام بڑھتا جائے گا اور یہ مسئلہ کبھی حل نہیں ہوگا۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Alright. Thank you. Now, I would put this Resolution to the House.

(The Motion was carried.)

Madam Deputy Speaker: The Resolution is adopted. Mr. Gohar Zaman, Mr. Muhammad Atique, Mr. Muhammad Hamid Chaudhry, Mr. Atiq-ur-Rehman, Mr. Muhammad Umar Riaz and Miss Anum Zia would like to move the Resolution. I would ask Mr. Gohar Zaman to kindly read out the Resolution for us.

Mr. Gohar Zaman: Thank you Madam Speaker. The Resolution is; "This House is of the opinion that in awake of increasing killing and kidnapping of the journalists, it is the prime duty of the Government to ensure life safety of each and every citizen. Government should take immediate steps to provide security to the media personnel both local and foreigner and should ensure the provision of basic human right of life security to them."

محترمہ سپیکر صاحبہ! میں زیادہ facts and statistics quote کرنے کا قائل تو نہیں ہوں لیکن میں پھر بھی بتاتا چلوں کہ 2002 سے اب تک پاکستان کے اندر 60 journalists کو مارا جا چکا ہے۔ یہ report ہے IPI's desk watch کی۔ جن کے اندر کچھ نامور journalists تھے جیسے مرتضیٰ رضوی، مکرم خان، الطاف، عبدالقادر حجازی، سلیم شہزاد اور اس کے علاوہ بہت سارے ہیں جن کے نام ابھی نہیں لیے جا سکتے۔ ان کے ساتھ کیا ہوا؟ یہ یا تو reporting کرتے تھے یا یہ analyst تھے، جن کی opinions سے شاید کسی کو agreement نہیں تھا۔ جس ملک میں free and fair media نہیں ہوگا یا جس ملک میں خبر پہنچانے والے ادارے بھی suppressed رہیں گے، بندوقوں کے سائے میں کام کریں گے، وہاں پر کیسے منصافانہ طریقے سے خبر پہنچائی جا سکے گی۔ وہاں پر کیسے کوئی کسی کا احتساب کر سکے گا اور وہاں پر کیسے کسی کا human right ensure کیا جا سکے گا۔ Human rights کی basic چیز جو United Nations ensure کرتی ہے وہ یہ کرتے ہیں کہ the right to live, the right of security and it is the prime duty of that state to provide the life security to every citizen and these media persons are the responsibility of the state because firstly, they are the citizens, secondly, they are contributing. وہ state کی smooth running کے لیے اپنا ایک construct role play کر رہے ہیں اور ان کا role بالکل اتنا ہی neutral ہونا چاہیے جتنا judiciary کا role ہوا کرتا ہے۔ اب میں اس میں کچھ factors بھی discuss کروں گا کہ وہ کن basis پر ہوتے ہیں۔ ہمارے پاس دو طرح کے journalists ہوتے ہیں، ایک تو reporters ہیں اور دوسرے وہ ہیں جن کو ہم classify کرتے ہیں analyst and columnist میں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: گوہر صاحب! آگے کا لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے اس پر بات کریں تو that will be much mutter.

جناب گوہر زمان: میڈم میں اس طرف آ رہا ہوں۔ Reasons کو identify کرکے میں انشاء اللہ اس کے solutions کی طرف آتا ہوں۔ جو reporters ہوتے ہیں، جو ایسے areas میں جاتے ہیں جہاں پر civil and military operations چل رہے ہیں، ان کو وہاں پر security نہیں ملتی۔ دوسرے وہ جو analysts and columnists ہوتے ہیں ان کی opinions matter کرتی ہیں کیونکہ ہمیں پتا ہے کہ ہماری society extremist قسم کی ہے اور یہاں پر flexibility نہیں ہے۔ کسی کی بات سننے کا صبر نہیں ہے اور بہت جلد ان کے خلاف arrogance پیدا ہو جاتی ہے اور کوئی نہ کوئی واقعہ رونما ہو جاتا ہے۔ So, impact of lack of security یہی ہوگا کہ جو media personnel ہیں وہ suppressed ہیں اور وہ freely کام نہیں کر سکیں گے۔

اب اس کی جو recommendations ہیں وہ یہ ہیں کہ جو media personnel ہیں جو operations والی side پر جاتے ہیں، کچھ اپنے آپ جان بوجھ کر record پر نہیں لایا کرتے تاکہ وہ secretly news leak کر سکیں۔ اس میں قصور نہ صرف security agencies کا ہے بلکہ ان media personnel کا بھی ہے، ان کو چاہیے کہ وہ on record رہیں تاکہ اگر ان کی security کا ذمہ جو state پر ہے وہ claim کر سکیں کہ جی ہاں ہم نے آپ کو register کیا تھا اس طرف جانے کے لیے۔ اس کے بعد agencies کا role ہے۔ جس طرح سلیم شہزاد کے کیس میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ان کا ان لوگوں کے ساتھ اختلاف رائے تھا اور ان پر ایک so called blame بھی ہے۔ جس طرح نجیب صاحب جو شروع سے بات کرتے آئے ہیں ایوان میں کہ role of agencies should be diminished اور ان کو لگام ڈالنی چاہیے۔ پھر اس کے علاوہ جو controversial figures ہوتی ہیں media میں، for example, جن analysts کی opinion سے کسی کو اختلاف ہے، جو کہ typically liberal ہیں ان کو زیادہ problems face کرنی پڑتی ہیں۔ ان کو special security provide کی جائے کچھ عرصے تک۔ جس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ کو تو باہر بھاگ جانا پڑتا ہے، ان کو security provide کی جائے تاکہ وہ freely and fairly reporting and opinion making کر سکیں اور وہ constructively کام کر سکیں اس ملک کی betterment کے لیے اور دوسرا ان کا basic right of security and life of living ensure ہو سکے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب محمد عتیق صاحب۔

جناب محمد عتیق: شکریہ میڈم سپیکر۔ یہاں پر ہاؤس کی تھوڑی سی توجہ freedom of speech کے طرف دلانا چاہوں گا۔ پاکستان کے آئین کا Article 19 اور اسی طرح UN کا بھی Article 19 freedom of expression and speech کی guarantee دیتا ہے ان democratic societies میں۔

2002 میں جو ایک political murder تھا Denial Pearl کا۔ اس کا اور سلیم شہزاد کا جو murder تھا، that was about the connection. دونوں ISI and Taliban کے connection پر کام کر رہے تھے۔ بہرحال جو national interest میں کی جاتی ہیں وہ کسی حد تک ٹھیک بھی ہوتی ہیں لیکن کچھ غلط بھی ہوتی ہیں۔ یہاں پر میرا point یہ ہے کہ جو kidnapping ہو رہی ہے یا جو missing persons کا مسئلہ ہے یا جو journalists کو threats دی جا رہی ہیں، اگر کسی حکومت کو، کسی agency کو کوئی doubt ہے تو اس کے خلاف legal inquiry کی جائے، اس کو court میں پیش کیا جائے اور اس کو وکیل بھی مہیا کیا جائے جس طرح سے ایک democratic practice میں ہوتا ہے۔

اس طرح insurance کا جو ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ ایک بہت بڑی تعداد ہے جو جنوری سے لے کر اب تک تقریباً سات journalists مارے جا چکے ہیں۔ میرے ساتھ جو colleagues کام کرتے تھے ان میں سے پانچ میرے دوست تھے جن کے ساتھ میرا براہ راست رابطہ تھا وہ مارے جا چکے ہیں۔ بہرحال یہ ایک نگہانی صورتحال ہے جہاں پر آپ کو freedom of expression بھی ہو اور media آزاد بھی ہو لیکن اس کو جو آزاد کرنے والے ہیں ان کی اپنی آزادی یا زندگی کی کوئی guarantee نہیں ہے۔ اسی طرح جو journalist killings ہو رہی ہے، اگر killing ہوتی ہے تو Government should be responsible to security and insurance of their children and their family. یہ ایک بہت بڑا عنصر ہے اس میں۔ جو missing persons کے سلسلے میں judicial inquiry ہوتی ہے اس میں بہرحال ایک آزادانہ inquiry ہو یا پھر کمیشن کو ترتیب دیا جائے۔ جس کی ایک اچھی مثال Memo Commission ہے جس میں نہ صرف journalists بھی اس کا حصہ بنے بلکہ پولیس اور FIA اور دوسرے ادارے ہیں وہ بھی اس میں شامل ہوں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب محمد حامد چوہدری۔

جناب محمد حامد چوہدری: شکریہ میڈم سپیکر۔ میرے دوستوں نے تقریباً تمام points explain کر دیے ہیں۔ میں صرف تھوڑی بات کرنا چاہوں گا۔ سب سے پہلے پولیس کو

depoliticize کرنے کی ضرورت ہے۔ کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک رپورٹر کسی حکومتی پروگرام پر تنقید کر رہا ہوتا ہے اور پولیس ہی اس کو تشدد کا نشانہ بناتی ہے۔ ایسی کئی باتیں میڈیا پر آ چکی ہے۔ ابھی recently Express News پر ایسی خبریں چلتی رہی ہیں۔ Express New والے ابھی recently بھٹے پر کام کرنے والے مزدوروں کے حقوق کے لیے بات کرنے گئے تھے تو بھٹا مالکان نے ہی ان پر حملہ کیا تھا لیکن پولیس ان کو protect کرنے نہیں آئی۔ اس لیے سب سے پہلے پولیس کو depoliticize کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ پولیس کو اس بات کا پابند بنایا جائے کہ جب کوئی رپورٹر ان سے security مانگتا ہے تو اس کو security provide کی جائے بلکہ اس کی family کو بھی security کی جائے کیونکہ mostly threats family کو ہی دی جاتی ہیں۔ یہاں پر میں قائد اعظم کی تقریر سے ایک حصہ پڑھنا چاہوں گا۔ 19 ستمبر 1918 کو Imperial Legislative Council میں انہوں نے ایک speech کی تھی اور اس میں انہوں نے کہا تھا؛ "I say, protect the innocent, protect those journalists who are doing their duties and who are serving both the public and the Government by criticizing the Government freely, independently and honestly which is an education of any Government." میڈیا اپنی positive criticism کے ذریعے حکومت کو آئینہ دکھاتا ہے کہ اس کی خامیہ کہاں ہیں اور اس کو کہاں پر بہتری کی ضرورت ہے۔ اس لیے میڈیا کی protection بہت ضروری ہے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب عتیق الرحمٰن صاحب۔

جناب عتیق الرحمٰن: شکریہ میڈم سپیکر۔ میڈم آج کی اس قرارداد کو پیش کرنے کے لیے سات، آٹھ بندوں نے لکھا ہوا تھا۔ میڈم میں بھی وہی باتیں کروں گا جو میرے دوسرے بھائیوں کی۔ اس لیے ہمیں موقع دینا چاہیے اس ایوان میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو کہ وہ اپنی رائے شامل کر سکیں بجائے اس کے کہ ہم سات، آٹھ لوگ ایک ہی بات کو repeat کریں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب محمد عمر ریاض صاحب۔

Mr. Muhammad Umar Riaz: Thank you Madam Speaker. A climate of fear impedes among the journalists as far as the human rights violations are concerned. We definitely know that in the last year, in 2011, numerous journalists were killed in the process of the performance of their duties. Now, what is to be done? In case of a killing of a journalist, what happens next? A fact finding Commission is established and that

Commission is only established if there is a recent series of protest by the journalists and that leads to the formation of the Commission. After that the Commission finalizes its report and later when it is submitted after 6 to 7 months, nobody cares about that. What needs to be done? There is a need to be a proper legislation in this regard for the protection of the rights of the journalists what Government is trying to do, the Youth Government has been trying to do. We would be introducing a Bill for the protection of the rights of the journalists.

Madam Speaker, it is generally said that in case of a disaster, in case of a sudden accident, for instance, a bomb blast, all the people move away and run away from the place of bomb blast. All the people move away from the place of the natural disaster. But there are three people who move towards the place of natural disaster. First is the Fire Brigade, second is the police and third are the journalists. They rush towards the danger. Now, keeping in view the sacred responsibility, the most important fundamental responsibility the journalist perform for the proper functioning of any state. We must ensure that their lives are safe. We must ensure that when they are working in the conflict hit zones of the various parts of the country, we must ensure that they have the proper training. The proper training facilities should be given to the journalists when they are working in the conflict zone areas so that they can save their lives, so that they can protect themselves. Thank you so much madam.

Madam Deputy Speaker: Thank you. Miss Anum Zia sahiba. Please be very brief.

محترمہ انم ضیاء: جو threats ملتی ہیں، وہ صرف journalists کو نہیں ملتیں بلکہ ان کی families کو بھی ملتی ہیں- Secondly, We should protect them too. جو foreigners آتے تھے پاکستان میں اب جو Committee to protect journalists کی رپورٹ آئی ہے اس میں third and fourth number کے درمیان کی ranking میں پاکستان کو انہوں نے place کیا ہے کہ they cannot even defend their own journalists. This is really embarrassing. Lastly, to the point, Chief Justice is doing a lot. انہوں نے بہت زیادہ cases نبٹائے ہیں- میں چاہتی ہوں کہ وہ sharpen کریں journalists کی inspection کو اور ان کو وہ زیادہ importance دیں because what journalists are doing is for the whole country. They are not doing it for themselves. پیسا کمانے کے لیے ان کے پاس اور بھی طریقے ہوتے ہیں- وہ جو news

وغیرہ دیتے ہیں، they are something, they are passionate about it. So, we should protect them. Thank you.

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترم اسامہ ریاض صاحب۔

جناب محمد اسامہ ریاض: میڈم سپیکر! یقیناً journalists state ایک integral part ہوتے ہیں اور یہ خطرات میں گھر کر reporting کرتے ہیں اور ہم اس کو بڑا appreciate کرتے ہیں۔ اس پر ویسے تو پہلے بہت بات ہو چکی ہے but being an Information Minster میں ایک دو باتیں کرنا چاہوں۔ چاہے بات ہو سلیم شہزاد کی، ولی خان بابر کی، نصراللہ خان آفریدی کی، فیصل قریشی کی، یہ تمام journalists armed conflict areas or due to their difference of opinion with the agencies یا دوسرے جتنے بھی معاملات تھے ان کی وجہ سے ان کی death واقع ہوئیں۔ اس میں صرف میں دو باتیں کروں کہ جب ہم بات کرتے ہیں journalists کی protection کی تو اس میں جتنا کردار state کا ہے اتنا ہی media houses کو بھی اپنی responsibility accept کرنی چاہیے کہ media houses state کے ساتھ coordinate نہیں کرتے just because to cover their sources of information. اس کی وجہ سے یہ ہوتا ہے کہ جو armed areas ہیں، وہاں جا کر یہ لوگ reporting کرتے ہیں تاکہ ان کے sources open نہ ہو سکیں اور اس سے کیا ہوتا ہے کہ they don't have any protection there and ultimately result یہ ہوتا ہے کہ وہاں پر ان کی dead bodies ہوتی ہیں۔ Now, I will conclude it by saying that media houses and state both have to accept the responsibility and they must devise the ways to protect their journalists. Thank you.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب ظفراللہ

جناب محمد ظفر اللہ: میڈم سپیکر! میں سب سے پہلے تو ان لوگوں کو congratulate کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اتنی اچھی resolution پیش کی۔ میڈم سپیکر! کبھی کوئی مہر بخاری یا مبشر لقمان جیسے لوگ نہیں مرتے۔ کبھی کوئی ایجنسیوں کے نیچے کام کرنے والے لوگ نہیں مرتے۔ کبھی کوئی دہشت گردوں کے ہاتھوں میں کھیلنے والے لوگ نہیں مرتے۔ سوال یہ ہے کہ وہ کون سے journalists ہوتے ہیں جو مرتے ہیں۔ وہ journalists مرتے ہیں جو جھوٹ کو جھوٹ کہتے ہیں اور سچ کو سچ کہتے ہیں کفر کے سامنے کلمہ حق کہتے ہیں۔ ہمیں ان لوگوں کے لیے آگے بڑھنا چاہیے اور ان کی safety کو ensure کرنا چاہیے اور جو journalists مر چکے ہیں ان کی families کو، ان کے بچوں کو priority basis پر education

دینی چاہیے، ان کو scholarships دینی چاہییں اور اگر ان کے بچے بڑے ہیں تو ان کو jobs میں بھی priority ملنی چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو اس پر judicial commissions بیٹھتے ہیں ان کی reports immediately آنی چاہیے اور ان پر implement ہونا چاہیے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Mr. Naved Hassan sahib. We are short of time. Please be very brief.

جناب نوید حسن: شکریہ میڈم سپیکر۔ میں اس سلسلے میں کچھ statistics share کرنا چاہتا ہوں۔ 3 مئی کو Press Freedom Day تھا اس پر UNESCO نے ایک report شائع کی ہے جس کے مطابق "Pakistan is the second most dangerous country in the world for media personnel." اور اس report کے مطابق 2000 سے آج تک 60 killings ہوئی ہیں and more than 2000 media persons کو injured or kidnap کیا گیا ہے لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ آج تک صرف ایک مجرم کو انصاف کے کٹہرے میں لایا گیا ہے اور اس report کے شائع ہونے کے چھ دن بعد ہی طارق کامران، جو کہ daily "Dawn" کے نمائندے تھے، کو قتل کیا جاتا ہے۔ یہ جو low profile media personnel ہوتے ہیں ان کی کوئی نہیں سنی جاتی لیکن جب دسمبر 2011 میں حامد میر کو threats ملتی ہیں تو اس پر صدر پاکستان بھی نوٹس لیتے ہیں اور وزیر داخلہ اس کو security provide کرتے ہیں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: آگے کیا ہونا چاہیے؟ کیا way forward ہونا چاہیے؟ آپ directly اس پر آئیے۔

جناب نوید حسن:اس پر way forward یہی ہے کہ Interior Ministry media personnel کو مکمل security provide کرے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. I would now put this Resolution to the House.

(The Motion was carried.)

Madam Deputy Speaker: Consequently, the Resolution is adopted. Now, I would ask Mr. Muhammad Umar Riaz to move a Motion.

Mr. Muhammad Umar Riaz: Madam Speaker, thank you very much. Being a Youth Minister for Law, Parliamentary Affairs and Human Rights, I wish to move this Motion that we have devised for the supremacy of the Parliament, to ensure the Supremacy of the Parliament, a National Youth Human Rights Policy which contains all

the important fundamental points. Now, we have consulted the members of the Parliamentary Committee on Human Rights, we have consulted each and every member of our party but to ensure the process of consensus, we are moving this motion. Now, as far as the question of the time constraint has been concerned,……

Madam Deputy Speaker: Please order in the Housse.

Mr. Muhammad Umar Riaz: May I have your attention please. The Government on the instruction of the Prime Minister is willing to introduce the recommendations of the Opposition Parties as well because they are our honourable fellows. Now, due to the time constraint, what I suggest that any one who is willing to introduce any recommendation, he can email to me tonight so that when the Government's Human Right Policy is presented, the voice of our honourable brothers, sitting on the Opposition benches may also be included in the Human Rights Policy. Thank you very much.

ایک معزز رکن: میڈم سپیکر! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی۔

ایک معزز رکن: میں یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ یہاں پر electronic item کا استعمال بند کیا جائے۔ یہاں پر موبائل فون استعمال ہوتے ہیں، لیپ ٹاپ استعمال ہوتے ہیں، آئی پیڈز استعمال ہوتے ہیں، اخبارات پڑھے جاتے ہیں۔

Madam Deputy Speaker: I did say to some of the members, not to use it. Thank you. Now, I would ask Mr. Opposition Leader to speak on the motion please. Please order in the House. Please refrain from acting and passing such remarks.

جناب فہد مظہر علی (قائد حزب اختلاف): شکریہ میڈم۔ میں موشن پر بات کرنے سے پہلے کچھ بات کرنا چاہوں گا۔ This is a serious concern and it is realized by our party کہ یہاں پر جب کسی business پر بات کی جاتی ہے تو باقاعدہ طریقے سے، internet سے consult کیا جاتا ہے اور وہاں سے points لیے جاتے ہیں۔ آپ نے تو اس سلسلے میں بات کی ہے کہ یہ چیزیں استعمال نہیں کرنی چاہییں but this is a realization prevalent in our party members کہ ادھر یہ استعمال ہو رہے ہیں۔ لہٰذا مہربانی کرکے اس کو ensure کیا جائے۔ ہم یہ نہیں کہہ رہے ہیں دروازے پر تلاشی لی جائے but ethically this is not fair.

Madam Deputy Speaker: We are looking to that. Thank you. Now, talk about motion.

Mr. Fahat Mazhar Ali: Now, I am coming to the Motion. Yes, we will ensure that we will definitely give our inputs about this Human ہم اپنی پارٹی سے consult کرکے، Rights Policy of the Youth Parliament.

ایک معزز رکن: میڈم سپیکر! ہمیں اگر یہ تھوڑا سا وقت دے دیں۔ مطلب یہ کہ آج پانچ بجے یہ کہہ رہے ہیں کہ رات کو 9 بجے تک دے دیں۔ اگر یہ ہمیں کل تک کا وقت دے دیں تو بہتر ہوگا۔ ہم کل رات کو ان کو email کر دیں گے۔

Mr. Muhammad Umar Riaz: Madam on a point of order. On the instruction of the Secretariat, as far as the instruction of the Secretariat is concerned, keeping in view the time constraint, the policy is to be presented tomorrow. So, if any one, we know that all of us are working very hard, all of us have research work for the past few days, anyone who has the research work can do that in hour or two hours, that is not a big job.

Madam Deputy Speaker: Excuse me, please don't stand up like that.

An honourable Member: We have to do with the party consensus and party meeting is scheduled for tomorrow. So, we will do it in the party meeting.

Madam Deputy Speaker: Opposition Leader, please sort out the matter.

Mr. Fahat Mazhar Ali: Madam I think consensus is better in my opinion. So, if you grant us some time, if there is any possibility, then we will send you by tomorrow afternoon.

Madam Deputy Speaker: Umar Riaz sahib.

Mr. Muhammad Umar Riaz: Madam, initially, I was willing, I requested the Secretariat to shift it to the final day but due to the time constraint the Secretariat is not willing because the final day would be for the introduction of the Bills. So, only the Bills will be introduced in the final day. So, we have only one day left and which is tomorrow. Tomorrow we will also have to leave for the Supreme Court. So, we know that we have time constraint. We can sleep one hour less or two hours less and then we can do the job and I humbly request the honourable Opposition Leader in this regard.

Madam Deputy Speaker: Yes, honourable Prime Minister.

جناب محمد ہاشم عظیم (وزیر اعظم): میڈم سپیکر! میں اس میں تھوڑا سا add کرنا چاہوں گا کہ یہ جو motions introduced کئے گئے ہیں یہ بالکل consensus achieve کرنے کے لیے اور supremacy کے لیے، Opposition کی رائے کو incorporate کرنے کے لیے کئے

گئے ہیں۔ میں صرف اس میں ایک چیز add کروں گا کہ جس طرح کا یہ core topic تھا، ہماری پارٹی جو کہ 46 members پر based ہے، ہم نے 15, 20, 25 دن پہلے سے یہ policies بار بار discuss کیں تاکہ consensus develop ہو۔ ہم نے 46 ارکان میں سے ہر ایک رکن سے بار بار debate کی، discuss کیا، email کی، پھر ہم ایک consensus پر پہنچے۔ اگر آپ آج ہی meetings کرکے اس کو finalize کر دیں تاکہ صبح ہم policy statement دے دیں۔ اب سیشن میں تو obviously short time ہے۔ It would be very beneficial. Thank you.

Mr. Fahad Mazhar Ali: Yes, agree to this point. Sufficient time was given. We have worked on that. Our plea was simple that just give us enough time, we have to discuss that because they have said that they want to incorporate our points in their policy or the policy they want to give with consensus. So, we will arrange a meeting just after this and we will give insha Allah before 10:00 P.M.

Madam Deputy Speaker: Please order in the House.

Mr. Muhammad Umar Riaz: Madam Speaker, we will be waiting for the recommendations. They said that they are sending us the recommendations. So, initially the thing is, the Parliamentary procedure is that when the Government presents the policy or when the Government presents the budget it is not necessary to consult the Opposition as such. It just presents the Bill and policy because the policy would be adopted because the Government has majority but we for the sake of the democracy, we have requested our honourable Opposition Leader and the honourable Opposition Leader was agreed to that and I am extremely obliged and I am extremely thankful to the honourable Opposition Leader that he has agreed to send the recommendations and we will be looking forward to receiving the recommendations. Thank you.

Madam Deputy Speaker: Thank you. The session is now adjourned to meet tomorrow at 9:00 A.M.

(The Session was adjourned to meet again on 23rd tomorrow at 9:00 A.M.)